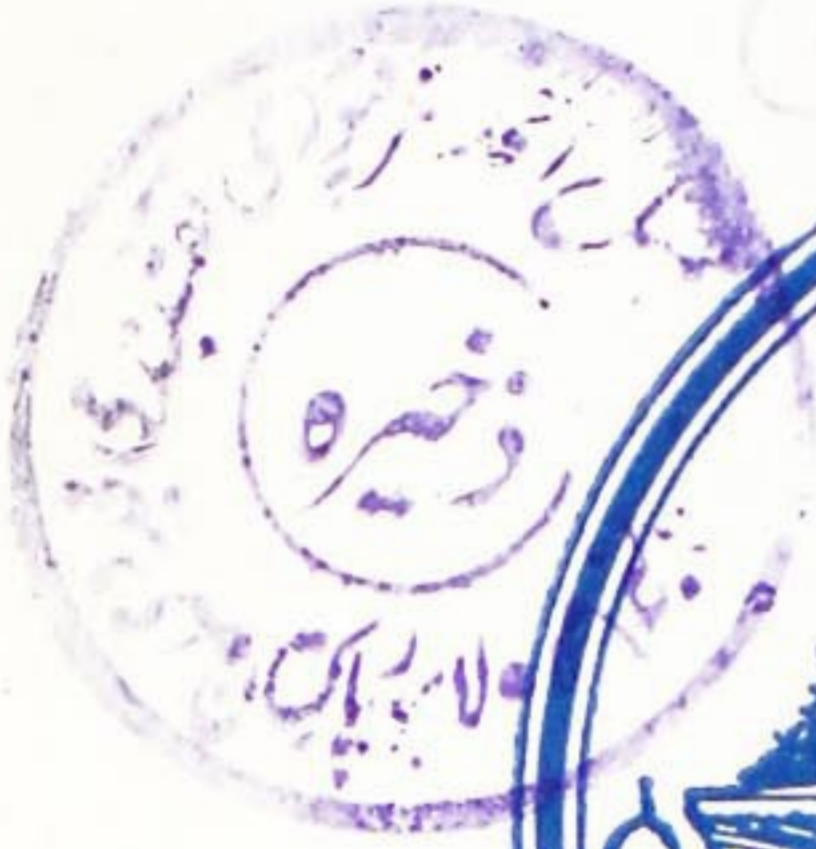


مجموعہ خیر الدیارات



تالیف

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ
فاضل جامعہ ازہر

ناشر

حضرت شاہ ابوالخیر اکادمی - شاہ ابوالخیر مارگ - دہلی ۶
قیمت بندرہ روئے - ۱۵/-

6410

- ۷۳

۲۹۹

(۱۶۴۰)

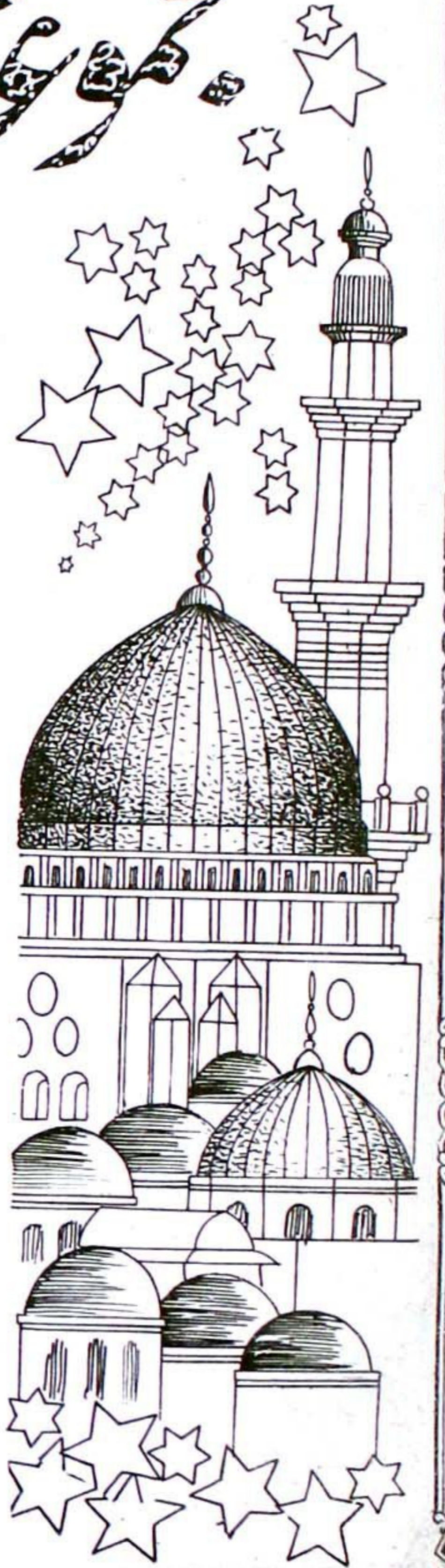
وَصَلَّىٰ بِرَبِّكَ إِلَٰهَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لِلْعٰلَمِیْنَ

مکتبہ خیر البیان

صفحہ	نام رسالہ	بشمبہ
۳	دیباچہ رسالہ	۱
۱۱	خیر الموروثی احتفال المولد	۲
۲۲	خیر البیان من محسنات سعید البیان	۳
۱۳۹	تتمہ، قدم شریفی کا نشان مبارک	۴
۱۵۳	رسالہ رحلت حبیب	۵
۱۶۵	نظم شمائل	۶

تالیف
حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ
(فاضل جامع ازہر)

ناشر
حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی
شاہ ابوالخیر مارگ دہلی ۶



جملہ حقوق محفوظ

53341 بار اول

۱۳۰۶ھ ۱۹۸۵ء ۶

کتاب کا نام: — مجموعہ خیر البیان

صفحات: — ۱۷۶

مصنف: — حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی (فاضل ازہر)

مہتمم: — ابوالنصر انس فاروقی

طابع و ناشر: — حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی۔ درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر

شاہ ابوالخیر مارگ۔ دہلی ۶۰۰۰۶

کتابت: — سید غیاث الحسن مظاہری

قیمت: — پندرہ روپے / ۱۵

تعداد: — ایک ہزار

مطبع: — نعمانی آفسیٹ پریس دہلی ۶



ذیباچئے رسالے

خیر البیان من محسنات سعید البیان فی مولد سید الانس والجان



الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَا يُحْصَى ثَنَاءُهُ وَلَا إِلَهَ غَيْرُهُ وَهُوَ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى حَبِيبِهِ الَّذِي رَفَعَ ذِكْرَهُ وَأَعْلَى شَانَهُ
وَهُوَ بِالْمُؤْمِنِينَ رُؤُوفٌ رَحِيمٌ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ
اتَّبَعُوهُ وَتَصَدَّقُوا، فَرَحِمَنِي اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ هُوَ

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ - وَلَجِدُ كَمْتَرِينَ دَرَوِشًا وَخَاكٍ پائے اہل خیر و عذراں
زید ابوالحسن مجددی فاروقی عرض کرتا ہے کہ جناب سیدی الوالد قبلۃ الامثال والاماجد
عالی مقام و بلند سیر حضرت شاہ محی الدین عبداللہ ابوالخیر کے جدِ اعلیٰ مقبول بارگاہِ کبریٰ
قطب و حید حضرت شاہ احمد سعید دفعہ اللہ اقدارہما و قدس اسرارہما نے اب سے ایک
سو دس سال پہلے ۱۲۶۲ھ ہجری کو حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات و ازکی التسلیمات
کے احوال شریفہ میں ایک مبارک مختصر رسالہ اردو زبان میں تالیف فرمایا تھا، جس کا نام
سعید البیان فی مولد سید الانس والجان ہے جس خوبی اور خوش اسلوبی سے یہ رسالہ شریفہ
لکھا گیا ہے وہ آپ ہی اپنی نظر ہے ۵

ہے سعید البیان بیان "سعید"
ہیں وہ مقبول بارگاہِ رشید

جناب مولف کے حسن نیت اور اپنی سلاست اور لطافت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے بہت جلا
اس کو مقبولِ خلافت بنایا ہے

کیوں نہ ہو مقبولِ دنیا میں سدا

میں مولف جبکہ مقبولِ خدا

کچھ ہی دن گزے تھے کہ جد بزرگوار والا شمار نایب سید البشر حضرت شاہ محمد عمر کے
اشارے اور اپنے پیر دست گیر صاف کیش و روشن ضمیر رازدان ستر خفی حضرت شاہ
عبد المغنی برادر کہین جناب مولف رحمۃ اللہ علیہم و افاض علینا من برکاتہم و اسرارہم کی اجازت
سے مولوی ظہور علی صاحب ظہور دہلوی نے اس سرمایہ سعادت اور کانِ کرامت کو بڑے
سلاست اور روانی اور بہت رحبتگی اور خوش بیانی کے ساتھ صرف تین ہفتہ کی قلیل
میں ۱۲۶۴ھ ہجری کو رشتہ نظم میں پروردگار اس کا نام مولد سعید یہ رکھا جزاء اللہ
الذی ادرین خیدا۔

مولوی صاحب کے فرزندِ نخستیں مولوی ذوالفقار حسین صاحب غنی نے ۱۳۰۲ھ
میں وہ نسخہ منظومہ حضرت سیدی الوالد رحمہ اللہ کو دکھایا، آپ نے پوری طرح اس کا مطالعہ
کیا بعض غلطیوں کی تصحیح فرمائی اور پھر از رہ نوازش فارسی میں ایک تقریظ تحریر فرما کے غنی
صاحب کو عنایت فرمائی۔ تقریظ کیا ہے ایک گلدستہ معرفت ہے جو آنکھوں کے لئے
اور دل کے لئے سرور ہے پڑھ کے بے ساختہ زبان پر سبحان اللہ آتا ہے

کیوں نہ ہو معلوم وہ دل کو بھلی

نور سے معمور ایک ایک لفظ ہے

ہیں مقرظ حق کے شیدائی ولی

سچ تو یہ ہے نور کی ہے وہ لڑی

غنی صاحب نے اس مولودِ منظوم کو مع تقریظ اور وفات نامہ کے ۱۳۰۲ھ کو مطبع
فیض دہلی میں طبع کرایا احسن اللہ الیہ۔
جناب حافظ محمد یعقوب صاحب مجددی فاروقی ساکن پانی پت ضلع کرناں نے سعید
کے اصل نسخہ کو بلا کسی تصرف اور تغیر کے ماہ صفر ۱۳۰۸ھ ہجری کو مطبع رضوی دہلی میں برائے
سید میر حسن صاحب طبع کرایا رَحِمَهُ اللهُ رَحْمَةً وَاسِعَةً۔ کاتب کی غلطی اور تصحیح کی بے توجہ
کی وجہ سے بعض الفاظ میں غلطی یا تقدیم اور تاخیر واقع ہو گئی۔ صفحہ ۳۸ پر اردو کا ایک شعر
گیا ہے جو فارسی کے شعرِ تناخوال کے بعد واقع ہے وہ شعر یہ ہے
صورت پکڑا کے معجزہ اجیائے سوتی کا ہوا
پر دے میں لب کے بر ملا لب ہے کہ گویا جان ہے

اور صفحہ ۴ پر انبیاء کے اوصاف میں اخلاصِ موسیٰ کی جگہ اخلاقِ موسیٰ لکھا گیا ہے۔ اور داؤد کے بعد تواضعِ سلیمان کی رہ گیا ہے۔

حضرت مولف کے سپر اکیڈمی کے فرزندِ دلہند جناب عم محترم حضرت شاہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما ورفیع اقدار نے اپنے وقت کے لحاظ سے سعید البیان کی عبارت کو عام فہم کر کے ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ ہجری کو مطبع مطوع علوم رامپور میں چھپوایا۔ آپ نے کتاب میں قدرے ردوبدل اور بستی بھی کی ہے۔ پھر چودہ سال کے بعد آپ نے اس پر نظر ثانی فرمائی ہے اور کتاب کو معجزات شریفیہ کے آخر پر لا کر ختم کر دیا ہے۔ علالتِ شریف اور وفات شریف کے بیان کو حذف کر دیا ہے، اشعار بھی زیادہ تر بدل دئے ہیں اور ۱۳۲۱ھ ہجری کو مطبع احمدی لاہور میں طبع کرایا ہے، آپ نے دونوں مرتبہ کتاب کو سعید البیان ہی کے نام سے طبع کرایا ہے مناسب تھا کہ آپ نام میں کچھ اضافہ کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرمادیتے کہ کتاب میں کافی تصرف ہوا ہے بالخصوص دوسری طباعت میں تو کتاب کا ایک حصہ حذف کر دیا گیا ہے یا پھر اس کو صراحتاً ذکر کر دیا جاتا کہ کتاب میں کمی بستی کی گئی ہے، ایک حصہ کو حذف کر دیا گیا ہے اور اشعار بھی زیادہ تر بدل دئے گئے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب رامپوری نے سعید البیان کو سلیس اردو کا جامہ پہنایا ہے اشعار تقریباً سب بدل دئے ہیں علالتِ شریف اور وفات شریف کے بیان کو حذف کر دیا ہے اور اس کو اپنی کتاب "فلاح دین و دنیا" کا ایک حصہ بنا کر اس کے اخیر میں حسن خاتمہ کا دوسرا حصہ قرار دے کر طبع کرایا ہے یہ کتاب کئی مرتبہ چھپی ہے جو نسخہ میری نظر سے گزرا ہے وہ خواجہ بک ڈپو جامع مسجد دہلی کا جمید برقی پریس دہلی میں طبع کرایا ہوا ہے اس طباعت میں مولود شریف کے بارے میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ اس حصہ کو تہمامہ سعید البیان سے لیا گیا ہے جس طرح پر کہ اس کتاب کے پانچویں باب دریاں حقوق کے حاشیہ پر لکھ دیا ہے از رسالہ حقیقت الاسلام مصنفہ قاضی تھار اللہ صاحب پانی پتی، اسی طرح یہاں بھی اشارہ کرنا چاہیے تھا۔

حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ ہر سال بارہ ماہ مبارک ربیع النور کی شب کو حضرت مولف کا اصل نسخہ پڑھا کرتے تھے۔ آپ کے ایک مخلص صادق حافظ حفیظ الدین صاحب میرٹھی اس قلمی نسخہ کو لے گئے تاکہ اس کو طبع کرائیں۔ انہوں نے طبع کراتے وقت ۱۳۰۶ھ کا مطبوعہ نسخہ بھی سامنے رکھا ہے صفحہ نو اور دس پر عبارت "جائے تعجب بلکہ محل صدافسوس ہے" سے "کہ اس خوشی کا مانع ہو" تک کا اضافہ کر دیا ہے بعض جگہ

الفاظ میں کمی بیشی بھی کی گئی ہے۔ جمل دُعائیہ مثلاً رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور الفاظ احترام مثلاً لفظ حضرت کا اضافہ بھی کیا گیا ہے اردو کا شعر جو حافظ محمد یعقوب مجددی کی طباعت میں رہ گیا تھا وہ بھی اس طباعت کے صفحہ چالیس پر رہ گیا ہے۔ اسی طرح صفحہ چوالیس پر اوصاف انبیاء میں حافظ محمد یعقوب کی طباعت کی غلطیاں اس میں بھی ہیں اور صفحہ بادن پر يَا رَسُولَ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ، الخ کو بصورت نثر لکھا ہے اس کے بعد لفظ اشعار لکھ کر فارسی کے اشعار لکھے ہیں حالانکہ یہ عبارت نثر نہیں ہے بلکہ یہ ان اشعار کا پہلا شعر ہے جو اس طرح پر ہے۔

يَا رَسُولَ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
إِنَّمَا الْفَوْزُ وَالْفَلَاحُ لَدَيْكَ

یہ نسخہ مطبع شمس المطابع میرٹھ میں ۱۳۳۸ھ ہجری کو مطابق ۱۹۲۰ء میلادی کے طبع ہوا ہے۔ جناب برادر محترم صاحب العلم والفضل والفہم والکمال حضرت شاہ بلال ابوالفیض آدمی نے علیٰ رُؤسِ الْمُشْرِكِينَ دَعَمَ قَيْضَهُ لِلطَّالِبِينَ نے سعید البیان کی عبارت کو عام فہم کس ہے، پرانے ڈھب کے اشعار حذف کر دئے ہیں فارسی اور عربی اشعار کا اضافہ نہ کیا ہے اور ان روایات کو بھی حذف کر دیا ہے جن کی صحت میں علماء کو کلام رہا ہے وہ ہر سال بارہ ماہ مبارک ربیعِ اُزہر کی شب کو اسی ترتیب دادہ نسخہ کو بڑے ذوق اور شوق سے پڑھتے ہیں آخر کیوں نہ ہو کہ

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ كَابِيَاں ہوتا ہے

ایسے موقع پر ہمیں ہوش کہاں ہوتا ہے

اتفاق سے ایک سال ان ایام مبارکہ میں آپ کا قیام کابل میں تھا وہاں آپ نے سعید البیان کو جامعہ فارسی پینا کر جمع عام میں پڑھا از شاہ تاگرد اسمعیل محفوظ اور سرور ہوئے اعظم اللہ صلواتہ برادر عزیز حضرت شاہ سالم ابوالعدس اسماء اللہ تعالیٰ واسعدہ فی الدارين بھی کچھ حصہ کو فارسی میں کیا ہے اور قندھار میں پڑھا ہے فجازاۃ اللہ احسن الجزاء ملک ہے کسی اور نے بھی اس تالیف شریف کا خلاصہ کیا ہو یا اس میں سے کچھ اخذ کیا ہو یا اس میں کچھ کمی اور بیشی کی ہو۔ بہر حال اللہ تعالیٰ حضرت مولف کو جزائے خیر عنایت کرے کہ انھوں نے ایسی مبارک تالیف فرما کر امت محمدیہ کو علیٰ صاحبہا الفُصْلَانُ صَلَاةٌ وَتَحِيَّةٌ اس سے بہرہ اور لطف اندوز ہونے کا موقع دیا۔ اس میں کلام نہیں کہ یہ کتاب اپنے موضوع شریف بہترین تالیفات میں سے ایک تالیف ہے اس کی عبارت دل کش، پر کیف اور موثر ہے

قدیم طریقہ پر لکھی ہوئی ہے چونکہ عربی اور فارسی کا رواج ان دنوں کم سے کم تر ہو گیا ہے۔ اور اردو زبان میں کافی تبدیلی ہو چکی ہے اس لئے عوام کے لئے اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں دقت پیدا ہو گئی ہے۔ اسی بنا پر حضرت عم محترم اور جناب محمد علی رامپوری اور حضرت برادر محترم نے اس کی عبارت کو عام فہم کیا۔ پہلے دو اصحاب نے تو اپنے مرتب کردہ نسخوں کو طبع بھی کر دیا ہے اور اس کے بعد چنداں ضرورت نہ تھی کہ میں از سر نو کتاب کی عبارت کو عام فہم بناتا لیکن یہ خیال کر کے کہ جب حضرت مولف رحمہ اللہ کی عبارت میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے تو پھر کیوں نہ اس میں بعض ضروری اور مفید مضامین شریفہ کا اضافہ کر دیا جائے جن کا بننا کرنا اور پڑھنا عوام کے واسطے نافع تر ہو خاص کر اب ایسے دور میں جبکہ مسلمانوں کا عام طبقہ دین کی باتوں سے غافل تر ہوتا جا رہا ہے۔ بنا بریں میں نے پہلے اہل کتاب کی عبارت کو عام فہم کیا جو اشعار قدیم طرز کے تھے اور بعض روایات جن کی صحت میں علماء کو کلام تھا حذف کر دیا اور پھر مندرجہ ذیل مضامین کا اضافہ کیا۔

دوسرا محسنہ، آپ کی تعظیم اور آپ کے ذکر شریف کی تعظیم کے بیان میں۔

چھٹا محسنہ، عرض سلام بہ حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
اہل کتاب میں قیام میں پڑھنے کے اشعار عربی کے تھے ان کی جگہ یہ سلام لکھا گیا ہے، یہ سلام اللہ تعالیٰ جل شانہ و دُعم احسانہ کے لطف و کرم سے بہ عجب کیفیت نظم ہوا ہے اس رسالہ مبارکہ کو مرتب کرنے کے بعد چہار شنبہ ۲۶ شوال ۱۳۶۲ھ ہجری کو خیال آیا کہ سلام اب تک کوئی دستیاب نہیں ہوا ہے اس خیال کے آنے کے بعد طبیعت میں موزونی پیدا ہوئی اور آمد شروع ہو گئی جو کہ یقیناً فیضان الہی تھی پون گھنٹہ یہ کیفیت رہی۔ اس عرصہ میں یہ سلام اور اس کے قبل کے تین شعر، جو پانچویں محسنہ کے اخیر میں لکھے گئے ہیں موزوں ہو گئے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

گیارہواں محسنہ نبوت کے بیان میں۔ اس محسنہ میں ان واقعات کا اضافہ کیا گیا ہے یہ شہداء عم جناب مصطفیٰ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ، خلیفہ ثانی امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ۔

اس پاک خون کا بیان جو اسلام میں سب سے پہلے اللہ کی راہ میں صرف اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لانے کی وجہ سے بہا ہے اور وہ حضرت عمّار بن یاسر کی والدہ شریفہ حضرت سمیہؓ کا پاک خون ہے۔ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا۔

قریش کا معاہدہ بنی ہاشم سے قطعِ علائق کرنے کا۔

تیر ہواں محسنہ ہجرت کے بیان میں -

چود ہواں محسنہ حجۃ الوداع کے بیان میں -

ستر ہواں محسنہ، اخلاق منیفہ کے بیان میں، اس محسنہ میں بعض اخلاق شریفہ کا اضافہ اور بعض کا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے -

اٹھار ہواں محسنہ، معجزات شریفہ کے بیان میں - اس محسنہ میں بعض معجزات مبارکہ کا اضافہ اور بعض کی کمی کی گئی ہے -

باقی ماندہ محسنات میں بھی بعض مضامین شریفہ کا اضافہ ہوا ہے، آیات شریفہ اور عربی اشعار و عبارات کا با محاورہ اردو ترجمہ کر دیا گیا ہے اردو فارسی عربی اشعار کا بھی اضافہ ہوا ہے -

معجزات شریفہ کے اخیر پر مولد شریف کے بیان کو ختم کر دیا ہے اس کے بعد تتمہ در بیان اثر قدم شریف کا اضافہ کیا گیا ہے اس معجزہ شریفہ کے متعلق اکابر علماء کی کتابوں سے جو معلوم ہوا ہے وہ لکھ دیا گیا ہے -

حضرت مولف رحمہ اللہ نے معجزات شریفہ کے بعد علالت شریف اور وفات شریف کا بیان لکھا ہے علماء اعلام نے فرمایا ہے کہ مولد شریف کی مبارک محفل میں ولادت با سعادت اور آپ کے احوال مبارکہ کا بیان کرنا مناسب ہے، وفات شریف کا بیان کرنا غیر مناسب ہے یہ خوشی کی محفل ہے یہ بزم میلاد مبارک ہے - خوشی کے اظہار کے لئے اس مبارک محفل کو آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے - عود اور اگر کی بتی جلا کر مکان کو معطر کیا گیا ہے تاکہ لوگ بہ صد شوق حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف سن کر حق تعالیٰ شانہ و عم احسانہ کا شکر بجالائیں کہ اس نے ہم کو کیا محبوب سردار عنایت کیا - آپ کا اُمّتی بنا کر ہم کو خیر الامم کا عالی رتبہ عنایت کیا، اس مبارک محفل میں وہی بیان پڑھا جائے جس سے خوشی میں اضافہ ہو، ایسا بیان نہ پڑھا جائے جس سے دل کو رنج پہونچے - آپ کی وفات شریف کا بیان بڑے رنج کا بیان ہے مسلمان کے واسطے اس سے بڑھ کر کوئی رنج و غم نہیں ہو سکتا - علامہ جلال الدین سیوطی حَسَنُ الْمُقْصِدِ فی عَمَلِ الْمَوْلِدِ میں لکھتے ہیں - آپ کی ولادت شریف ہمارے واسطے اللہ کی بڑی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے اور آپ کی وفات شریف بڑی مصیبتوں میں سب سے بڑی مصیبت ہے شریعت نے ہم کو نعمتوں کے شکر کو ظاہر کرنے کا حکم دیا ہے اور مصیبت کے صبر و سکون اور اس کو پوشیدہ کرنے کو کہا ہے - شریعت نے ہم کو بچے کے پیدا ہونے پر خوشی کرنے اور عقیدہ کر کے شکر کو ظاہر کرنے کو کہا ہے شریعت نے وفات کے وقت کچھ - ذبح کرنے یا کسی دوسری بات کرنے کے لئے نہیں کہا ہے بلکہ نوحہ اور جزع و فزع کے اظہار سے منع کیا ہے شریعت کے قواعد ہم کو بتاتے

کہ اس مبارک مہینہ میں ہم آپ کی ولادت شریف کی خوشی کا اظہار کریں نہ کہ آپ کی وفات شریف
 حزن و دلال کا اظہار کریں۔ ابن رجب اپنی تصنیف کتاب اللطائف میں روافض کی مذمت کرتے ہوئے
 اس کے کہ انھوں نے عاشوراء کے دن کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس دن میں قتل ہونے کی وجہ
 ماتم کا دن بنا رکھا ہے۔ لکھتے ہیں اللہ اور اللہ کے رسول نے ہم کو انبیاء کی مصیبتوں کے دنوں اور
 کی وفات کے دنوں کو ماتم کا دن بنانے کو نہیں کہا تو پھر ان کا کیا ذکر ہے جو انبیاء سے درجہ میں کم ہوں
 پر کچھاجائے تو لفظ مؤید میلاد اور مؤود خود ہی اس بات کو چاہتے ہیں کہ اس مبارک محفل میں ولادت
 شریف کی خوشی کا اظہار کیا جائے اور آپ کے مبارک احوال بیان کیے جائیں غالباً اسی بات پر نظر فرماتے ہوئے
 نرت سیدی الوالد نے مؤید سعید یہ کی تقریظ میں کتاب کا نام سعید البیان فی سیرۃ سید الانس والجان
 فرمایا ہے لفظ ہر احوال تو آپ کا تحریر کردہ نام السب اور اذنی ہے۔ حضرت مؤلف نے کیا نام تجویز
 کیا یا تھا یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ شہرت تو مطبوعہ نام کی ہے معلوم ہوتا ہے حضرت عم بزرگوار
 جناب محمد علی رامپوری نے اسی وجہ سے وفات شریف کے حصہ کو مؤید شریف کی کتاب میں سے حذف
 فرمایا ہے اس بات پر نظر رکھتے ہوئے مناسب یہی سمجھا کہ مؤید شریف کے بیان کو معجزات شریفیہ کے اخیر
 لاکر ختم کر دیا جائے پھر تتمہ در بیان اثر قدم شریف لکھ کر وفات شریف کے بیان کو ایک مستقل بیان کی
 صورت میں "رحلت حبیب" کے نام سے لکھ دیا جائے۔

ان سب تبدیلیوں اور تصرفات کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ اس تالیف لطیف کا نام ایسا
 رکھا جائے جس کو سن کر ہر ایک سمجھ لے کہ یہ کتاب بعینہ سعید البیان نہیں ہے بلکہ یہ مبارک اصل کی ایک
 فرع ہے اس لئے اس کا نام

خَيْرُ الْبَيَانِ مِنْ مُحَسَّنَاتِ سَعِيدِ الْبَيَانِ فِي مَوْلِدِ سَيِّدِ الْإِنْسِ وَالْجَانِّ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرَّحْنَوَانُ رُكَّهًا كَمَا مَنَاسِبَةٌ لِاسْمِ سَيِّدِي الْوَالِدِ الشَّرِيفِ
 لِمَالِهِ مِنَ الْإِيَادِي الصَّالِحَةِ عَلَى هَذَا الْعَبْدِ الضَّعِيفِ اللَّهُ تَعَالَى سَعْدًا هُوَ
 کہ وہ اپنے لطف و کرم سے اس فرع کو اس کی اصل کی طرح شرف قبولیت عنایت کرے قَمَازِلِكَ
 عَلَى اللَّهِ لِعَزِيزٍ -

مستزاد

ہر چند نیم لائق درگاہ سلاطین، امید بہ امید
 شاہاں چہ عجب گربنوازند گدرا، گاہے بہ نگاہے

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خیر البیان کو شروع کرنے سے پہلے ایک مختصر اور مفید
 رسالہ جو کہ ان ہی، ایام میں محفل میلاد مبارک منعقد کرنے کے اثباتِ امتحان میں
 تالیف ہوا ہے اور جس کا نام "خیر المورود فی احتفال المولد" رکھا گیا ہے لکھ دیا جائے تاکہ

اگر اللہ کے کسی بندہ کے دل میں کسی وجہ سے اس کا رنج میں کوئی شک و شبہ پڑ گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس رسالہ کے مطالعہ کرنے سے اس کے شک اور شبہ کو رفع فرمائے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً
إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ، رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ
إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمُعَادَ،

شنبہ ۲۰ ذوالقعدۃ الحرام ۱۳۶۲ھ صبری یکم اگست ۱۹۵۳ء میلادی
خاتقاہ حضرت غلام علی شاہ معروف بہ درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر
بازار چٹلی قبر، شہر دہلی۔



رسالہ خیرالمورد فی احتفال المولد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ - وَعَلَى
 آلِهِ وَآلِهِمْ وَوَعْدَهُ - وَبَعْدُ بِنْدَةُ عَاجِزٍ زَيْدِ الْبَوَّاحِ الْفَارُوقِ عَرْضِ كَرْتَا
 بے جس وقت یہ ضعیف بحول اللہ وقوتہ رسالہ خیرالبیان من محسنات سعیدالبیان کی ترتیب اور تالیف
 سے فارغ ہوا دل میں خیال آیا کہ ایک مختصر رسالہ محفل مبارک میلاد شریف کی مشروریت اور اس کے جواز اور
 استحباب کے اثبات میں لکھ دیا جائے تاکہ اگر کسی وجہ سے کسی کے دل میں کوئی شک اس کا خیر میں پڑ گیا
 ہو تو اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے مطالعہ سے اس کے شک کو دور کرے اور وہ اچھی طرح سمجھ جائے کہ
 جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن تمام عالم کے لئے اور بالخصوص اُمت
 محمدیہ کے لئے سب سے بڑی عید اور خوشی کا دن ہے۔ جہاں تک ہو سکے وہ اس دن اللہ تعالیٰ کی
 عبادت کرے۔ خیرات و سبرات کرے، محفل مبارک میلاد شریف منعقد کر کے حبیب کبریا حضرت
 احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کرے اس کا مطمح نظر در فضائل ذکر کی تمیل ہو اور
 اس کا مدعا آپ کی تعظیم اور تجلیل ہو اس کا مقصد اظہار تضرع جلیل ہو، اس مقصد سے یہ عجب الہ
 لطیفہ اور رسالہ شریف تالیف کیا اور اس کا نام خیرالمورد فی احتفال المولد رکھا۔
 نَفَعَ اللَّهُ بِهَا الْمُسْلِمِينَ وَجَعَلَهَا وَسِيئَةً لِنَجَاتِي يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَدْرٍ
 سَلِيمٍ وَرَحِمَهُ اللَّهُ عَبْدٌ آقَالَ آمِنًا - سات سو ستر شھ سال سے یعنی سن ۱۳۸۷ ہجری سے محفل مبارک
 میلاد شریف کا انعقاد بڑے پیمانہ پر اطراف و اکناف عالم میں ہو رہا ہے بڑے بڑے گرامی قدرائے اور

عالی مرتبت حفاظ اور جلیل الشان علماء مثلاً حافظ ابن دُجیبہ، حافظ ابوشامہ، حافظ ابن کثیر، حافظ ابن جزیری، حافظ ابوالخیر سخاوی، حافظ شمس الدین محمد دمشقی، حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ جلال الدین سیوطی علامہ ابن جوزی علامہ ابن حجر مکی، علامہ علی قاری، علامہ ابن البیاض، علامہ مخلص کتانی علامہ ظہیر الدین بن جعفر، علامہ محمد بن یوسف شامی، علامہ یوسف بن اسماعیل وغیرہم من العلماء الاعلام تصریحات و تصنیفات و تالیفات کرتے چلے آئے ہیں اور اس کا رخیہ کو افضل القربا اور احسن المثوبات کہتے چلے آئے ہیں اور چونکہ ہندوستان میں مسلمانوں کا عام طبقہ عربی سے ناواقف ہے اس لئے اساطین علماء ہند نے فارسی اور اردو میں بڑی خوبی کے ساتھ اس موضوع شریف کو بیان فرمایا ہے چنانچہ اس فقیر کے جد کلال حضرت شاہ احمد سعید نے رسالہ الذکر الشریف فی دلائل المولد المنیف فارسی میں تالیف فرمایا ہے اور جناب مولوی سلامت اللہ صاحب بدایونی کانپوری نے رسالہ اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام اور جناب مولوی عبدالحق صاحب الہ آبادی مہاجر کی نے الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم اور جناب مولوی عبد السمیع صاحب رامپوری ضلع سہارنپور نے انوار ساطعہ در بیان مولود فاتحہ اور جناب عم محترم حضرت شاہ محمد مقصوم نے احسن الکلام فی اثبات المولد والقیام اردو میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے انھوں نے مسئلہ کو پوری طرح واضح کر دیا ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ادنی بصیرت عنایت کی ہے اور وہ قدرے خیال سے ان رسائل شریفہ کا مطالعہ کرے گا۔ اس کے واسطے یقیناً مسئلہ میں کوئی الجھن باقی نہیں ہے البتہ جو شخص سمجھنے کی کوشش ہی نہ کرے یا اپنی بات کے آگے کسی کی بات کو سننا گوارا ہی نہ کرے تو اس کا علاج دنیا میں کسی کے پاس نہیں ہے حضرت مُصَرِّف القلوب جل شانہ و عظیم برصانہ ہی اس کے دل کو پھیر دے تو یہ بات اور ہے، میں صرف ان لوگوں کے لئے جن کو مسئلہ معلوم نہیں ہے یا معلوم تو ہے لیکن مزید تسلی اور تشفی چاہتے ہیں مختصر طور پر کچھ تحریر کرتا ہوں۔

علامہ حافظ (حافظ سے مراد حافظ کلام اللہ شریف نہیں ہے بلکہ عالی مرتبت علماء کے ساتھ جب یہ لفظ آتا ہے تو اس سے مراد حافظ احادیث شریفہ ہوتا ہے) امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر بن محمد سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جن کا انتقال ۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ ہجری کو ہوا ہے اپنے رسالہ حسن المقصد فی عمل المولد میں تحریر فرماتے ہیں ان کی عبارت عربی میں ہے۔ میں اس کا ترجمہ کر کے لکھ رہا ہوں۔ لکھا ہے۔ شیخ الاسلام علامہ حافظ ابوالفضل احمد بن حجر عسقلانی (جن کی کتاب فتح الباری شرح صحیح امام بخاری مرجع علماء و فضلاء ہے) سے مولود شریف کے بارے میں دریافت کیا گیا انھوں نے جواب دیا مولود شریف کی اصل تو بدعت ہے پہلی تین صدیوں میں سلف صالح سے منقول نہیں کہ انھوں نے مولود شریف کی محفل قائم کی ہو باوجود اس بات کے یہ ضرور ہے کہ مولود شریف کی محفل منعقد کرنے میں خرابیاں بھی ہیں اور خرابیاں بھی ہیں جو شخص خوبوں کو لیتے ہوئے اور خرابیوں سے بچتے ہوئے

یلا و شریف کرے تو یہ بدعتِ حسنہ ہے (اچھی حدت ہے) ورنہ نہیں ہے اور ابن حجر نے کہا ہے مجھ کو مولود شریف کے ثابت کرنے کے لئے ایک اصل ہاتھ لگی ہے جو کہ ایک صحیح حدیث ہے جس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اپنے عاشورہ کے دن یہود کو روزہ رکھتے دیکھا۔ آپ نے ان سے روزہ رکھنے کا سبب دریافت فرمایا وہ بولے، یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو ڈبوایا اور موسیٰ کو نجات دی ہم اسی وجہ سے اللہ کے شکرانہ میں اس دن روزہ رکھتے ہیں (ابن حجر نے باقی حدیث کو ذکر نہیں کیا ہے جو اس طرح پر ہے آپ نے سن کر فرمایا تمہاری بہ نسبت ہم موسیٰ کے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ آپ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کو فرمایا) اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسی خاص دن اگر اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا کرے یا کسی عذاب کو دور کرے تو اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور ہر سال اس دن کو اللہ تعالیٰ کے شکر کا اعادہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہر قسم کی عبادت سے حاصل ہوتا ہے مثلاً سجدہ (نماز) روزہ، صدقہ اور تلاوت، اس دن سے بڑھ کر کوئی نسا دن بہتر ہے جس میں ایسے نبی کی ولادت ہوئی ہے جو کہ نبی رحمت ہے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ اسی دن کو تلاش کیا جائے (یعنی خاص یوم ولادت شریف کو) تاکہ موسیٰ کے واقعہ سے جو کہ دسویں محرم کو ہوا ہے مطابقت پیدا ہو جائے اور اگر کوئی شخص اس کا لحاظ نہ کرے (یعنی یوم ولادت شریف کا جو کہ بقول مشہور بارہ ماہ ربیع الاول ہے) تو کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔ ماہ ربیع الاول میں جس دن چاہے وہ مولود شریف کر لے ایک جماعت نے تو اور بھی توسیع کر دی ہے کہ سال بھر میں کسی دن بھی مولود شریف کر لے لیکن اس طرح کرنے میں جو بات ہے وہ ظاہر ہے (یعنی اس طرح پر کرنے سے صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہوتا ہے لیکن حضرت موسیٰ کے قصہ سے مطابقت نہیں آتی ہے وہ تو یوم ولادت شریف ہی کے دن خوشی کرنے سے پیدا ہوتی ہے) یہ تو مولود کی دلیل کا بیان ہوا، اب ان اعمال کا بیان سنو جو مولود میں کئے جاتے ہیں۔ مناسب ہے کہ مولود شریف میں صرف ان امور کو کیا جاوے جن سے اللہ کا شکر کرنا ظاہر ہو جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے از قسم قرآن خوانی، کھانا کھلانا، صدقہ کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہے ہوئے اشعار اور زائدانہ اشعار کا پڑھنا جن کو سن کر دلوں کو بھلائی اور آخرت کے کاموں کا شوق پیدا ہو باقی رہیں وہ باتیں جو ان امور کے اتباع میں کی جاتی ہیں مثلاً سماع اور لہو (باجہ) اور ان کے سوی اور چیزیں تو ان کے بائے میں یہ کہنا مناسب ہے کہ ان میں سے جو چیزیں حرام یا مکروہ ہیں ان کو روکا جائے اور جو خلاف ادنی ہوں ان کو بھی روکا جائے تمام ہونی عبارت ابن حجر کی (اب علامہ سیوطی کہتے ہیں) مجھ کو مولود شریف کے لئے ایک دوسری اصل بھی ہاتھ لگی ہے جس کو بیہقی نے انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا حالانکہ آپ کے

داد عبدالمطلب آپ کا عقیقہ تولد شریف کے ساتویں دن کر چکے تھے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ عقیقہ دوسری مرتبہ نہیں کیا جاتا۔ لہذا آپ کا عقیقہ کرنا اس بات پر محمول ہے کہ آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر پیدا کیا۔ آپ کا اس طرح پر اپنی ولادت کا شکر کرنے سے آپ کی امت کے واسطے اس کی مشرور عینیت ثابت ہو گئی جس طرح پر آپ اپنے اوپر درود پڑھتے تھے تاکہ آپ کو دیکھ کر آپ کی امت بھی آپ پر درود بھیجے۔ بنا بریں ہمارے واسطے بہتر ہے کہ ہم جلسے کر کے اور کھانا کھلا کر اور اسی طرح کے دوسرے اچھے کام کر کے اور خوشی کا اظہار کر کے اللہ کے شکر کا اظہار کریں۔ امام القراء علامہ حافظ شمس الدین ابن الجزری اپنی کتاب عرف التَّعْرِيفِ بِالْمَوْلِدِ الشَّرِيفِ میں لکھتے ہیں۔ اَبُو لَهَبٍ كُوَّاسُ كَمَرْنَةَ كَعْبِدُ خَوَّابٍ مِیْنِ دِیْجِیَاغِیَا (بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عباس نے خواب میں دیکھا تھا) اس سے دریافت کیا گیا تیرا کیا حال ہے اس نے کہا دوزخ میں ہوں، ہر سیر کی رات کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور میں اپنی انگلی میں سے اس مقدار میں پانی چوس لیتا ہوں اور اس نے اپنی انگلی کے پورے کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھ کو تُوئیبہ نے آپ کے تولد شریف کی خبر لاکر سائی میں نے خوش ہو کر اس کو آزاد کر دیا اور پھر اس نے آپ کو دودھ پلایا۔ جب ابو لہب جیسے ایک کافر کو جس کی مذمت قرآن میں وارد ہے آپ کے تولد شریف کی رات کو خوشی کرنے کا اجر دوزخ میں ملے تو آپ کی امت میں سے ایک مؤمن مسلم کو کیا کیا اجر ملیں گے جو آپ کے تولد شریف سے خوش ہو اور آپ کی محبت کی وجہ سے جو بھی اس کی استطاعت ہے خرچ کرے۔ تم ہے اس کو مولائے کرم سے یہ اجر ملے گا کہ وہ اس کو اپنے فضل عمیم سے جنات نعیم میں داخل کر دے گا۔ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی اپنی کتاب مُوَرِدِ الصَّادِقِیْنِ مَوْلِدِ الْهَادِیِّ مِیْنِ لَکْھَتے ہیں۔ یہ بات پایہ صحت کو پہنچ گئی ہے کہ دوزخ میں ہر سیر کو ابو لہب کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے کیونکہ اس نے تُوئیبہ کو آپ کے تولد شریف کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ اور سچرا سچوں نے یہ عین شعر کہے ہیں۔

اِذَا كَانَ هَذَا كَافِرًا جَاءَ ذَمُّهُ
 اَنَّى اَنَّهُ فِي يَوْمِ الْاَثْنَيْنِ دَائِمًا
 فَهَا النَّظْمُ بِالْعَبْدِ الَّذِي طَوَّلَ عَمْرَهُ
 يَرُدُّ بِجَهْوَةٍ وَهَبِ لَهَبٍ سَامِعًا نِدَ
 خَوْشِي جُو تَوْلِدِ كِي اِسْ نِي مَسَانِي
 خَبْر مِیْنِ يَرِدُ هِي۔ اِسْ كِي جَزَا مِیْنِ
 تُو سِیْرَا يَسِي نَبْدِي كِي بَايِي مِیْنِ سُو جُو
 كِيَا سِیْ هُو دُنْيَا سِي اِيْمَانِ لِي كِي

ترجمہ

وَبَيَّتْ يَدَاہُ فِي الْحَجِيمِ حَنَّادًا
 يُخَفِّفُ عَنْهُ لِّلْسُرُورِ بِأَحْمَدِ
 بِأَحْمَدِ مَسْرُورًا وَمَاتَ مُوَحَّدًا
 یے تبت یاد جس کے بائے میں وارد
 یقیناً وہ دوزخ میں کام اس کے آئی
 دوشنبہ کو سہتی کمی ہے سزا میں
 نبی سے سدا جس کو الفت رہی ہو
 اسے احب دے گا خدا کیسے کیسے

کے بعد سیوطی نے علامہ ابوالطیب سبکی مالکی کا واقعہ تحریر کیا ہے جو کہ علامہ ابوحسیان وغیرہ کے استاد
 کہ وہ جب اس مبارک دن کو بچوں کے مکاتیب پر گزرتے تھے کہ ملاجی بیٹھے بچوں کو پڑھا ہے
 تو ان سے کہتے تھے ملاجی آج تو خوشی کا دن ہے بچوں کو چھٹی دو چنانچہ وہ بچوں کو چھٹی دے دیا
 تے تھے، تمام ہوئی عبارت سیوطی کی۔

مولود شریف کے اثبات کے لئے ایک تیسری حدیث بھی ہے جس کو بخاری مسلم ترمذی، نسائی
 حمیدی، ابن جریر، ابن منذر، ابن حبان اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ حدیث اس طرح پر
 یہ یہود نے عمر سے کہا۔ تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو اگر یہ آیت ہماری
 عت یہود پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نازل ہونے کے دن کو اپنا عید کا دن بناتے آپ کے دریافت
 وہ کونسی آیت ہے انھوں نے کہا وہ آیت الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَانْتَمْتُمْ عَلَيْنَا
 یعنی آج کے دن تمہارے لئے ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا، یہ سن
 عمر نے کہا تمہارے مجھ کو معلوم ہے کہ کس دن یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے یہ
 آیت جمعہ کے دن شام کو عرفات میں نازل ہوئی ہے یعنی حج کے دن نویں ذی الحجہ کو۔ ابن راہویہ، ابن
 سید اور ابوالعالیہ روایت کرتے ہیں کہ عمر نے جواب میں کہا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آیت کے یوم
 دل کو اور اس کے بعد کے دن کو ہمارے واسطے عید کا دن کیا ہے یہ آیت یوم عرفہ کو نازل ہوئی ہے
 اس کا دوسرا دن یوم نحر ہے یعنی روز قربان ہے تمام ہوئی حدیث۔

اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ آیت شریفہ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
 کے یوم نزول کو خوشی اور عید کا دن مقرر کرنے کے بائے میں جو تجویز یہود نے پیش کی تھی اس کو حضرت عمر
 نے ناپسند نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے یہ آیت جمعہ کے دن نازل کی جو کہ خوشی کا مبارک دن ہے اور
 یوم ذی الحجہ کو نازل کی جو کہ خوشی کی مبارک تاریخ ہے اور میدان عرفات میں نازل کی جو مقدس اور مبارک مقام ہے
 یوم نزول اور تاریخ نزول اور جائے نزول سب ہی خوشی اور مبارک ہیں۔ اگر کسی خاص دن یا تاریخ یا مقام کو کسی نعمت
 کا وجہ سے مبارک کہنا شرعاً ٹھیک نہ ہوتا تو حضرت عمرؓ سے کہتے ہمارا مذہب میں یہ باتیں ٹھیک نہیں آپ نے یہود سے
 یہ نہیں کہا بلکہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر کر کے اپنی رضامندی اور خوشی کا اظہار کیا اور اس طرح ثابت کر دیا
 کہ یہود کی تجویز فی الواقع اچھی تجویز ہے۔

اگر دیکھا جائے یہود کی تجویز کوئی انوکھی تجویز نہ تھی جس کو حضرت عمر ناپسند کرتے بلکہ ان کی
 تجویز صوم یوم عاشوراء کے واقعہ سے پوری طرح سے مطابقت رکھتی تھی جس کو جناب رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا تھا اور ان کی یہ تجویز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تجویز سے پوری طرح
 متساہ ہے جس کا بیان قرآن مجید میں آیا ہے دیکھو سورہ مادہ کی آیت ۱۷ کو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قَالَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عَيْدًا
 لِأَوْلَادِنَا وَآخِرِنَا - یعنی عیسیٰ فرزند مریم نے کہا اے اللہ اے ہمارے پروردگار تو ہم پر آسمان
 ایک خوان نازل کر، اس خوان کا نازل ہونا ہمارے اگلے اور پچھلے یعنی سب کے لئے عید قرار پائے
 امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں اسی نیت سے ایوم الذی تنزل فیہ المائدۃ علیہ
 لعظمتہ نحن ومن یاتی بعدنا - و نزلت یوم الاحد فاتخذہ النصارى عیداً
 یعنی جس دن میں تو خوان نازل کرے اس دن کو ہم عید کا دن بنالیں۔ اس دن کی ہم بھی تعظیم کریں
 اور جو ہمارے بعد آئیں وہ بھی تعظیم کریں وہ خوان یوم کیسبہ کو نازل ہوا، یعنی انوار کو چنانچہ نصاریٰ نے
 اس دن کو اپنا مبارک عید کا دن قرار دے دیا۔

ذرا خیال کرو، یہود فرعون کی غلامی اور استغباد سے نجات پانے کے دن کو اپنے لئے خوشی کا
 دن قرار دیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس فعل کو منظر استحسان دیکھیں اور فرما بیٹے
 کہ ہم بہ نسبت یہود کے زیادہ حقدار ہیں کہ اس دن کو اپنے واسطے خوشی کا مبارک دن قرار دیں اور اگر عید
 علیہ السلام آسمان سے خوان نازل ہونے کے دن کو خوشی کا مبارک دن قرار دینے کی تجویز کریں اور ان کی
 امت اس دن کو اپنے لئے خوشی کا مبارک دن قرار دے تو امت محمدیہ یقیناً زیادہ حقدار ہے کہ وہ اپنے
 محسن اعظم رسول اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص انعامات اور اکرامات ہونے کے دن کو جو کہ یوم محراب
 ہے اپنے لئے خوشی کا مبارک دن قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک رات کو اپنے حبیب پر جو الطاف
 اور مہربانیاں کی ہیں ان کا بیان یقیناً ہمارے بیان سے باہر ہے۔ ذرا دیکھو آپ کے طفیل سے آپ
 کی امت پر کیسی نوازش کی ہے کہ صرف پانچ وقت کی نماز فرض کی اور اس کا ثواب سچا نمازوں
 کا قرار دیا۔ مولوی ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ الاثار المفروغہ فی الاخبار الموضوعہ میں تحریر
 فرماتے ہیں۔ فائدۃ قد استتھرو بین العوام ان لیلۃ السابح والحشرین من

رجب ہی لیلۃ المحراج النبوی وموسم الرجلیۃ متعارف فی الحرمین الشریفین یالی الناس
 فی رجب من بلاد ناریۃ لزیارۃ القبر النبوی فی المدینۃ و یجتمون فی اللیلۃ المذکورۃ وهو
 امر مختلف فیہ بین المحدثین والمورخین۔ فقیل کان ذلک فی ربیع الاول وقیل فی ربیع
 الآخر وقیل فی ذی الحجۃ وقیل فی شوال وقیل فی رمضان وقیل فی رجب فی لیلۃ السابح والحشر
 وقواہ بعضہم وقد بسط الکلام فیہ القسطلانی فی المواہب اللدنیۃ وغیرہ فی غیرہ
 و علیٰ ہذا فیستحب احیاء لیلۃ السابح والحشرین من رجب وکذا اسائر اللیالی التي قیل
 انہا لیلۃ المحراج با لا کثارتی العبادۃ متکرراً من اللہ علینا فی تلك اللیلۃ من فرضیۃ
 الصلوات الخمس وجعلہا فی الثواب خمسين ولہا افاض اللہ علی نبینا فیہا من

سنان الفضيلة والرحمة وشرفه بالمواجهة والمكاملة والرؤية وكذا اريد ان ليلة الاسراء
 نزل من لياة القدر في حق نبينا صلى الله عليه وسلم لاني حق الامة واما كيفية
 احياء فمفوضه الى راي العبد لم يرد فيها حديث محتم وما ورد فيها فمن موضوع
 على ما مر ذكره وكذا ينبغي ان يصوم صباح تلك الليلة وقد وردت فيه احاديث
 تخلو عن طعن وسقوط كما بسطه ابن حجر في تبیین الحجج مما ورد في فضل رجب
 (تنتهي) یعنی عوام میں شہرت پاگئی ہے کہ معراج نبوی کی شب تائیسویں رجب کی رات ہے۔ حرمین شریفین
 میں رجبیہ کا موسم معروف ہے دو دروازوں سے قبر نبوی کی زیارت کے لئے ماہ رجب میں لوگ مدینہ
 منورہ میں آتے ہیں اور اس رات کو ۲۴ رجب کی شب کو جمع ہوتے ہیں معراج شریف کی شب میں
 حدیثیں اور مورخین کو اختلاف ہے کہا گیا ہے کہ وہ ماہ ربیع الاول میں ہے اور کہا گیا ہے کہ ماہ ربیع
 الثانی میں ہے اور کہا گیا ہے کہ ذی الحجہ میں ہے اور کہا گیا ہے کہ شوال میں ہے اور کہا گیا ہے کہ رمضان
 میں ہے اور کہا گیا ہے کہ رجب کی تائیسویں شب ہے اور بعض علماء نے اس کو تقویت دی ہے قسطلانی
 نے مواہب اللدنیہ میں اس بیان کو مفصل طور پر لکھا ہے دیگر علماء نے بھی دوسری کتابوں میں اس بیان
 کو لکھا ہے بنا بریں تائیسویں رجب کی رات کا اور اسی طرح ان تمام دوسری راتوں کا جن کے بارے میں
 کہا گیا ہے کہ وہ معراج شریف کی راتیں ہیں۔ اِحیا کرنا یعنی شب بیداری کرنی چاہیے اور ان راتوں میں
 بہ کثرت عبادت کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہم پر احسان کیا کہ اس مبارک
 رات میں ہم پر پانچ نمازیں فرض کیں اور ان کا ثواب سچا س نمازوں کا قرار دیا۔ اور اس نے ہمارے نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسی کیسی مہربانیاں فرما کر سرفراز کیا، آپ کو فضیلت و رحمت سے نوازا اور آپ
 کو مواجہہ اور مکالمہ اور دیدار سے مشرف کیا۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ شب معراج ہمارے نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شب قدر سے افضل ہے اس رات کی یہ فضیلت صرف آپ کے لئے ہے
 آپ کی امت کے لئے نہیں ہے (یعنی آپ کی امت کے لئے شب قدر بہ نسبت شب معراج کے
 افضل ہے) رہا اس مبارک رات کو جاگنے کا طریقہ کہ الکی کیفیت کیسی ہونی چاہیے تو یہ بندے کی
 خوشی اور رائے پر منحصر ہے جس طرح مناسب جانے اور بہتر سمجھے اس طرح شب بیداری کرے
 کیونکہ اس بارے میں کوئی قابل اعتماد اور بھروسے کی حدیث وارد نہیں ہے جو حدیثیں بیان کی جاتی ہیں
 وہ موضوعی اور جھوٹی ہیں۔ جیسا کہ پہلے ان کا بیان کیا جا چکا ہے اور اسی طرح اس رات کی صبح کو روزہ
 رکھنا مستحب ہے اس طرح روزہ رکھنے کے بارے میں بھی کچھ حدیثیں وارد ہیں لیکن وہ پایہ صحت سے
 گری ہوئی ہیں اور کمزوری سے خالی نہیں ہیں جس طرح پر علامہ ابن حجر نے تبیین الحجج فی فضل رجب
 میں واضح طور پر بیان کر دیا ہے تمام ہونی عبارت مولوی عبدالحی کی، اور اسی طرح امت محمدیہ یقیناً زیادہ حقدار

ہے کہ وہ اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت شریف کو اپنے لئے خوشی کا سب سے مبارک دن قرار دے فراخجو اللہ تعالیٰ اپنا احسان جتاتے ہوئے فرما رہا ہے لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ الْآيَةُ عِنْدَ اللَّهِ لِيُؤَيِّدَ الَّذِينَ آمَنُوا لِيُخْرِجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ اللَّهِ وَكَرَاهِيَةِ السَّافِكِينَ

یہ اور فرما رہا ہے وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنَّ كُنتُمْ لَعِندَهُ لَشَاكِرِينَ یعنی اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو، اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو اور فرما رہا ہے وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یعنی اور اپنے پروردگار کے احسان کا تذکرہ کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے وَذَكَرَهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ عِندَ رَسُولِهِمْ وَأَنَّهُمْ كَانُوا يُكْفَرُونَ بِآيَاتِهِ فَذَكَرَهُمْ بِآيَاتِهِ لَعَلَّ هُمْ يَرْجِعُونَ

یاد دلاؤ، امام رازی اور دیگر علماء اعلام نے تفسیر میں لکھا ہے کہ ایام اللہ سے مراد وہ ایام ہیں جن میں واقعات عظیمہ کا ظہور ہوا ہے۔

اے عزیز و ذرا خیال کرو، اور انصاف سے کام لو کہ معراج شریف کی رات اور آپ کی ولادت شریف کی رات سے بڑھ کر کون سا دن یا کوئی رات ہے جس کی یاد دلائی جائے اور اس کے شکر کا اظہار کیا جائے۔

امت محمدیہ کے واسطے یقیناً آپ کے یوم ولادت سے بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن کوئی نہیں ہے شب نصف ماہ شعبان، شب قدر، عید الفطر اور عید قربان سبھی اس مبارک دن پر جو کہ عید میلاد النبی کا دن ہے قربان ہیں آپ ہی کے طفیل سے یہ مبارک ایام دیکھنے کو ملے۔ یہ ایام کیا ہیں تمام کائنات کا ظہور صرف آپ کے وجود باجود کے طفیل ہوا ہے آپ کی محبت مسلمان کے واسطے ایسا کاجز ہے سجاری اور مسلم کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میری محبت اس کے دل میں اپنے باپ اور بیٹے اور تمام آدمیوں سے زیادہ نہ ہو اور سورۃ توبہ کی چھیسویں آیت دیکھو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول کہدو اگر تمہارا باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے سہائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارے عزیز اور وہ اموال جو تم نے جمع کئے ہیں اور وہ تجارت جس کے ماند پڑنے کا تم کو کھٹکا لگا رہتا ہے اور وہ مکانات جو تم کو پیسے ہیں تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو غنظت یہاں تک کہ جو اللہ کو کرنا ہے وہ اس کو لا موجود کرے اور اللہ فاسقوں کی جماعت کو ہدایت نہیں دیا یعنی اللہ کے عذاب کے منتظر ہو۔ اس حدیث شریف اور آیت شریفہ کو اچھی طرح خیال سے پڑھو دیکھ لو آپ کی محبت ہمارے واسطے کتنی ضروری ہے آپ کی محبت مستقضى ہے کہ آپ کی خوشی ہمارے لئے خوشی ہو یقیناً واقعہ معراج آپ کے لئے بڑی خوشی کا واقعہ ہے اور آپ کی ولادت باسعادت کا واقعہ تمام عالم کے واسطے مفتاح ہر خیر و سعادت ہے دنیا کی تاریخ میں ان دونوں واقعات

سے بڑھ کر یقیناً کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے آپ کی ذات ستودہ صفات سراسر فضل الہی اور رحمت نامتناہی ہے اور ارشاد خداوندی ہے قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ خَبِرَ لَكَ فَلْيَفْرَحُوا یعنی کہہ دو کہ ان کو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے خوش ہونا چاہیے اور اللہ کی نعمت کا بیان کرنا اور اس کی خوشی کا اظہار کرنا شرعاً مطلوب ہے ارشاد باری ہے وَ أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یعنی اپنے پروردگار کی نعمتوں اور اس کے احسانات کا تذکرہ اور چرچا کرو اور بھجوائے مضمون ذَكَرَهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ ان ایام مبارکہ کی یاد تازہ کرنی اور ان دنوں میں اللہ کے شکر کا اظہار کرنا یقیناً محمود ہے اسی لئے تقرباً پونے آٹھ سو سال سے جلیل القدر ائمہ محفل میلاد شریف منعقد کرنے کے فضائل بیان کر رہے ہیں۔ کیا جنفی کیا شافی، کیا مالکی کیا حنبلی سبھی اس کا خیر کو احسن المتوبات اور افضل اللندوبات کہتے چلے آئے ہیں اور کہتے چلے آئے ہیں کہ یہ عمل مبارک منقح سعادت دو جہاں اور مصباح ہدایت انس و جان ہے۔

اے عزیزو، جن ائمہ کرام نے اس کا خیر کی ابتدا کی ہے اور اس کی تشویق دلائی ہے یہ وہ بزرگ ہستیاں ہیں جن کو تمام عالم اسلام اپنا مقتدا مانتی ہے جن کی کتابیں کیا اہل سنت و جماعت اور کیا اہل حدیث سب کے لئے شعل راہ ہدایت بنی ہوئی ہیں اگر اس کا خیر میں ذرہ برابر تباحت ہوتی یہ ائمہ دین اس کو افضل مندوبات کس طرح کہتے۔

بے شک علامہ ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب اور ان کے سمخیاں بعض علماء نے اس کا خیر کی مخالفت کی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان کی مخالفت کس بنا پر ہے صرف کسی کی مخالفت کر دینے سے تو قطعاً تباحت پیدا نہیں ہوتی ہے مثل مشہور ہے۔ ع۔ فکر معقول بہ فرما گل بے خار کجا است، وہ کونسا مسئلہ ہے جس میں کسی نہ کسی نے مخالفت نہ کی ہو، البتہ مخالفت کی علت کو دیکھنا چاہیے۔ اگر علت میں کچھ جان ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ان کی مخالفت میں بھی کچھ جان ہے ورنہ یہ ایک لغزش ہے جو ان پیش آئی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی لغزشوں کو معاف کرے۔

جمہور علماء نے احادیث صحیحہ اور آیات شریفہ سے استنباط کر کے یہ مسئلہ بیان کیا ہے اور اس کا خیر کو مستحب قرار دیا ہے جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے جنہوں نے مخالفت کی ہے ان کی بڑی دلیل یہ ہے کہ یہ کام بدعت ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَاكَةٌ یعنی ہر بدعت ضلالت اور گمراہی ہے لہذا یہ کام ضلالت ہے۔ وَالْحَيَاذُ بِاللَّهِ۔ ان کی اس دلیل کو دیکھ کر عربی کا مشہور مقولہ یاد آتا ہے ع۔ حَفِظْتَ نَسِيْدًا غَابَتْ عَنْكَ اَسْتِيَاءُ یعنی ایک بات تو تمہاری نظر میں ہے لیکن اور باتیں نظر سے اوجھل ہیں اب ذرا اس اجمال کی تفصیل سنو۔

صحیح حدیث ہے جس کو امام مسلم اور دیگر ائمہ حدیث نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا حَلَلًا كَتَبَ لَهُ مِنْ اَجْرِ

سے ایک بہت اچھی بدعت وہ ہے جو ہمارے زمانہ میں ایجاد ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ شہر اربل میں خاص اس دن کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کے موافق آن کر واقع ہوتا ہے ہر سال خیرات اور اچھے کام اور زینت کرتے ہیں خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے جو بھلائی اس دن فقیروں کے ساتھ کی جاتی ہے (یعنی ان کو کھانا کھلایا جاتا ہے، خیرات دی جاتی ہے) اس کے علاوہ بخوبی اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ خوشی کرنے والے کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی محبت اور تعظیم اور اہل آل ہے اور اس طرح پر کرنے سے اللہ کا شکر بھی ادا ہوتا ہے کہ اللہ نے ہم پر احسان کیا کہ اپنے رسول کو جو تمام عالم کے واسطے رحمت ہے پیدا کیا، سب سے پہلے یہ اچھا کام شہر موصل کے ایک مشہور نیک اور صالح شخص نے کیا جس کا نام عمر بن محمد ہے اس کی پیروی اور اتباع کرتے ہوئے اربل کے بادشاہ اور دوسرے لوگوں نے یہ نیک کام شروع کیا۔ تمام ہوئی عبارت ابو شامہ کی،

ربیع جو امام شافعی سے نقل کر رہے ہیں یہ امام شافعی کے خاص شاگرد ہیں امام شافعی کے اس قول کو علامہ بیہقی نے بھی مناقب شافعی میں سند کے ساتھ نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں قال الشافعی المحدثات من الامور ضروریان احدھما احدت حمایخلاف کتاباً ادرسنہ اداثراً اوجاماً فھذا البدعۃ الضالۃ والثانیہ ما احدث فیہ من الخیر لا خلاف فیہ لواحده وھذا محدثۃ غیر مذمومۃ وقد

قال عمر رضی اللہ عنہ فی بیام شہر رمضان نعت البدعۃ لا یعنی انھا محدثۃ لکن واذکانت فلیس فیہا رد لہا مضی اتمی علامہ عز الدین عبدالسلام اور دیگر ائمہ اعلام نے بدعت کی باقاعدہ تقسیم کی ہے اور کہا ہے کہ بدعت پانچ قسم پر ہے۔ ایک وہ بدعت ہے جو حکم میں واجب کے ہے اس کا کرنا ضروری ہے ایک وہ بدعت ہے جو حکم میں مستحب کے ہے اس کا کرنا بہتر ہے۔ ایک وہ بدعت ہے جو حکم میں مباح کے ہے اس کا کرنا اور نہ کرنا برابر ہے ایک وہ بدعت ہے جو حکم میں مکروہ تنزیہی کے ہے اس کا نہ کرنا بہتر ہے ایک وہ بدعت ہے جو حکم میں مکروہ تحریمی کے ہے اس کا نہ کرنا ضروری ہے۔ ان علماء نے ہر قسم کی علیحدہ مثالیں دی ہیں۔ مولود شریف کو ائمہ اعلام اور حلیل الشان حفاظ نے بدعت کی اس قسم میں سے کہا ہے جس کو مستحب کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھو علامہ ابو شامہ نے لکھا ہے اس قسم کی اچھی بدعتوں میں سے ایک بہت اچھی بدعت وہ ہے جو ہمارے زمانہ میں ایجاد ہوئی ہے الخ یہ تو جمہور علماء کا مذہب اور ان کی اصطلاح ہے جس کا بیان ہوا ہے۔ بعض گرامی قد علماء نے فرمایا ہے کہ حدیث شریف میں کل بدعۃ ضلالۃ وارد ہے یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔ اس حدیث شریف پر نظر رکھتے ہوئے ہم بدعت صرف چوتھی اور پانچویں قسم کو کہیں گے یعنی وہ بدعت جو حکم میں مکروہ کے ہے اور یہی بدعت ضلالت ہے اور جو بدعت تبصری قسم کی ہے اس کو مباح کہیں گے اور جو بدعت و تحا و فوا علی البدو و اتقوا کے زمرہ میں ہے اور جس کے کرنے سے اسلام کی عزت اور دین کی خدمت ہوتی ہے اس کو ہم بدعت کا نام نہیں دیں گے

کیونکہ حدیث شریف میں ایسے نئے اچھے کام کے لئے سنتِ حسنہ کا لفظ آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اچھے امور کا نام سنتِ حسنہ رکھا ہے اور آپ ہی کا تجویز کردہ نام بہتر و اولیٰ سے اور وہ پہلی اور دوسری قسم کی بدعت ہے علماء کی اس جماعت کا جمہور علماء سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے صرف تسمیہ اور اصطلاح میں فرق ہے اور بقول مشہور ہے دَلَامَشَاخِطَةِ فِي الْأَصْطِلَاحِ یعنی اپنی اپنی اصطلاح بنانے میں کوئی خرابی نہیں ہے بدعتِ حسنہ کہہ دو، چاہے سنتِ حسنہ مدعا اور سنی تو ایک ہی ہے یہ ہے علماء کی بحث جو بدعت کے بائے میں تھی۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں اور وہ اپنے کو ائمہ اربعہ میں سے کسی کا متبع بتاتے ہیں اور محفل مبارک میلاد شریف کے بائے میں عوام سے کہتے ہیں کہ یہ فعل بدعت ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے لہذا یہ فعل گمراہی و ضلالت ہے والعیاذ باللہ۔

اگر یہ لوگ ہر بدعتِ حسنہ کے بائے میں یہی بات کہتے تو کہا جاسکتا تھا کہ انھوں نے ایک حدیث شریف کے ظاہری لفظ کو بگاڑ لیا ہے اور یہ دوسری حدیث شریف سے اور ائمہ دین کے اقوال سے بے بہرہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت اور سمجھ دے لیکن دیکھا یہ جارہا ہے کہ یہ لوگ باقی تمام بدعتوں کو جن کو علماء نے بہ اتفاق بدعت بتایا ہے اور کہا ہے کہ یہ اچھی بدعتیں ہیں بہت شوق سے کر رہے ہیں، کبھی کوئی شخص اعتراض نہیں کرتا پھر مولود شریف کے بائے میں یہ شور کیا ان ہَذَا لِحَبِيبٍ جَدًّا۔

صحابہ کرام کے وقت میں قرآن مجید کے حروف پر نقطے نہ تھے حرکات کا وجود نہ تھا علامہ قاضی خاں حضرت امام عالی مقام کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ قرآن مجید پر نقطے اور حرکات لگانے کو مکروہ سمجھتے تھے لیکن آپ کے بعد علماء نے صرف پسند ہی نہیں کیا بلکہ ضروری قرار دے دیا اور آپ کے شاگرد رشید امام ابو یوسف نے فرما دیا وَبَدِعْتَ الْبِدْعَةَ هَذَا یعنی یہ تو بہت اچھی بدعت ہے۔ بعد میں علماء نے اس بدعت پر اور چار چاند لگائے، قرآن مجید کے تیس پارہ کئے ہر پارہ کا نصف اور ربع اور ثلث مقرر کیا پھر بعض علماء نے دس آیتوں کا حساب لگا کر عشر مقرر کیا جس کا رواج عربی ممالک میں ہے اور بعض علماء نے رکوع بنائے جس کا رواج ہندوستان وغیرہ میں ہے، مسجدوں میں تکبیر کہنے والوں کے واسطے بکتر بنائے۔ بعض مسجدوں میں عورتوں کے واسطے پردہ کا انتظام کر کے ایک حصہ مخصوص کر دیا۔ مسجدوں میں گھنٹے لٹکائے، گھڑیوں کے حساب سے نمازوں کے اوقات مقرر کئے کہ اتنے بجے ظہر کی نماز ہوگی اتنے بجے عصر کی، اتنے بجے عشاء کی اتنے بجے فجر کی اتنے بجے جمعہ کی، کیا مجال جو اس وقت سے ذرا پہلے نماز شروع کر دی جائے۔ حالانکہ نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔ علوم دین پڑھنے کے واسطے مدارس تعمیر کئے، طالب علموں کے واسطے دارالاقامت بنائے، یتیم خانے، محتاج خانے، مسافر خانے، شفا خانے بنائے، اذانوں کے لئے منارے بنائے وضو کرنے کے لئے مسجدوں میں

حوض بنائے سردیوں میں گرم پانی کا انتظام کیا، مسجد کے لئے امام اور موزن مقرر کئے، یہ سب چیزیں اور اس قسم کی صد ہا چیزیں یقیناً بدعت ہیں یہ لوگ ان چیزوں سے کیوں نہیں روکتے اور ان کے بارے میں عوام کو کیوں نہیں کہتے کہ یہ سب بدعت ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے لہذا یہ سب چیزیں گمراہی میں۔ فالعیاذ باللہ۔

یہ واعظ صاحبان کیوں نہیں عوام سے کہتے کہ امام اور موزن اور علماء اور قرائر کے لئے تنخواہ لینا امام اعظم کے قول سے ٹھیک نہیں ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ان باتوں کا وجود نہ تھا لہذا یہ سب گمراہی میں سے ہیں۔

افسوس صد افسوس یہ لوگ عوام کو کس بڑی عرج سے بہکاتے ہیں اور کس ڈھب سے مغالطے میں ڈالتے ہیں۔ فَايَا اللّٰهِ الْمَفْزَعُ وَايَا الْمُشْكٰى وَاَلْحَوْلَ وَاَلْاٰحْوَۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

عوام کو بہکا دینا اور تھے ہے اور اظہار حقیقت اور مسئلہ کا بیان کرنا اور تھے ہے کسی نے خوب کہا ہے صبح نہ ہر کہ سہ ہزار تندرستی داند، بعض لوگ خاص بارہ ماہ مبارک ربیع الاول کی شب کو محفل مبارک میلاد شریف منعقد کرنے پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تعیین تاریخ کا ٹھیک نہیں اور اس وجہ سے اس کا رخیر میں تباحث آگئی۔

یہ لوگ اگر ذرا آیت شریفہ دَذَكِّرْهُمْ بِاَيّامِ اللّٰهِ پر نظر غائر ڈالیں اور حدیث یوم عاشوراء پر دھیان لگائیں اور حدیث غقیظہ اور حدیث نزول آیت کو سمجھیں تو یقیناً علامہ ابن حجر اور دیگر اکابر کے ہم نوا ہو کر کہیں گے کہ محفل میلاد شریف خاص اس تاریخ کو اور رجبیہ کا جلسہ خاص تائیس حبیب کی رات کو نہ صرف جائز ہے بلکہ بہتر یہی ہے کہ ان ہی تاریخوں میں یہ مبارک محفلیں قائم کی جائیں تاکہ حدیث صوم یوم عاشوراء سے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا دربارہ نزول ماندہ سے پوری طرح مطابقت آجائے۔

بخاری اور دیگر کتب حدیث میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمعرات کا دن وعظ کے واسطے مقرر کر دیا تھا، لوگوں نے ان سے کہا آپ اگر ہر روز وعظ کریں تو بہتر ہے، آپ نے کہا کہ میں ہر روز وعظ کر کے تمہاری طبیعت کو سیر کرنا نہیں چاہتا تاکہ پھر تم شوق سے وعظ نہ سنو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہماری طبیعت کو سیر ہونے کا موقع نہ دیتے تھے اگر کسی نیک کام کے واسطے دن یا تاریخ یا وقت کا مقرر کرنا ٹھیک نہ ہوتا تو حضرت ابن مسعود کس طرح جمعرات کا دن مقرر کرتے سالہا سال سے حجاز، شام، فلسطین، مصر، جزائر، مراکش، عراق، ہندوستان وغیرہ میں گھڑیوں کے حساب سے نمازوں کے اوقات مقرر کئے جاتے ہیں تمام عربی مدارس میں پڑھائی کے گھنٹے مقرر کئے جاتے ہیں، تقسیم اسناد کی تاریخ مقرر کی جاتی ہے آخر یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے

ان سب چیزوں میں اور ان کی طرح دیگر چیزوں میں تعین کی وجہ سے جب خرابی نہیں پیدا ہوتی تو پھر محفل مبارک میلاد شریف یا رجبیہ شریف میں کیوں خرابی پیدا ہوگی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ محفل میلاد شریف بالذات ایک مستحسن فعل ہے لیکن ہندوستان میں اس مبارک محفل میں نامشروع امور سرزد ہوتے ہیں اس لئے میلاد شریف نہ کرنا چاہیے۔

ان لوگوں کی بات نہ روایت ٹھیک ہے اور نہ درایت ٹھیک ہے۔ اس فقیر مولف رسالہ نے جبکہ آنکھ کھولی ہے اور جب سے ہوش سنبھالا ہے برابر میلاد شریف کی محفلوں کو دیکھتا چلا آ رہا ہے یہی دیکھا ہے کہ محفل کو حسب مقدر آراستہ کیا جاتا ہے۔ ایک شخص جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بنفسی ہُو دِیَانِی دَافِعِی کے احوال شریف پڑھتا ہے لوگ شوق سے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال شریف سنتے ہیں، بیان سے نارغ ہونے کے بعد بعض اشخاص نعتیہ قصائد پڑھتے ہیں جس کو سن کر سب کے شوق اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور آخر میں سب کو شیرینی تقسیم کی جاتی ہے اور سب آپ کی یاد لے کر مسرور القلب گھر کو لوٹتے ہیں، محفل میلاد شریف میں اگر کی بتی اور عود جلاتے ہیں پھول رکھتے ہیں، عرق گلاب چھڑکتے ہیں، عطر ملتے ہیں اور ولادت شریف کا ذکر سن کر آپ کی محبت اور تعظیم میں سب کھڑے ہو جاتے ہیں اور آپ پر سلام پڑھتے ہیں، یہ سب وہ باتیں ہیں جس کو علماء نے کرنے کو لکھا ہے فعل حرام کا قطعاً ارتکاب نہیں ہوتا ہے جو یہ واعظ اس قسم کی غلط بیانی کرتے ہیں۔ بالفرض و التقدير اگر مان لیا جائے کہ کسی جگہ محفل میلاد شریف میں نامشروع امور کئے جاتے ہیں۔ تو ان علماء کو از روئے قواعد شرعیہ ان محرمات شرعیہ سے عوام کو روکنا چاہیے ان کو مناسب ہے کہ عوام سے کہیں اے بندگانِ خدا تم کیوں یہ حرام کام کر کے اپنی نیکی کو ضائع کرتے ہو تم کیوں ارتکابِ معاصی کر کے اپنے کو گنہ گار بناتے ہو۔ خدا سے ڈرو، اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل احترام کرو آپ کے ذکر شریف کا پورا ادب کرو، ناجائز اور حرام امور کا ارتکاب کر کے آپ کے ذکر شریف کی محفل کی تحقیق نہ کرو، علماء نے لکھا ہے کہ اگر نماز جمعہ یا عیدین یا تراویح کے موقع پر کسی ناجائز امر یا ارتکاب کوئی کرنے لگے مثلاً مرد اور عورت خلط ہو کر یعنی مل جل کر نماز پڑھیں تو اس ناجائز فعل کی وجہ سے نماز پڑھنے سے نہیں روکا جائے گا۔ بلکہ علماء پر لازم ہے کہ وہ عوام کو اس ناجائز فعل کرنے سے منع کریں اسی طرح پر اگر نکاح یا ولیمہ یا عقیقہ یا ختنہ یا حفظ قرآن یا حاجی کے آنے کی خوشی کے موقع پر ناجائز امور کا ارتکاب ہونے لگے تو ان خوشیوں کے کرنے سے نہیں روکا جائے گا، بلکہ فعل حرام سے منع کیا جائے گا۔

بنابر یہ اگر کسی جگہ محفل مبارک میلاد شریف میں کوئی حرام فعل ہوتا ہو تو علماء کو چاہئے کہ اس حرام فعل سے منع کریں، محفل میلاد شریف منع کرنے سے روکنا سراسر غلطی اور قواعد شرعیہ

کی خلاف ورزی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں محفل میلاد سرور کائنات علیہ افضل الصلوات وازکی التسلیمات، ہندوؤں کے مشرکانہ رسم جنم کنہیا کی تشبیہ اور تمثیل ہے اَلْعِبَادُ بِاللّٰهِ ثُمَّ الْعِبَادُ بِاللّٰهِ كَبْرَتْ كَلِمَةٌ خَرَجَ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ افسوس صد افسوس یہ لوگ محفل پاک میلاد شریف کو کیسی قبیح تمثیل دیتے ہیں فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے مَنْ لَّمَّ لَعِنَ بِاَحْوَالِ النَّاسِ فَهُوَ جَاهِلٌ جو لوگوں کی حالت اور زمانے کی کیفیت سے ناواقف ہو وہ جاہل ہے اس کو فتویٰ نہیں دینا چاہیے یہ لوگ اسلام کی تاریخ سے اور مسلمانانِ عالم کے احوال سے بے خبر ہیں ان کو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ محفل مبارک میلاد شریف اس مَرَّوَجَہِ کیفیت اور مَعْرُودَہِ طریقہ پر کب سے منعقد ہو رہی ہے اور اس کا رخیر کی ابتداء کس ملک میں ہوئی ہے اور کس نے کی ہے؟

شہر موصل میں جو عراق میں واقع ہے ایک مشہور نیک اور صالح شخص رہتے تھے ان کا نام عمر بن محمد تھا انھوں نے اس کا رخیر کی ابتداء کی ہے جبکہ علامہ ابو شامہ نے لکھا ہے ان کو دیکھ کر اَزْ بَلَدِ کے بادشاہ سلطان ابوسعید منظر الدین کو گری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑے پیمانہ پر اس کا رخیر کو کرنا شروع کیا علامہ حافظ ابو الخطاب بن دحیہ نے مولود شریف کے بیان میں ایک کتاب لکھ کر بادشاہ کو پیش کی، اس کتاب کا نام التَّوْبِيرُ فِي مَوْلِدِ السَّرَاجِ الْمُنِيرِ ہے۔ ۶۷۲ھ ہجری کو یہ کتاب حافظ ابن دحیہ نے محفل میلاد شریف میں پڑھی، بادشاہ بہت مسرور اور محظوظ ہوا اس نے ایک ہزار اشرفی بطور انعام کے علامہ ابن دحیہ کو دئے یہ بادشاہ بڑا ہی متقی، دنیدار، پارسا، نیک، عادل، شجاع اور مرد مجاہد تھا اس مبارک تقریب پر ہر سال لاکھوں روپیہ خرچ کرتا تھا۔ غریبوں کو کھانا کھلاتا تھا روپیہ تقسیم کرتا تھا بڑے بڑے اممہ نے اس کی تعریف لکھی ہے اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو لوزر سے معمور کرے اور اس کو آخرت میں درجات بلند عنایت فرمائے چونکہ اس بادشاہ نے اس کا رخیر کو بہت بڑے پیمانہ کے ساتھ شروع کیا اس لئے اطراف و اکناف عالم میں اس کے نام کا چرچا ہو گیا اور اکثر لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ اس کا رخیر کی ابتداء اس نیک دل بادشاہ نے کی ہے حالانکہ ابتداء اس مرد صالح نے کی ہے البتہ اشتہار کا باعث یہ بادشاہ صالح ہوا ہے چونکہ یہ فعل خلوص پر مبنی تھا اور اس سے اسلام کی عزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہوتی تھی اس لئے اممہ اعلام نے اس فعل کو از حد پسند کیا اور تالیفات و تصنیفات کر کے لوگوں کو تثنوی دلائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تھوڑے ہی عرصہ میں تمام ممالک عربیہ میں اس افضل بدعتِ حسنہ اور احسن سنتِ مستحسنہ کا رواج پورے طریقہ پر ہو گیا۔

تقریباً اب سے پونے آٹھ سو سال پہلے اللہ کے خاص نیک بندوں نے اس اعزازِ قربات اور اشرفِ المشروبات کا سنگ بنیاد آیتِ نزولِ مائدہ اور حدیثِ صومِ یومِ عاشوراء کی روشنی میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے رکھا اور سپر جناب حبیبِ خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے آیت دَذَكِرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ اور حدیثِ عقیقہ کی ہدایت میں اس محکم بنیاد پر یہ قصرِ منقحِ تعمیر کیا اور پھر اعلیٰ ذکرِ شریف اور اظہارِ دینِ حنیف کے لئے آیت دَامَا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ تَحَدَّثُ اور آیت حدیثِ نزولِ آیتِ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي پر نظر رکھتے ہوئے اس قصرِ عالی کو خوب آراستہ اور پیراستہ کیا۔ کہاں ان اللہ کے بندوں کے مبارک عزائم اور کہاں ہندوستان کے مشرکانہ ناپاک مراسم، چہ نسبتِ خاک را بہ عالم پاک۔

اے عزیزو، اس مبارک محفل میں شمعِ رسالت اور انوارِ وحدت کی ضیا پاشی ہو رہی ہے اس کو کفر کی ظلمت اور شرک کی نجاست سے کیا گاڑ، بڑھو اس تعصب کا جس کی وجہ سے گل بہ رنگِ خارا اور نورِ عینِ نارِ نظر آ رہا ہے۔

نصیبِ دل ہو دوامِ حضور آپ سے آپ
اس آفتاب کا موگا ظہور آپ سے آپ
مری تخدمت چلے شمعِ نور آپ سے آپ
مگر قبول کرے برقِ طور آپ سے آپ
ہے تیرے ذکر میں دل کو سردی آپ سے آپ
نہ ہوں گے ہم درِ دولت سے دور آپ سے آپ
اُحد کو ڈھونڈتی ہے برقِ طور آپ سے آپ

جو دل سے پردہ غفلت ہو دور آپ سے آپ
کھلے گا رازِ محبت ضرور آپ سے آپ
خدا جو چاہے تو روشن ہو گا آپ سے آپ
ہمارا منزعِ دل تو نہیں ہے لائقِ بند
ترے خیال میں آنکھیں ہیں خود بخود روشن
بہ سانِ سایہ دیوارِ تیرے کوچہ میں
صبیبِ حضرت موسیٰ، محبتِ احمد ہے

یہ گھر چراغِ نبوی عمر سے روشن ہے
نہیں ہے خیر کے سینہ میں نور آپ سے آپ

ہندوستان میں ایسے لوگوں کی قوتِ اجتہاد یہ کی اگر یہی زقار رہی تو کچھ بعید نہیں کہ شعائر اللہ کے بائے میں تھوڑے دنوں بعد سننے میں آئے یہ ہندوستان کے مشرکانہ رسوم کا چربہ ہیں، آپ زمزم سے نہانا گنگا اتنان کی تقلید ہے، بیت اللہ شریف کی طرف سجدہ کرنا اور اس کا طواف کرنا اور حجرِ اسود کو بوسہ دینا پوجا پاٹ کی پیروی ہے۔ میدانِ عرفات اور منیٰ کا جانا کاشی اور ہردوار جانے کی تمثیل ہے اور اسی طرح اسلام کے دیگر فرائض اور اعمال کے بائے میں بھی سنا جائے، مثل مشہور ہے
كُلُّ اِنْسَانٍ نَبِيٌّ بِبَهَائِيهِ، یعنی ہر برتن میں سے وہی رستا ہے جو اس میں ہوتا ہے جو شخص اسلام کی تاریخ سے بے خبر ہو، مسلمانانِ عالم کی حالت سے ناواقف ہو اس نے جب سے آنکھ کھولی ہے اور جب تک کہ آخرت کا سفر کیا ہے، ہندوستان میں رہ کر صرف ہندوانی مراسم کو دیکھا ہے تو وہ ان لغویات کے سوائے اور کیا کہے گا جس شخص نے حدیثِ شریف کُلِّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ کے دقائق کو پوری طرح نہ سمجھا ہو اور جو حدیثِ شریف مَن تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

معانی سے گماحقہ واقف نہ ہو تو وہ سوائے ان باتوں کے اور کیا کہے گا۔ کسی نے خوب کہا ہے
 تو نقشِ نقشبندِ اراچہ دانی | تو طفلی کارِ مردِ اراچہ دانی
 گیاہِ سبزِ داندِ قدرِ بارِ ارا | تو خشکی قدرِ بارِ اراچہ دانی
 ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست | حقا نقیائے ایساں اراچہ دانی
 علامہ ابن جزری اور دوسرے ائمہ اعلام نے لکھا ہے جو شخص میلاد شریف کی خوشی کرتا ہے
 اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمام سال اس شخص کو امن و امان سے رکھتا ہے اس کی مرادیں بر لاتا ہے
 کی مشکلیں آساں کرتا ہے۔

فقیر مولف رسالہ کہتا ہے جو کچھ بھی ان ائمہ دین نے کہا ہے اس سے کہیں زیادہ خیر و برکت
 فضلِ مبارکِ میلادِ شریف منعقد کرنے میں ہے یقیناً آپ کے ذکرِ خیر سے دلوں میں آپ کی محبت
 بے عظیم پیدا ہوتی ہے اور آپ ہی کی محبت اصل اصولِ ایمان اور رُوحِ دراحتِ جسم و جاں ہے۔

صدر و بدرِ ہر دو عالم مصطفیٰ	خواجہ دنیا دین گنج و فنا
نورِ عالمِ رحمتِ للعالمین	آفتابِ شرع و دریاے یقین
جاں رہا کن آفرینشِ خاکِ او	جانِ پاکِ خاکِ جانِ پاکِ او
آفتابِ جان و ایمانِ ہمہ	خواجہ کونین و سلطانِ ہمہ
سایہِ حقِ خواجہ خورشیدِ ذات	صاحبِ معراج و صدرِ کائنات
غش و کرسی قبلہ کردہ خاکِ او	ہر دو عالم بستہ بر قترِ آکِ او
مقتدائے آشکارا و نہاں	پیشوائے این جہان و آں جہاں
رہنائے اصفیا و اولیاء	مہترین و بہترین انبیا
مفتیِ غیب و امامِ جزر و کل	مہدیِ اسلام و ہادیِ نبیل
آفرید از نورِ او صد بخیرِ نور	حقِ چو دید آں نورِ مطلق در حضور
نورِ او مقصودِ مخلوقات بود	اصلِ معلومات و موجودات بود
بہر اد خلیقِ جہاں را آفرید	بہر خویش آں پاکِ جاں را آفرید
پاکِ دامنِ تراز و موجود نیست	آفرینشِ راجز او مقصود نیست

اے بندگانِ خدا، ان ائمہ کرام سے بڑھ کر تم کو مسئلہ سمجھانے والا حق بات بتانے والا
 اور راہِ ہدی دکھانے والا اور کون ملے گا۔ یہ تو وہ مبارک ہستیاں ہیں جن کی کتابیں سینکڑوں
 برس سے تمام عالمِ اسلام کے لئے مشعلِ راہِ ہدایت بنی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاَسْئَلُوا
 اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ، یعنی اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل علم سے دریافت کر لو

یہ اہل علم پورے اطمینان اور کامل وثوق کے ساتھ سینکڑوں برس سے کہتے چلے آئے ہیں کہ جناب حبیب خدا سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت شریف کو خوب خوشی کا اظہار کرو، خیرات و مہربانیاں کرو، اللہ کی عبادت کرو، مولود شریف کے چلے کرو، آپ کے احوال شریفہ خود سنو اور دوسروں کو سناؤ تاکہ اسلام کا نام روشن ہو اور اللہ تم پر اپنا فضل فرمائے اور تم کو امن و امان و ایمان اور سلامتی درہر دو جہاں نصیب ہو۔

انصاف سے دیکھو جب تک عام طور سے مسلمان ایسے امور خیر کرتے رہے وہ اطمینان کی زندگی بسر کرتے رہے ان کے قلوب مطمئن رہے لیکن جب سے بدعت کی گرواں جاوے جاوے ہوائی جانے لگی ہے خبر و برکت میں کمی آگئی ہے اطمینان قلب مفقود ہو چلا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخَيِّرُ مَا لَبِقُوْمٍ حَتّٰى يُخَيِّرُ مَا بَانَظْرِهِمْ اللّٰهُ تَعَالٰی نَبِيْہِمْ بَدَلْتَا حَتّٰى ہُوَ کِی تُوْمَ کُو، جب تک وہ نہ بدلیں جو اپنے پیغمبر ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حضرت مولانا مولوی رحمت صاحب کیرانوی مہاجر بکلی علیہ الرحمۃ دارضوان جن کا مدرسہ صوفیہ مشہور و معروف ہے کی کچھ عبارت دربارہ محفل میلاد شریف نقل کر دوں، آپ تحریر فرماتے ہیں۔

میرے اساتذہ کرام اور میرا عقیدہ مولود شریف کے بائے میں قدیم سے یہی تھا۔ اور یہی ہے۔ بلکہ بجلف سچ سچ ظاہر کرتا ہوں کہ میرا ارادہ ہے صبح بریں زلیتم ہم برس بگزم (ترجمہ ع اسی پر حیا ہوں اسی پر مردوں میں) اور عقیدہ یہ ہے کہ انعقاد مجلس میلاد بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے نخنی اور باجا اور کثرت سے روشنی بے مورد نہ ہو بلکہ روایات صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا جائے اور بعد اس کے اگر طعام سچتہ یا شیرینی بھی تقسیم کی جائے اس میں کچھ ہرج نہیں بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری طرف آریہ لوگ جو خدا ان کو ہدایت کرے پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچا رہے ہیں ایسی محفل کا انعقاد ان شرط کے ساتھ جو میں نے اور ذکر کی ہیں اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کے کہتا ہوں ایسی محفل کے کرنے سے نہ رکیں اور اقوال بے جا منکروں کی طرف سے جو تعصب سے کہتے ہیں سرگز نہ التفات کریں اور تقیین یوم میں اگر یہ عقیدہ نہ ہو کہ اس دن کے سوا اور دن جائز نہیں تو کچھ بھی ہرج نہیں اور جواز اس کا بخوبی ثابت ہے اور قیام وقت ذکر میلاد کے چھ سو برس سے جمہور علماء صالحین نے متکلمین اور صوفیہ صافیہ اور علماء محدثین نے جائز رکھا ہے الخ۔

مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ روایات صحیحہ کے موافق آپ کا ذکر شریف کیا جائے معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں لفظ صحیح لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے جو کہ موضوعی کا مقابل ہے یعنی ہر وہ روایت

و جھوٹی نہ ہو اس کا بیان کرنا جائز ہے چاہے وہ محدثین کی اصطلاح میں صحیح ہو چاہے حسن ہو چاہے
ضعیف ہو، کیونکہ علماء کرام نے فضائل کے بیان کرنے میں احادیثِ ضعیفہ کے بیان کرنے کو اور اس
سے استدلال کرنے کو باتفاق جائز قرار دیا ہے۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں۔ اتفق العلماء علی
جواز الحمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال، یعنی علماء نے اعمال کے فضائل کے بارے
میں ضعیف حدیث پر عمل کرنے کو باتفاق جائز قرار دیا ہے اور علامہ سید شریف لکھتے ہیں و یجوز عند
العلماء التساهل فی فضائل الاعمال، یعنی اعمال کے فضائل کے بارے میں جو ضعیف حدیثیں
بیان کی جائیں ان کے اسناد کے بارے میں علماء نے تساہل کرنے کو جائز قرار دیا ہے یعنی ایسے مواقع پر
زیادہ پرکھنے کی ضرورت نہیں ہے بس اتنا ہو کہ حدیث موضوعی یعنی جھوٹی نہ ہو، فضائل اعمال کے
ہوں یا فضائل سورتوں کے ہوں یا اشخاص کے ہوں یا ائیکنہ کے ہوں یا آئمنہ کے ہوں سب کا حکم
یہی ہے اور یہی علماء کا مسلک ہے، اسی لئے سیرت نبوی میں ائمہ گرامی نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں
ان میں روایاتِ ضعیفہ بکثرت موجود ہیں۔

مولوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں محفل میلاد شریف کا منعقد کرنا فرضِ کفایہ
ہے مولوی صاحب نے غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے ہندوستان کی کیفیت دیکھی تھی اور اس پر یہ مشورہ دیا
تھا، اگر وہ اب ہندوستان کی حالت دیکھتے اور بالخصوص غدر ۱۹۴۷ء کے بعد کی حالت مسلمانوں کی
ملاحظہ کرتے تو واللہ اعلم کیا کچھ تحریر فرماتے، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے انہوں نے زمانہ پر
نظر ڈالی اور لوگوں کی حالت کو دیکھا اور صحیح اور مفید مشورہ دیا۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ و عظم احسانہ کا بڑا ہی کرم اور احسان ہے کہ بارہ ماہ مبارک ربیع الاول
کو ہندوستان میں محرماتِ شرعیہ کا ارتکاب نہیں کیا جاتا ہے یہاں تو صرف وہی باتیں کی جاتی ہیں
جن کا بیان پہلے کیا جا چکا ہے اور جس کو علامہ ابن حجر اور دیگر علماء نے جائز قرار دیا ہے۔ البتہ
مصر و عجزہ میں اس تاریخ کو عام طور سے خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے کیا امیر اور کیا غریب کیا علماء اور
کیا جہلا سبھی اس دن کو سب سے بڑی عید کا دن سمجھتے ہیں۔ بعض جاہل اس خوشی کے دن ناچ اور رنگ
ریاں مناتے ہیں۔ فسق و فجور اور محرماتِ شرعیہ کا ارتکاب کرتے ہیں وہ یہ خرافات محفل مبارک
میلاد میں نہیں کرتے ہیں بلکہ عید یوم میلاد میں کرتے ہیں۔ وہاں کے علماء ان کو نصیحت کرتے رہتے
ہیں اور ان کو اس مبارک دن میں ناشائستہ اعمال اور افعال کرنے سے روکتے ہیں۔ علامہ سیوطی کا
رسالہ حسن المقصد کے مطالعہ سے بھی اس کا پتہ چل سکتا ہے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مولوی صاحب
نے مصلحت کی بنا پر مشورہ دیا ہے اور مصلحت کا لحاظ کرنا کوئی شے نہیں ہے لہذا آپ کا
مشورہ کوئی شے نہیں ہے کیونکہ یہ خیال درست نہیں ہے شریعتِ مطہرہ نے مصلحت کو

نظر انداز نہیں کیا ہے میں صرف دو مثالیں لکھتا ہوں ایک ایسی جس میں مصلحت کی بنا پر کام کو نہیں کیا ہے۔ دوسری ایسی جس میں مصلحت کی بنا پر کام کو کیا ہے۔ پہلی مثال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اگر تمہاری قوم کا نیا نیا ایمان نہ ہوتا میں بیت اللہ شریف کو توڑ کر اس کی اصلی حالت اور قدیمی بنیادوں پر از سر نو اس کو بناتا عرب نے بیت اللہ شریف کا ایک حصہ نکال دیا ہے جو کہ حطیم کہلاتا ہے اور بیت اللہ شریف کی کرسی بہت بلند کر دی ہے اور اس کا ایک دروازہ مشرق کی طرف رکھا ہے میں حطیم کو بیت شریف میں داخل کرتا۔ اور اس کی کرسی زمین کے برابر کرتا اور دو دروازے رکھتا ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف،

۳۴۱ھ ہجری میں نجدیوں نے حرمین شریفین کے گنبدوں اور مزارات شریفیہ کو توڑا، مجھ سے جناب اتاذی حضرت الشیخ الولی مولانا مولوی عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ نے چار سال بعد ۱۹۴۵ء کو جب میں آپ سے حدیث شریف پڑھتا تھا اور دورے میں شریک تھا۔ بخاری شریف کی حدیث جس کا مطلب اور لکھ چکا ہوں کے بیان میں فرمایا۔ نجدیوں کا یہ فعل اس حدیث شریف کی رو سے اچھا نہیں ہے انھوں نے گنبدوں اور مزارات شریفیہ کو توڑ کر تمام دنیا کے مسلمانوں کو رنجیدہ کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مسلمانوں کو رنج نہ پہنچنے کی وجہ سے بیت اللہ شریف کو اس کی اصلی حالت پر لانا پسند نہیں کیا۔

دوسری مثال، خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں بیت المقدس شریف لے گئے امراء افواج اسلام یزید بن ابی سفیان وغیرہ آپ کی خدمت میں زرق برق مکلف لباس پہن کر بڑی شان و شوکت سے حاضر ہوئے آپ کی نظر جب ان جانبازان اسلام پر پڑی اور ان کے مکلف لباس کو آپ نے دیکھا تو اپنی اونٹنی پر سے اتر پڑے اور کنکریاں اٹھا کر ان پر پھینک ماریں اور فرمایا افسوس ہے تم پر کہ تم اتنے جلدی بدل گئے۔ انھوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین ہم اسلام کے مورچہ پر بروقت کافروں کے سامنے رہتے ہیں ہم نے صرف ان کی نظر میں اسلام کی عزت اور مسلمانوں کی شوکت ظاہر کرنے کے لئے یہ کیفیت اختیار کی ہے یہ جواب سن کر آپ کا غصہ فرو ہوا اور آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو تم جانو اور تمہارا کام۔

مولوی صاحب نے قیام کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے درست اور صحیح تحریر فرمایا ہے یہ قیام صرف تعظیم، محبت اور خوشی کا قیام ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ احادیث شریفیہ سے ایسا قیام ثابت ہے۔ حضرت سعد بن معاذ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ قبیلہ انصار کے سردار تھے، آپ کی نظر مبارک جب ان پر پڑی انصار سے فرمایا قسواً الی سیدکم یعنی اپنے سردار کے واسطے کھڑے ہو یہ کھڑا ہونا برا ہے تعظیم تھا جس کا آپ نے حکم دیا۔ اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ

ہم اے ساتھ تشریف فرما ہوا کرتے تھے جب مجلس برفاست کر کے آپ تشریف لے جاتے تھے ہم سب کھڑے ہو جاتے تھے اور جب تک آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے حجرہ شریفہ میں داخل نہ ہو جاتے تھے ہم سب کھڑے رہتے تھے یہ قیام محبت اور تعظیم کا تھا۔ فتح مکہ کے بعد امام حکیم زویہ شکر مدنی نے آپ کو سوار اچھلنے اور آپ نے عکرمہ کو اندر بلوا کر بہ کمال محبت فرمایا مَرَحَبًا بِالْمُهَاجِرِ الرَّكَبِ یعنی اے مہاجر سوار اچھے آئے آپ کا یہ قیام محبت اور مسرت کا تھا حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا جب آپ کے پاس آتی تھیں تو آپ کھڑے ہو جاتے تھے اور جب آپ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تھے تو وہ کھڑی ہو جاتی تھیں۔ زرقانی میں لکھا ہے کہ جب بی بی حلیمہ جنھوں نے آپ کو دودھ پلایا تھا آپ کے پاس آئیں آپ کھڑے ہو گئے اور سیرت حلبی میں ہے کہ آپ رضاعی باپ کے آنے پر بھی کھڑے ہوئے ان احادیث شریفہ کو دیکھتے ہوئے علماء نے کہا ہے کہ محفل مبارک میلاد شریف میں جس وقت آپ کی ولادت شریف کا ذکر کیا جائے تو آپ کی محبت اور تعظیم میں کھڑا ہونا مستحب ہے علامہ امام حافظ علی ابوالحسن تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ جن کا انتقال ۱۰۵۶ھ ہجری کو ہوا ہے دمشق کی جامع اموی میں محراب کے پاس علماء اور فضلاء کی جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے سخی صُضری کا قصیدہ بائبرہ در مدح خیر البریہ پڑھا۔

عَلَىٰ فَضْلِهِ مِنْ نَحْوِ أَحْسَنِ مَنْ كَتَبَ
قِيَامًا صُفُوخًا أَوْ جَنِيًّا عَلَى الرَّكَبِ
عَلَى عَرْشِهِ يَأْتِيهِ سَمْتَ الرَّكَبِ

قَبِيلُ بَدْرٍ الْمُصْطَفَى الْخَطُّ بِالذَّهَبِ
وَأَنْ يَنْهَضَ الْأَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهِ
أَمَا اللَّهُ تَعْظِيمًا لَهُ كَتَبَ اسْمَهُ

ترجمہ: جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کے لئے یہ بہت ادنیٰ سی بات ہے کہ اس کو چاندی کی تختی پر آب زر سے بہت ہی اچھے خوش نویسی سے لکھوائی جائے اور یہ بھی کوئی بات نہیں کہ اس کو سنتے وقت تمام اشرف کھڑے ہوں یا گھٹنوں کے بل ہو جائیں خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعظیم کرتے ہوئے اپنے عرش پر ان کے اسم گرامی کو تحریر کیا ہے یہ کیا ہی اعلیٰ مرتبہ ہے جو سب مرتبوں سے اعلیٰ تر ہے۔

جس وقت پڑھنے والے نے دوسرا شعر پڑھا علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فوراً کھڑے ہو گئے، اس وقت جتنے علماء اور فضلاء تھے وہ سب بھی کھڑے ہو گئے، آپ پر اس وقت ایک خاص کیفیت طاری ہوئی اور کافی دیر تک وہ حالت رہی۔

اس واقعہ کو آپ کے فرزند علامہ امام تاج الدین عبدالوہاب سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات شافعیہ اکبریٰ میں تحریر کیا ہے دیکھو اس کتاب کے چھٹے جز کے صفحہ ۱۷۲ کو۔

اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یا آپ کے ذکر شریف کی تعظیم کی وجہ سے کھڑے ہونے میں ذرہ برابر بھی قباحت ہوتی تو ایسے جلیل القدر عالی مرتبت علامہ وقت کب کھڑے ہوتے اور باقی تمام علماء اور فضلاء ان کے ساتھ کیوں کھڑے ہوئے جائے خیال اور محل فکر ہے قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ جن کا انتقال ۵۴۴ھ ہجری کو ہوا ہے، اشفا میں لکھتے ہیں۔

امام مالک مسجد شریف نبوی میں بیٹھے تھے خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی اپنے خدم و حشم کے ساتھ داخل ہوا، شور سن کر امام نے خلیفہ سے کہا اس مسجد شریف میں اپنی آواز بلند نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو اپنی آواز کو آپ کے سامنے لپست رکھتے ہیں اور ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو حجروں کے باہر سے آپ کو لپکارتے ہیں۔ اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور احترام آپ کی وفات کے بعد بھی اسی طرح پر ہے جس طرح پر آپ کی حیات میں تھی خلیفہ بہت خاموشی کے ساتھ امام کی بات سنتا رہا پھر اس نے امام سے کہا اے ابو عبد اللہ میں سلام پڑھنے کے بعد قبلہ رو ہو کر دعا کروں یا آپ ہی کی طرف اپنا منہ رکھتے ہوئے دعا کروں، امام نے کہا۔ دعا کے واسطے آپ کی طرف سے اپنا منہ قبلہ کی طرف کیوں پھرتے ہو وہ تو قیامت کے دن تمہارا اور تمہارے باپ آدم کا وسیلہ ہیں۔ تم ان ہی کی طرف اپنا منہ رکھو اور ان کو اللہ کی جناب میں شفیع بناؤ، ان کو شفیع بنانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے گا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کہتا ہے وَقَوْلًا أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا، الْآيَةَ، یعنی وہ لوگ جنہوں نے خود اپنے اور ظلم کیا تھا، اگر اس وقت تمہارے پاس آتے اور خدا سے معافی چاہتے اور رسول ان کے واسطے بخشش طلب کرتے تو وہ دیکھ لیتے کہ اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (سورہ نساء) اس کے بعد قاضی عیاض نے لکھا ہے، آپ کی تعظیم، توقیر اور حرمت آپ کی وفات شریف کے بعد جس وقت آپ کا ذکر شریف کیا جائے یا آپ کی حدیث شریف بیان کی جائے یا آپ کی سنت کا بیان ہو یا آپ کا اسم شریف نا جائے یا آپ کی سیرت مبارکہ سنی جائے، اسی طرح پر ہے جس طرح آپ کی حیات طیبہ میں آپ کی تھی اور اسی طرح آپ کی آل و عترت و اہل بیت و صحابہ کی تعظیم کی جائے۔ ابو ابراہیم نے کہا ہے ہر مومن پر واجب ہے کہ جب وہ آپ کا ذکر شریف کرے یا اس کے سامنے آپ کا ذکر شریف کیا جائے تو وہ باحضور، باخشوع، باوقار اور پرسکون رہے۔ اس پر آپ کی ہیبت اور اجلال غالب ہو وہ اسی طرح باادب رہے جس طرح آپ کے سامنے اس کو باادب رہنا چاہیے تھا۔ اور جس طرح اللہ نے آپ کے ادب کرنے کو کہا ہے۔ اس کے بعد قاضی عیاض رحمہ اللہ نے لکھا ہے، ہمارے سلف صالح اور ہمارے گزے ہوئے ائمہ کا یہی طریقہ رہا ہے۔ رَحِمَتْهُمُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَدَافَعَتْ عَنْهُمْ مِّنْ بَرَكَاتِهِمْ مِّمَّا رَزَقَتْهُمْ۔

یہ ہے علماء دین کے اقوال اور تحریرات کا خلاصہ جس پر آٹھ سو سال سے مسلمانانِ عالم کا عمل درآمد ہوتا چلا آ رہا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہِ ہدیٰ پر چلنے کی توفیق عنایت کرے، کج روی، قسوتِ قلب اور تعصب بے جا سے سب کو محفوظ رکھے۔ رَبَّنَا لَا تَزِغْ قُلُوبَنَا لَعَدَاؤُهَا أَذْهَبَ نِيَّتَنَا دَهَبَ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ

میں اس رسالہ شریفہ اور عجاوبہ لطیفہ کو مقبول بارگاہِ کبریٰ حامی راہِ شریعت واقفِ اسرارِ طریقت پر و مرشدِ برحق جناب سیدی الوالد حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

وَأَفَاضَ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِهِ كَمْ حَبْنِ الشَّيْبَانِ شَايَا يَهْشَعُونَ

در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق

ہر ہوسنا کے نہ داند جام و سنداں باخشن

اور جن کے اسم گرامی کی مناسبت سے اس رسالہ کا نام خیر المورِدِ فی احتفالِ المولِدِ رکھا گیا ہے ایک مکتوبِ ہدایتِ اسلوب اور چند ملفوظاتِ قدسی سمات اور قدرے کلام گوہرِ نظم پر ختم کرتا ہوں۔ لِيَكُونَ خَتَمًا مَهَا مِسْكًا

حافظ محمد ذریخاں دہلوی نے آپ کو ایک عرضیہ کوٹہ بلوچستان ارسال کیا۔ میلاد شریف کے بارے میں آپ سے کچھ دریافت کیا تھا آپ نے جواب میں تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حافظ محمد ذریخاں کو بعد سلام علیک کے معلوم ہونے پر

خط محررہ ۲۶ اگست پہنچا، تم نے لکھا ہے کہ دیوانِ اسعد میں اسعد نے مولود شریف کی تردید کی ہے ان منکرین مولود کے جو بڑے تھے۔ مولوی رشید احمد خاص ان کے ہاتھ کی دستخطی اور مہری تحریر ہمارے پاس موجود ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ لوگ میرے اور محض بہتان باندھے ہیں، مولود شریف کو مستحب سمجھتا ہوں اور یہ جھگڑے تو تمہارے شہر میں ہر گلی کوچہ میں بکثرت موجود ہیں اور ہمارا مولود شریف کا پڑھنا بھی انشاء اللہ تعالیٰ مشہور ہے ابھی اسی سال میں ربیع الاول کی بارہویں شب کو ہم نے دہلی میں مولود شریف پڑھا ہے۔

آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں۔ غیر مقلدوں کے بڑے پیر حافظ ابن حجر عسقلانی اور محدثوں کے بڑے دستگیر حافظ جلال الدین سیوطی مولود شریف کو اچھا اور بہتر جانتے ہیں اور مولود شریف کے منکر کو بدقسمت اور بے نصیب اور بے ادب کہتے ہیں حافظ جلال الدین سیوطی کا ایک رسالہ ہے اس کا نام حَسَنُ الْمُقْصِدِ فِي عَمَلِ الْمَوْلِدِ ہے اس میں حافظ ابن حجر عسقلانی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں مولود شریف کرنا بدعتِ حسنہ ہے جیسے مدرسہ بنانا۔

کتاب تصنیف کرنی اور لوری عبارت عربی کی ہم نے مولوی مشتاق احمد کو لکھ کر بھیج دی ہے اور علامہ یوسف بن اسمعیل نبھائی رسالہ النظم البدریج فی مولد النبی الشفیع میں فرماتے ہیں۔

وَأَعْلَمُ بِأَنَّ مَنْ أَحَبَّ أَحَدًا | لَا بُدَّ أَنْ يَهْوَى أَسْبَهُ مُرَدًّا
لِذَلِكَ أَهْلُ الْعَالَمِ سَنُوا الْمَوْلِدَا | مِنْ بَعْدِهِ فَكَانَ أَمْرًا رَشَدًا
أَرْضَى الْوَرَى إِلَّا عَوَاةَ نَجْدٍ

اس کا ترجمہ کسی عالم سے دریافت کر لیا غرض ہم لوگوں کے نزدیک یہ عمل مبارک مولد شریف کا پڑھنا مفتاح سعادت و دو جہاں اور مصباح ہدایت انس و جان ہے باقی جھگڑائے کی باتیں اپنے شہر کے مولویوں سے تحقیق کرو، اس پرچہ کو احتیاط سے رکھو، انشاء اللہ تعالیٰ گیارہ بارہ سوال تک دہلی کا ارادہ ہے۔ والسلام، ہشتم رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ صبحی
آپ نے مکتوب شریف میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی جس تحریر کا حوالہ دیا ہے۔ وہ ذیل میں نقل کرتا ہوں۔

ذکر میلاد فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مندوب و مستحب ہے اگر روایات صحیحہ سے بیان ہو اور کوئی امر مکروہ و غیر مشروع اس میں مصنوم نہ ہو چنانچہ اس امر کو بارہا تبصریح یہ عاجز لکھ چکا ہے اور براہین قاطعہ میں بھی اس کے جواز و ندب کی تصریح کی گئی ہے کسی کو اس پر اعتراض نہیں جو کچھ سبحت و کلام ہے وہ سب قیود و زوائد میں ہے اور بس، مگر سادہ کو یا نظر نہیں یا نیم نہیں اور اسی طرح اپنے اساتذہ و مشائخ کا عمل در آمد دیکھا ہے جو کچھ کہ اہل عناد نے انکار نفس مولد شریف کا اتہام بندہ اور احباب بندہ پر لگایا ہے وہ محض افتراء ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [مہر]

آپ نے علامہ جلال الدین سیوطی کی عبارت کا جو کہ ان کے رسالہ حسن المقصد میں ہے حوالہ دیا ہے اس کا مکمل ترجمہ اس رسالہ کے شروع میں فقیر نے لکھ دیا ہے چوں کہ رسالہ حسن المقصد چھپ چکا ہے اور اس عبارت کو علماء نے اپنی کتابوں میں مثلاً الدال المنظم اور احسن الکلام میں نقل کر دیا ہے اس لئے اس کو نقل نہیں کیا ہے۔

آپ نے مولوی مشتاق احمد صاحب کا ذکر فرمایا ہے۔ مولوی صاحب انبیٹھ کے رہنے والے تھے طریقہ چشتیہ صابریہ میں بیعت و مجاز تھے دہلی میں ساہا سال بہ سلسلہ ملازمت ان کا قیام رہا، حضرت والد ماجد کی خدمت بابرکت میں روز حاضر ہوئے تھے۔ اگرچہ آپ سے بیعت نہ تھی لیکن بہ درجہ اتم آپ کے مخلص اور مداح تھے ۱۳۵۶ھ ہجری کو شملہ سمرل میں فقیر سے آپ کی ملاقات ہوئی، حضرت سیدی الوالد رحمہ اللہ کا ذکر خیر کرتے رہے اور اخیر میں کہا، حضرت

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ سب دولت ان کے اخلاص کی بدولت ملی تھی ان کا ہر کام اخلاص پر مبنی تھا اس وقت مولوی صاحب کی عمر نوے سال کی تھی اور اپنی تالیفات کے بائے میں بتایا کہ قریب ایک سو کے ہیں بخیورہ ضلع کرناں میں جا کر مقیم ہو گئے تھے۔ ۲۴ محرم ۱۳۶۲ھ کو اس سرانے فانی سے رحلت فرما ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ نے علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے ختمہ کا ایک بند تحریر فرمایا ہے اور لکھا ہے اس کا ترجمہ کسی علم سے دریافت کر لو، لہذا اس بند کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

خوب سمجھ لو جو شخص جناب احمد محبتی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے یقیناً وہ آپ کے ام مبارک کو بڑھ کر خوش ہو گا یعنی آپ کے ذکر خیر کو بار بار سننا پسند کرے گا۔ اسی لئے اہل علم نے آپ کے بعد مولد شریف کی سنت کو رواج دیا ہے جو کہ ایک فعل رشید اور مستقیم ہے جس نے بجز نجد کے سرکشوں کے تمام دنیا کو خوش کیا ہے۔

علامہ نبہانی نے صحیح کہا ہے کہ بجز محمد بن عبد الوہاب نجدی اور ان کے متبعین اور ہم خیالوں کے تمام دنیا کے مسلمان اس سنت حسنہ سے از حد سرور و نشاط میں۔

حضرت سیدی الوالد رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ ہجری کو حلقہ شب میں میلاد شریف کے متعلق چند سوالات کے گئے۔ آپ نے ان کے جوابات دئے، ان سوالات اور جوابات کو ایک مخلص صاف کیش نے قلم بند کر لیا تھا ان کو تحریر کرتا ہوں۔

سوال۔ پہلے تین فردوں میں میلاد شریف کی خوشی اس طرح پر نہیں ہوتی ہے۔
جواب، اس وقت مسلمانوں کو گھر میں بیٹھنے کی فرصت کہاں تھی جہاد فی سبیل اللہ اور تبلیغ اسلام اور دیگر بڑے بڑے کام کرنے میں مصروف تھے اب وہ کام کہاں ہیں لوگ غفلت میں پڑ گئے ہیں۔ اس لئے ہماری نزدیکی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات، معجزات اور ہر وقت کی دعاؤں کا معلوم کرنا صرف مستحب ہی نہیں بلکہ قریب قریب واجب اور فرض کے ہے۔

سوال :- آپ میلاد شریف کی محفل کو تینوں اور سچوں سے آراستہ کرتے ہیں۔
جواب :- لوگوں کو دین کی رغبت کم ہو گئی ہے ہم چاہتے ہیں وہ کسی طرح آکر آپ کا ذکر پاک سن لیں تاکہ ان کو دین کا شوق پیدا ہو۔

آپ کے اس ارشاد مبارک کو حدیث شریف انہما الا عہما بالنبات دائما لکل امرئ ما ذوی کی روشنی میں دیکھنا چاہئے تاکہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو۔

بر طریقی ادب نگہ می دار		دم مزین بر کلام نشان زہار
ہر چہ نیم تو زان بود قاصر		مکن آن راز ابلہی انکار

سوال :- کیا محفل میلاد شریف میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح پر فتوح تشریف لاتی ہے۔

جواب :- یہ کہنا درست نہیں آفتاب اپنی جگہ پر رہتا ہے اس کا نور عالم میں پھیلتا ہے صوفیوں کے نزدیک جو آپ کا تشریف لانا ثابت ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں آپ کی محبت ہوتی ہے جب وہ اپنے محبوب کا ذکر سنتے ہیں اور ان میں ذوق و شوق کی حالت پیدا ہوتی ہے تو آپ کے انوار و برکات ان کے دلوں پر مثل آفتاب کی شعاعوں کے آگرتے ہیں اور ان کو گھیر لیتے ہیں لیکن یہ بات ہر ایک کو کہاں حاصل ہے۔

منت خاک درت بر بصرے نیت کہ نیت
شوق دیدار تو در ریح سرے نیت کہ نیت
از غم عشق تو پر خون جگرے نیت کہ نیت

روشن از پر تو رویت نظرے نیت کہ نیت
ناظر روئے تو صاحب نظراں اندوے
نہ من دل شدہ از شوق تو خویش جگم
کسی نے خوب کہا ہے۔

آنکھوں والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

سوال - بعض لوگ سال بہ سال تاریخ معین پر مولود شریف پڑھنے کو مندوستان کے حتم کنھیا سے مشابہت دیتے ہیں اور مولود شریف کے منکر ہیں اور نماز میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال شریف آنے سے العیاذ باللہ گدھے یا کسی اور چیز کے خیال آنے کو بہتر بتاتے ہیں اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کے اعتقادات کو اچھا کہتے ہیں۔

جواب ، جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ سخت گمراہ بے ادب اور خراب ہیں۔

بس دگر آل را ادب آموختن
آں ز بے باکی و گستاخی است ہم
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
بے ادب محروم گشت از لطف رب

بایدت اول ادب اندوختن
ہر چه بر تو آید از ظلماتِ عم
بے ادب تنہانہ خود را داشت بد
از خدا خواہیم تو فسق ادب

یہ فقیر مولف رسالہ اَصْلِحْ اللہُ شَانَهُ وَ اَلْهَمَّهُ الصَّوَابَ کہتا ہے افسوس ہے ان لوگوں پر کہ یہ جناب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال شریف اور ذکر شریف کے بائے میں کیسے الفاظ مستہجنہ اور عبارت سبیلہ کا استعمال کرتے ہیں ذرا خیال نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ادب کی کتنی تاکید فرماتا ہے۔ اور اکہ کرام نے اس بائے میں کیا کیا تحریر کیا ہے دیکھو سورہ بقرہ کی آیت ۱۰۴ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا - الآية یعنی اے مسلمانو پیغمبر کو راعینا کا

لفظ امت کہو بلکہ انظرنا کا لفظ کہو۔ حافظ ابو نعیم جن کا انتقال سو سال کی عمر میں ۳۱۵ھ ہجری کو ہوا ہے اپنی کتاب دلائل النبوة میں لکھتے ہیں دیکھو صفحہ سات کو ان الله عز وجل فصل مخاطبته من مخاطبة المتقدمين قبله من الانبياء تشریفاً له واحبلاً لا وذلك ان غير هذه الامم من الادم كالتقولون لانبياهم ورسولهم راعنا سحك فنهى الله عز وجل هذه الامم ان يخاطبوا رسولهم بهذه المخاطبة التي فيها مغز ووضعة ذنوبهم ان يسلكوا بليهم ذلك المسلك فقال يا ايها الذين امنوا لا تقولوا راعنا وقلوا انظرنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کی تشریف اور اجلال کی وجہ سے مخاطب کرنے اور متوجہ کرنے کے لفظ میں بھی انبیائے مابقی سے آپ کو ممتاز فرمایا ہے کیونکہ پہلی امتیں اپنے انبیاء اور رسولوں کو مخاطب کرتے وقت راعنا کا لفظ کہتی تھیں یعنی آپ ہماری طرف متوجہ ہوں کیونکہ اس لفظ میں کچھ مذمت کا پہلو بھی نکلتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو ایسے لفظ کے استعمال کرنے سے منع فرما دیا اللہ کو یہ گوارا نہیں تھا کہ آپ سے ایسا لفظ کہا جائے جس میں ذرا بھی مذمت کا پہلو نکلے اور حکم دیا کہ وہ بجائے راعنا کے انظرنا کہا کرے یعنی آپ ہماری متوجہ ہوں۔ انتہی۔

اس آیت شریفیہ سے صاف معلوم ہو گیا کہ آپس کی بول چال میں اگرچہ کسی لفظ یا عبارت میں کوئی نقصان کا پہلو بھی نکل سکتا ہو تو جناب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بائے میں اس کا استعمال ناجائز ہے حافظ سیوطی رسالہ مسالک الخنفار کے خاتمہ میں لکھتے ہیں دسئل القاضي ابو بكر ابن العربي احد الاثمة المالكية عن رجل قال ان ابا النبي صلى الله عليه وسلم في النار فاجاب بان من قال ذلك فهو ملعون لقوله تعالى ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة قال ولا اذى اعظم من ان يقال عن ابيه انه في النار یعنی کسی نے قاضی ابو بکر ابن العربی سے جو ائمہ مالکیہ میں سے ایک امام ہیں ایسے شخص کے بائے میں دریافت کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آبار کے متعلق کہتا ہے کہ وہ دوزخ میں ہیں قاضی صاحب نے جواب دیا جو شخص یہ بات کہے وہ ملعون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے اس سے بڑھ کر اور کونسی ایذا رسانی ہو سکتی ہے کہ آپ کے والد کے بائے میں کہا جائے کہ وہ دوزخ میں ہیں۔ انتہی۔

قاضی ابو بکر ابن العربی قاضی عیاض مالکی مصنف کتاب الشفا بتعريف حقوق المصطفى کے استاد ہیں اور حجة الاسلام امام محمد غزالی اور دیگر ائمہ اعلام کے شاگرد ہیں پچھتر سال کی عمر میں ان کا انتقال ۳۱۵ھ ہجری کو ہوا ہے، رحمہ اللہ

فراخیال کرو کہ جس شخص نے ایک صحیح حدیث کی بنا پر جس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے

کہ آپ نے فرمایا اِنَّ اَبِي دَاوَابَ فِي النَّارِ اِیسی بات کہدی ہے۔ اس کے بائے میں اُمہ نے فرمایا ہے کہ وہ شخص ملعون ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لَا تُوذُوا الْاَحْيَاءَ بِسَبِّ الْاَمْواتِ یعنی مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور اس سے بڑھ کر کیا ایذا رسانی ہو سکتی ہے کہ آپ کے والدِ ماجد کے بائے میں کہا جائے کہ وہ دوزخ میں ہیں۔ لہذا ایسے مسائل میں ہم کو قطعاً زبان روکنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ جانے اور اس کا کام، حافظ سیوطی رسالہ تنزیہ الانبیاء کے اواخر میں لکھتے ہیں

سئل شیخ الاسلام والمخالف قاضی القضاة شہاب الدین ابن حجر بہا نصتہ ما قول ائمة الدین فی هذه الموالد التي یصنعها الناس محبة فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر ان بعض الوعاظ یدکرون فی مجالستهم الحلقة المشتملة علی الخاص والعام من الرجال والنساء ما جریات ہی فحذتہ بکمال التعظیم حتی یشہر من السامحین لہا حزن وورقة فیستقی فی حیز من یرحمہ لا من یعظم من ذلك انہم یقولون ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرعی غنما اس کے بعد اس مضمون کا ایک شعر اور ایک مصرع لکھا ہے اور پھر لکھا ہے وکثیراً من ہذا المعنی المخل بالتعظیم فہا قولک فی ذلک فاجاب بہا نصتہ یلینخی لہم کونہ فظناً ان یحذف من الخبر ما یوہم فی المخبر عنہ فقضاہ فلا یضرب بل یجب ہذا جوابہ بمرحۃ یعنی کسی نے شیخ الاسلام اور قاضی القضاة حافظ شہاب ابن حجر سے یہ اس الفاظ دریافت کیا کیا فرماتے ہیں اُمہ دین ان میلاد شریف کی محفلوں کے بائے میں جن کو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں منعقد کرتے ہیں ایسے عام جلسوں میں جہاں خاص و عام مرد و زن سبھی ہوتے ہیں بعض واعظ اس طرح کے واقعات بیان کرتے ہیں جن کا بیان کرنا آپ کے کمال تعظیم میں خلل انداز ہوتا ہے اور جن کو سن کر سامعین پر حزن اور رقت کی کیفیت طاری ہوتی ہے (یعنی ان کے دلوں میں شفقت اور رحم کی لہریں دوڑتی ہیں) ایسے واقعات کے بیان کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ ان لوگوں کے شمار میں آجاتے ہیں جن پر ترس اور رحم کیا جائے نہ ان لوگوں کے شمار میں جن کی تعظیم اور اجلال کی جائے سبجملہ ان واقعات کے ایک یہ ہے کہ دودھ پلانے والیوں نے آپ کو حقیر جانا اور کسی نے سبھی آپ کو دودھ پلانے پر آمادگی ظاہر نہ کی اور آپ کو نہ لیا۔ کیونکہ آپ کا مال نہ تھا دولت نہ تھی اور حلیمہ آپ پر شفقت کھا کے دودھ پلانے پر رضامند ہو گئیں اور یہ واعظ بیان کرتے ہیں کہ آپ بکریاں چرایا کرتے تھے اس کے بعد اس مضمون کا ایک شعر اور ایک مصرع لکھا ہے اور پھر لکھا ہے اور اسی قسم کی بہت سی باتیں ذکر کرتے ہیں جو آپ کی تعظیم میں خلل انداز ہوتی ہیں اس بائے میں آپ کیا فرماتے ہیں علامہ ابن حجر نے اس سوال کا جواب دیا وہ بعینہ یہ ہے ایسے واعظوں کو اگر ان میں سمجھ ہے مناسب ہے

یہ ایسے واقعات اور خبروں کو جن سے ذرا سا بھی نقصان کا شائبہ ان کے بائے میں پیدا ہوتا ہے جن کا ذکر شریف کیا جا رہا ہے ذکر نہ کریں اور پھر جبکہ ایسے امور کے ذکر نہ کرنے سے کوئی مضرت بھی نہ پہنچتی ہو بلکہ واجب ہے کہ ایسے امور کا ذکر نہ کریں، یہ ہے جگنہ و حروفہ آپ کا جواب، حافظ سیوطی نے اسی رسالہ میں یہ مضمون بھی بیان کیا ہے کہ بکریوں کا چرانا پہلے معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا لیکن اب عرف اس کے خلاف ہے اب حرفتیں اور پیشے ایک زمانہ میں معیوب نہیں سمجھی جاتیں لیکن دوسرے زمانہ میں سمجھی جاتی ہیں اور ایک شہر میں نہیں سمجھی جاتیں اور دوسرے شہر میں سمجھی جاتی ہیں فقہاء نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ منہاج میں اس کا پورا بیان ہے۔ انتہی۔

ذرا خیال کرو اور غور سے دیکھو کہ امہ کرام نے ایسے واقعات کے بیان کرنے سے منع کیا ہے جس کے سننے سے عوام میں آپ کی عظمت اور حلیل القدری میں کچھ فرق آنے کا شائبہ پیدا ہوتا ہو، چہ جائے کہ مسائل کے بیان کرنے میں اور تشبیہات کے دینے میں ایسے الفاظ اور عبارات ذکر کئے جاویں جو ایک ادنیٰ شخص کے بائے میں نہ کہے جاویں اور جن کو سن کر مسلمان کا دل رنج و الم سے پارہ پارہ ہو جائے تفسیر روح البیان میں شیخ اسماعیل حقی سورہ علس کی تفسیر میں لکھتے ہیں روی ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بلخہ ان بعض المنافقین یوم قومہ فلا یقر فیہم الا سورۃ علس فارسل الیہ فضرب عنقه لما استدل بذلك علی کفرہ و وضع مرتبہ عندہ عند قومہ انتہی یعنی بیان کیا گیا ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ منافقوں میں سے کوئی منافق جو اپنی قوم کا پیش امام ہے وہ نماز میں سورہ علس کے سوائے کوئی دوسری سورت نہیں پڑھتا ہے یہ سن کر آپ نے ایک شخص کو بھیجا جو اس کی گردن کو جا کر اڑا آیا۔ آپ نے اس شخص کے سورہ علس کو ہمیشہ پڑھنے سے استدلال کیا کہ وہ اپنی قوم کی نظر میں آپ کے قدر اور مرتبہ کو گھٹانا چاہتا ہے اور وہ لائق گردن زدنی کے ہے۔ انتہی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم آپ کے افعال مبارکہ کی تعظیم آپ کے اقوال طیبہ کی تعظیم آپ کے اوصاف شریفیہ کی تعظیم آپ کے ذکر شریف کی تعظیم اور آپ کی ہر بات کی تعظیم مسلمان کے واسطے لازمی اور ایمان کا جزو ہے محفل میلاد شریف کی نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی ہے محفل میلاد نبوی اس کا نام ہے بارہ ماہ مبارک ربیع النور کی نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی ہے اس کا نام تمام عالم اسلام میں یوم عید میلاد النبی ہے۔ صرف اسی نسبت کی وجہ سے ہم پر اس محفل مبارک اور اس یوم مبارک کی تعظیم واجب ہے۔ حضرت سیدی الوالد رحمہ اللہ کو ایک شخص نے بہت القاب و آداب خط میں تحریر کئے ہیں آپ نے خط کے پشت پر یہ تین شعر تحریر فرمائے۔

بندۂ آستانہ رُغمِ
ہرچہ گھٹی ازاں بلبندِ ترم
زشت کردار خیرِ محترم

نہ جنابم نہ شہ نہ مولانا
گر کنی نسبتم بہ آلِ درِ فیض
وَرکنی زین اصنافہ فی الجُمد

عمر سے مراد آپ کے والد ماجد حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ ہیں، یہ بزرگان دین کا طریقہ جو بیان ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و افاض علینا من علومہم و برکاتہم۔

علماء میں اختلاف ہوا ہی کرتا ہے۔ ہر ایک اپنے مسلک کی اشاعت کرتا ہے، جو لوگ کسی وجہ سے محفل مبارک میلاد شریف کو بہ ہیئت گزائی منفق کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے وہ دلائل سے اپنے مسلک کو ثابت کریں، سو قیانہ الفاظ اور عامیانہ انداز سے اجتناب کریں تعصب کی وجہ سے دولت ایمان کو برباد نہ کریں هدانی اللہ فایاھم لہما فیہ فلاح دیننا و دنیانا۔

اب میں موضوع سابق کی طرف آتا ہوں کسی نے آپ سے قیام کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا قیام اگر اس طرح کیا جائے کہ اس میں شرک آجائے تو وہ ناجائز ہے ہر وقت مرلحہ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا صرف رب العلیین ہی کی شان ہے۔ ہاں آپ کی محبت اور تعظیم کی وجہ سے قیام کرنا بہتر ہے۔ ہم آپ کا ذکر شریف کرتے ہیں ہم کو ذوق اور شوق پیدا ہوتا ہے ہم قیام کرتے ہیں اگر کسی شخص کو ذوق اور شوق پیدا نہ ہو اور وہ آپ کی محبت میں قیام نہ کرے تو تمہارا کیا بگڑتا ہے۔

کلام گوہر نظام و علی الختام

عالی زیادہ قصرِ فلک سے وہ گھر ہوا
جس کا وزیر روحِ قدسِ حَرخ پر ہوا
دو ٹکڑے ایک اشارے سے جس کے قمر ہوا
دم بھر میں عرش و فرش سے جس کا گز ہوا
شرمندگی سے عرقِ عرق ابر تر ہوا
افسانہ بہشت بریں مختصر ہوا
جب سجدہ گاہِ حور و ملائک وہ در ہوا
اور سایہ نوزِ دیدہ اہلِ نظر ہوا
طوبی کو غم ہے کیوں نہ وہاں کا شجر ہوا

جس گھر میں ذکرِ مولدِ خیر البشر ہوا
کیونکر نہ ہو کہ اس شہِ والا کا ذکر ہے
وہ بہرِ اُدجِ قدس وہ شمعِ جمالِ حق
وہ سرورِ زمین و زماں جانِ دو جہاں
وہ شاہ جس کے سایہ احساں کے روبرو
وہ جس کے آستانہ علیا کے سامنے
ہم لوگ کیوں نہ فدا اس پہ اپنی جاں کریں
دیوار و در و ہاں کے ہوئے خالی روعے عرش
ہے سبیلِ چشمہ زرقا سے مستفعل

و اں کے ضعیف پر نہیں پاتے قوی فرغ
 ملتی ہے صورت ان کی بہت لامکان کر
 عشق نبی جسے ہوا سے عشق حق سے ہے
 کچھ خون مجھ کو تیرگی گور کا نہیں
 ہاں ایک لگا ہ بندہ نواز ادھر بھی ہو
 نہتے نہ باغِ طیبہ تک افسوس خیر ہم
 آئی خزاں ربیع کا موسم بسر ہوا

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ عَلَى
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

چہار شنبہ ۱۰ ازوی قعدۃ الحرام ۱۳۶۲ ھ بمطابق ۲۲ جولائی ۱۹۵۳ء میلادی
 خانقاہ حضرت غلام علی شاہ معروف بہ درگاہ شاہ ابوالخیر
 بازار چٹلی قمبر دہلی -



رِسَالَةٌ

خَيْرَ الْبَيَانِ مِنْ حُسْنَاتِ سَعِيدِ الْبَيَانِ

فِي مَوْلِدِ سَيِّدِ الْإِنْسِ وَالْجَانِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَانُ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۲	دسواں محسنہ حضرت خدیجہ سے نکاح اور اولاد امجاد اور حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھنے کے بیان میں	۴۳	پہلا محسنہ آپ کے بعض اُن فضائل کے بیان میں جن کا ذکر قرآن مجید میں اللہ نے کیا،
۸۲	گیارہواں محسنہ نبوت کے بیان میں	۵۲	دوسرا محسنہ آپ کے اور آپ کے ذکر شریف کے احترام میں۔
۹۱	بارہواں محسنہ معراج شریف کے بیان میں	۵۶	تیسرا محسنہ آپ کے نسب اطہر کے بیان میں
۹۹	تیرھواں محسنہ ہجرت کے بیان میں	۵۸	چوتھا محسنہ خلفتِ نورِ نبوی کے بیان میں
۱۰۷	چودھواں محسنہ فتح مکہ کے بیان میں	۶۳	پانچواں محسنہ ازابتداء حمل شریف تا ولادت شریف کے بیان میں
۱۱۳	پندرھواں محسنہ حجۃ الوداع کے بیان میں	۶۸	چھٹا محسنہ در عرض سلام بہ حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
۱۱۴	سولھواں محسنہ علیہ شریفیہ کے بیان میں	۶۹	ساتواں محسنہ ولادت شریف کے بیان میں
۱۱۹	سترھواں محسنہ اخلاق مبارکہ اور اوصاف حسنہ کے بیان میں	۷۵	آٹھواں محسنہ رضاعت اور شقیہ کے بیان میں
۱۲۶	اٹھارھواں محسنہ معجزات مبارکہ کے بیان میں۔	۷۹	نواں محسنہ ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر کرنے کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ازل سے ابد تک تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور صلاۃ کا لانا ازل سے ہمہما کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا اسم گرامی محمد ہے اور ان کی آل وازواج و اصحاب اور اتباع پر۔

الْهِیَ وَمَوْلَائِیْ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ کَمَا اَنْتَ عَلٰی نَفْسِکَ
مقدور ہمیں کب تیرے وصفوں کے رقم کا
حقاً کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا
اور ایسے ہی تیرے حبیب کی تعریف سے ہم قاصر ہیں، جیسی کہ تو نے ان کی تعریف اپنے کلام پاک
میں فرمائی ہے۔

رسول پاک ہے ممدوح ذات کبر یائی کا
کرے بندہ گران کی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

پہلا محسن آپ کے بعض فضائل کے بیان میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ لَجَّتْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ
اَنْفُسِهِمْ نَتَلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُرِیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَاْنُوْا
مِّنْ قَبْلُ لَفِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔

(یعنی) اللہ نے مومنوں پر یقیناً احسان کیا ہے کہ انہی میں سے رسول ان کو بھیجا، جو اللہ کی آیتیں
پڑھ کر ان کو سنا رہا ہے اور ان کو پاک صاف کرتا ہے اور ان کو قرآن مجید اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے
جبکہ اس سے پہلے یہ لوگ صاف طور پر گمراہی میں تھے۔

اور فرمایا لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ
بِالْمُؤْمِنِیْنَ رُوْفٌ رَّحِیْمٌ، البتہ تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا، تمہاری تکالیف

اس پر شاق ہیں تمہاری بھلائی کا اس کو بہت خیال ہے، ایمان لانے والوں پر بہت شفقت کرنا
مہربان ہے۔

ابن عباس اور زہری نے مِنْ أَنْفُسِكُمْ کے خاکو زبرے پڑھا ہے یعنی مِنْ أَنْفُسِكُمْ اور
اس کا ترجمہ ہوا، البتہ تمہارے پاس رسول تم سب میں سے اچھا آیا۔ مردی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے أَنْفُسِ مَوْنِے کی تشریح دریافت کی، آپ نے فرمایا۔ میں اپنے
نسب اور رشتوں کی بنا پر سب سے اچھا ہوں، آدم سے لے کر میرے والد تک میرے آباؤ اجداد میں
نکاح کا طریقہ جاری رہا ہے کبھی سفاح نہیں ہوا ہے۔

علامہ ابن کلبی نے لکھا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سو والدات یعنی دادیاں
نانیاں شمار کیں ان میں جاہلیت کے رسوم نہیں پائے ابن عباس، عکرمہ اور مجاہد سے وَتَقَلَّبَكَ
فِي السَّاجِدِينَ کی تفسیر اس طرح منقول ہے۔ تَرَى تَقَلَّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ فِي أَصْلَابِ الْمُرْجَبِينَ
مِنْ نَبِيِّ آلِي نَبِيِّ حَتَّى أَخْرَجَكَ نَبِيًّا فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ، یعنی اے حبیب، اللہ نے دیکھا عبادت گزار
موجودوں کی پیٹھوں میں ایک نبی سے دوسرے نبی تک تمہارے منتقل ہونے کو یہاں تک کہ اس
امت میں تم کو نبی بنا کر بھیجا۔

آپ کے مبارک نسب کی اس پاکیزگی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قصیدہ بردہ کے ناظم نے
قصیدہ ہمزہ میں کہا ہے۔

وَبَدَّ الْمُرْجُودِ مِنْكَ كَرِيمٍ	مَنْ كَرِيمٍ آبَادَةٌ كَرِيمًا
لَبُّ تَحْسَبُ الْعُلَا مَجْلَاهُ	قَلَدَتْهَا مَجْرُمَهَا الْجُزَاءُ
حَبْدًا عَقْدُ سُوْدٍ دَفْنًا	أَنْتَ فِيهِ الْبَيْتَةُ الْعَصْمَاءُ

آپ جیسا ایک کریم اس عالم وجود میں ایک ایسے کریم سے ظاہر ہوا ہے جس کے آباؤ اجداد کا
ہر فرد کریم رہے۔ اس سلسلہ نسب اظہر کی رفعت نشان اور زیائش کو تم دیکھ کر یہ خیال کرو گے
کہ جوڑانے اپنے تاروں کا ہار بنا کر اس مبارک سلسلہ کو پہنا دیا ہے۔ سرورِ اور افتخار کا کباہی
اعلیٰ سلسلہ نسب ہے جس میں آپ سا ایک درمیتیم اور فرد بے ہمتا ہے۔

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک ناموں میں سے دو نام آپ کو دئے ہیں ایک رُؤف
اور دوسرا رحیم، جو کسی اور کو نہیں دئے۔

اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اے حبیب ہم نے تم کو اہل جہاں
کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے أَنَا رَحْمَةٌ مَّهْدَاةٌ مِّنْ سَخْفَةٍ
رحمت ہوں۔

ایک مرتبہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین سے پوچھا کیا میری رحمت سے تم کو چھ ملا۔ انہوں نے کہا مجھ کو اپنی عاقبت کا کھٹکا تھا، آپ کی وجہ سے مجھ کو اطمینان نصیب ہوا۔
 وَاِنَّكَ اللهُ تَعَالَىٰ فِي مَعْرِفَةِ مِيرَىٰ تَعْرِيفِ اس طرح فرمائی ہے ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُّطَاعٍ
 ثُمَّ اَمِيْنٍ وَهُوَ قُوَّةٌ وَاللّٰهُ هُوَ الْمَلِكُ الْعَرْشِ كِي بَارِگَاهِ فِي سَمٰوٰتِ اَسْمٰوٰتٍ فِي مَرْتَبَاتٍ كَا اَنْفَرِ
 مٰنَت دَارِ هِي۔

<p>جن سانہ ہوا اور نہ ہو گا کوئی سرور محبوب خدا وہ ہیں وہی شافع محشر ہے رحمت حق ذاتِ نیکو ان کی سراسر</p>	<p>ہے شکر خدا کا وہ ملے ہم کو پیسہ خلقت کی نظر ان کے کرم پر ہی رہی ہے کہا جن دلشہ جو رملک پر بھی ہے منت</p>
---	---

حضرت جعفر صادق نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی فرمانبرداری سے مخلوق کو عاجز جان کر
 ان ہی میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا ہے ان کو اپنے اوصاف میں سے رافت
 اور رحمت کا خلعت پہنایا اور ان کی فرمانبرداری کو اپنی فرمانبرداری قرار دی اور کہہ دیا مَنْ لِيَطْعِ الرَّسُوْلَ
 فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ابو بکر بن طاہر نے کہا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو رافت اور رحمت کا لباس پہنا دیا، آپ کا وجود
 اور آپ کی صفات تمام عالم کے واسطے رحمت ہے۔ مسلمان کو ہدایت ملی ہے منافق کو قتل سے اسن
 لگا اور کافر کے عذاب میں تاخیر ہوئی۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحِبُّكُمْ اللّٰهُ اے حبیب
 گہدو، اگر اللہ سے تم محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، سبحان اللہ کیا
 شانِ محبوبی ہے جس نے آپ سے محبت کی وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوا۔

عجب آلِ نیت کہ محبوبِ خدائی تو بہ لطف

عجب آلِ است کہ محبتانِ تو محبوبانند

اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نور اور سراج منیر یعنی روشن چراغ رکھا ہے وہ فرماتا ہے يَا اَيُّهَا
 النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَرَاٰنِيَا اِلَى اللّٰهِ بِاٰذِنِهٖ وَسِرَاجًا
 مُّنِيْرًا وَبَشِيْرًا لِّلْمُؤْمِنِيْنَ بَاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا، اے نبی ہم نے تم کو دیکھنے والا
 اور خوشی سنانے والا اور عذاب سے آگاہ کرنے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا
 اور چمکتا چراغ بنا کر بھیجا تم ایمان والوں کو یہ سرت افزا پیام سناؤ کہ اللہ کی طرف سے ان کے
 لئے بڑی بزرگی ہے یعنی ان کو تمام امتوں سے برتری حاصل ہے۔

آپ کے قیام کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم ٹھکانی ہے وہ فرماتا ہے لَا اَنْتُمْ

بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ، میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی جیکہ تم اس شہر میں رہتے ہو۔

مکہ مکرمہ کو جو شرف بیت اللہ کی وجہ سے حاصل ہے وہ ظاہر ہے لیکن اللہ کے محبوب کے قیام کرنے کی وجہ سے اس کی فضیلت میں اضافہ ہوا اور رب العزت نے اس کی قسم کھائی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی جان عالی شان کی قسم کھائی ہے وہ فرماتا ہے لَعَمْرِكَ إِنَّهُمْ فِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ اے محبوب قسم ہے تمہاری جان عالی شان کی یہ لوگ اپنی بدستی میں اندھے ہو رہے ہیں۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے مَا خَلَقَ اللَّهُ نَفْسًا أَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَقْسَمَ بِحَيَاتِهِ أَحَدًا إِلَّا بِحَيَاتِهِ اللَّهُ تَعَالَى نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مکرم و محترم کسی نفس کو نہیں پیدا کیا اور آپ کی جان عالی شان کے علاوہ کسی کی جان کی قسم نہیں کھائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جان مکرم کی قسم کھا کر آپ کی تکریم و تعظیم کی اہمیت

کردی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُخَذَّ بِهِمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُخَذَّ لِهِمْ وَهُمْ يَتَخَفِرُونَ، اللہ ان کو عذاب نہیں دیتا جب تک اے محبوب تم ان میں ہو اور اللہ ان کو عذاب دینے والا نہیں جبکہ وہ مغفرت کے طلب گار ہوں۔

جب تک آپ اپنی امت میں رہے امت عذاب الہی سے محفوظ رہی اور آپ کے بعد جب تک آپ کی سنت پر عمل رہا امان اعظم حاصل رہا اور جب آپ کی سنت چھوڑ دی گئی، آفات و بلیات کا دوا شروع ہوا۔

معارض النبوه میں لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا کہ اگر آپ کی رائے ہو تو آپ کے مدفن فیض مخزن کو روضہ رضوان میں ترتیب دیا جائے اور اگر آپ چاہیں تو زاویہ خاک میں استراحت فرمائیں، آپ نے فرمایا، دل نہیں چاہتا کہ امت کو چھوڑ کر باغ رضوان جاؤں، جب تک میں اپنی امت میں رہوں گا وہ عذاب الہی سے محفوظ رہے گی۔

اہل نار ووزخ میں آرزو کریں گے کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہو تو اللہ فرماتا ہے۔ يَوْمَ نَقُذُّكُمْ بِجُوهَرِهِمْ فِي النَّارِ لَيَقُولُنَّ يَا لَيْتَنَّا اطعنا الله واطعنا الرسولا یاد کرو اس دن کو جبکہ ان کے منہ آگ میں الٹ پلٹ کے جائیں گے وہ کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی۔ اور ہم نے اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

سورہ الم نشرح میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف اس طرح فرمائی ہے کہ اے حبیب ہم نے تمھیں دیا تمہارا دل ایمان اور ہدایت کے لئے اور وسیع کر دیا علم و حکمت کے واسطے اور دور

۲۶

اجمالاً اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی طرف کہ اللہ تعالیٰ نے اس دولتِ سرمدی سے آپ کو نوازا ہے تفسیر روح المعانی میں امام احمد کے متعلق لکھا ہے کہ جب ان سے دریافت کیا جاتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے تو وہ فرماتے ہاں کیا ہے، کیا ہے اور کیا ہے کیا ہے کی تکرار اتنی مرتبہ کرتے جب تک سانس نہ ٹوٹتا۔

اتنا خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ بے مثال ہے اس کے دیکھنے کی کیفیت بھی بے مثال ہے اس کی تعبیر سے زباں قاصر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ، نہ نگاہ بہکی اور نہ حد سے بڑھی، یعنی حد ادب میں رہی۔

سورہ ن میں آپ کے فضائل اور اخلاقِ اعلیٰ کا بیان ہے فرمایا ہے وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ اے محبوب یقیناً تمہارے اخلاقِ عظیم ہیں۔

سورہ وَالضُّحَىٰ آپ کی تعریف سے بھری ہوئی ہے خصوصاً یہ ارشادِ گرامی وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ، تمہارا رب تم پر ایسی عنایت کرے گا کہ تم خوش ہو گے جس وقت آپ پر یہ آیت نازل ہوئی، آپ نے فرمایا، اے میرے پروردگار اگر میری امت میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں ہے گا میں خوش نہ ہوں گا۔

صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا پڑھی جو سورہ ابراہیم کی آیت ۳۶ ہے فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ، جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو اے پروردگار تو بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے اور پھر حضرت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پڑھی جو سورہ مائدہ کی آیت ۱۲۱ ہے إِنَّ تَعَذُّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَخَفَّرْتَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ اے پروردگار اگر تو ان کو عذاب دے وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کرے بے شک تو سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اللَّهُمَّ امْتِنِي امْتِنِي اے اللہ، میری امت پر رحم فرما۔ میری امت پر رحم فرما۔ اور آپ رونے لگے اسی وقت حضرت جبریل رب العزت کا پیام لے کر پہنچے کہ اے حبیب تم اپنا دل آزرده نہ کرو، ہم تمہاری امت کے بائے میں تم کو خوش کر دیں گے۔ ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، محمد کی خوشی اس میں ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد بھی دوزخ میں نہ رہے صلی اللہ علیہ وسلم

طلب کر رہا ہے رسولِ رحیم		کرم کر رہا ہے خدائے کریم
خطا کار ہر اک خراباں خسر ام		بلا خوف جاتا ہے دارالسلام

ابن شریح کہتے ہیں میں نے اہل عراق کی روایت کردہ حدیث کے متعلق حضرت باقر سے اُس کی صحت کے متعلق دریافت کیا، کیونکہ اس حدیث میں ایسا بیان ہے کہ آپ کی شفاعت سے آپ کی امت کا ایک فرد بھی دوزخ میں نہ رہے گا۔ حضرت باقر نے فرمایا۔ اللہ کی قسم ہے یہ روایت پوری طرح صحیح ہے مجھ سے میرے چچا محمد بن حنفیہ نے کہا اور ان سے حضرت علی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اپنی امت کو اتنا بخشاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے دریافت کرے گا اے محمد تم راضی ہو گئے اور میں کہوں گا میرے پروردگار میں راضی ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی فضیلت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَحَكُمَ لَكُمْ لَقُومًا بِهِ وَلَعَنَ الَّذِينَ جَاءُوا رَبَّهُمْ يَكْفُرُونَ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ

پاس رسول جو تصدیق کرنے والا اس کا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر ایمان لاؤ گے اور تم اس کی مدد کرو گے۔

حضرت علی اور ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ نے مہربانی سے یہ وعدہ لیا ہے کہ اگر اس کی حیات میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے۔ علامہ سید آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے۔ "عارفوں نے اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ نبی مطلق اور رسول اکمل اور مستقل طور پر شریعت کے لانے والے صرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام کا حکم تبعیت کا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَلِمًا تَقَرَّبَ إِلَيْكُم بِالْحَقِّ لَئِن لَّمْ يَظْهَرِ عَلَيْكُمْ فَسَافِئُوا مِنِّي وَكَانُوا شَاكِرِينَ

موسىٰ و عيسىٰ بن مریم سے۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کی بزرگی اللہ کے نزدیک اس درجہ کی ہے کہ آپ کو اگرچہ سب انبیاء کے بعد بھیجا ہے لیکن آپ کا ذکر سب سے پہلے کیا ہے۔

پیش از ہمہ شاہانِ عینور آمدہ | ہر چند کہ آخر بہ ظہور آمدہ
اے ختم رسل قرب تو معلوم شد | دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے كُنْتُ أَدَّهَمُنِي الْخَلْقُ فَأَخْرَجَهُمَنِي الْبَحْثُ مِثْلَ بَيْتِ كَيْسَانَ فِي يَوْمِ بَدْرٍ وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَدَّهَمُنِي الْوَجْدُ وَالْجَسَدُ مِثْلَ بَيْتِ كَيْسَانَ فِي يَوْمِ بَدْرٍ

پیدائش میں ان کا اول ہوں اور بھیجے جانے میں ان کا آخر ہوں۔
اور آپ نے فرمایا ہے كُنْتُ نَبِيًّا وَأَدَمُ بَيْنَ الرَّوحِ وَالْجَسَدِ مِثْلَ نَبِيٍّ فِي بَيْتِ كَيْسَانَ فِي يَوْمِ بَدْرٍ

روح و جسد کے مابین تھے۔

اور تورات میں آپ کے متعلق لکھا ہے، محمد اللہ کے حبیب ہیں اور لکھا ہے اے نبی ہم نے تم کو سب پر گواہ بنا کر بھیجا ہے تم ایمان لانے والوں کو جنت کی خوش خبری اور کفر کرنے والوں کو دوزخ کے عذاب کی خبر سنانے والے ہو اور ان پڑھ لوگوں کے پشت پناہ ہو تم میرے بندے اور رسول ہو، ہم نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے نہ تم طبیعت کے سخت ہو اور نہ سخت کلام ہو اور نہ بازاروں میں شور و شغب کرنے والے ہو تم برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے بلکہ تم بخشنے والے اور لوگوں کے قصور معاف کرنے والے ہو۔ اور لکھا ہے، آپ ہرگز انتقال نہ فرمائیں گے یہاں تک کہ دین درست ہو جائے جو کہ نادرست تھا سب کہیں گے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللَّهُ ان کی وجہ سے اللہ اندھی آنکھیں، بہرے کان، اور غافل دل کھول دے گا، ان کا دین اسلام ہوگا اور نام احمد، اور تورات کی دوسری روایت میں ہے "میرا بندہ احمد اچھا ہے ان کی پیدائش کی جگہ مکہ اور ہجرت کی جگہ مدینہ، ان کی امت ہر حال میں اللہ کی تعریف کرنے والی۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو ان کے ناموں سے خطاب کیا ہے جیسے یا آدم، یا نوح یا ابراہیم یا داؤد یا موسیٰ یا عیسیٰ یا زکریا یا یحییٰ۔ لیکن ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معزز اوصاف سے خطاب کیا ہے جیسے یا ایہا النبی یا ایہا الرسول، یا ایہا المرسل، یا ایہا المدرس،

ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے ایک سال تین مہینے اور تین دن بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اور آپ کی خواہش تھی کہ بیت الحرام کی طرف نماز پڑھیں آپ اکثر آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے کہ نہیں حضرت جبریل وحی تو نہیں لاتے ہیں پندرہ جب شدہ پیر کے دن زوال کے بعد یہ مبارک آیت نازل ہوئی۔

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَمَّا لَبِيتُكَ قِبَلَةَ تَرْضَاهَا قَوْلٍ وَجْهِكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (الایۃ) ہم دیکھتے ہیں تمہارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف پھرنا تو البتہ ہم پھیریں گے تم کو اس قبلہ کی طرف جسے تم پسند کرتے ہو اب پھیر لو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف،

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں اپنے محبوب کی پیاری ادا کا ذکر کیا ہے کہ آپ بار بار آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور پھر آپ کی خواہش کا بیان کیا ہے اور پھر ارشاد کیا ہے کہ اب تم اپنی خوشی کا قبلہ

موسے طلبگارِ رضائے حق یہ سن لے — رضائے حق ہے رضوانِ محمد

ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ پہلی امتیں اپنے انبیاء علیہم السلام کو ان کا نام لے کر آواز دیا کرتی تھیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو اس طرح آواز دینے سے منع کیا ہے وہ فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

سول اللہ کے بلانے کو آپس میں معمولی بلانا نہ سمجھو جیسا کہ تم میں سے ایک کو ایک بلاتا ہے۔
ابن عباس نے کہا ہے عرب آپ کو یا محمد، یا ابا القاسم کہہ کر آواز دیا کرتے تھے اللہ نے ان کو اسی طرح
واز دینے سے منع فرمایا ہے۔ اور ان کو تعلیم دی یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہہ کر خطاب کریں۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ ————— اِنَّمَا الْفَوْزُ وَالْفَلَاحُ لَدَيْكَ
اور آپ کے فضائل میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو اگر ان کی امت کسی
غلط بات کی طرف نسبت دیتی تھی تو وہ حضرات خود اپنی مدافعت کیا کرتے تھے جیسے حضرت نوح علیہ
السلام کو ان کی قوم نے کہا، تم گمراہ ہو گئے ہو آپ نے ان سے فرمایا۔ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ
میری قوم مجھ میں گمراہی نہیں ہے۔

اور جیسے حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہا، تم میں سفاہت یعنی بے وقوفی آگئی ہے
آپ نے ان سے فرمایا۔ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ اے میری قوم مجھ میں سفاہت یعنی حماقت
نہیں ہے۔

اور جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرعون نے کہا، تم جادوگر ہو آپ نے اس سے فرمایا
وَاِنِّي لَا ظَنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا اے فرعون میں خیال کرتا ہوں کہ تیری شامت آگئی ہے۔
لیکن ہمارے حضرت سید الانبیاء والمرسلین، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر بد بخت
کافر کچھ کہتے تھے تو رب العزت نے حلفیہ بیان سے ان کا جواب دیا ہے۔ کافروں نے آپ سے کہا
تم بھٹک گئے ہو اور بہک گئے ہو تو اللہ جل شانہ نے فرمایا اِذَا نَجَبْنَا خَا هَوْنِي مَا ضَلَّ حَبِيبِكُمْ
وَمَا غَنَى قَسَمٌ هُوَ رُوشَن تَا سَے کی جب وہ نیچے چلا تمہارا رفیق (ساتھی) نہ بھٹکا ہے اور نہ بہکا ہے
اور کافروں نے آپ سے کہا تم دیوانے ہو گئے ہو تو اللہ تعالیٰ نے مدافعت کی نَوَا نَقَلَهُ وَمَا
لَيْسَطُرُونَ مَا اَنْتَ بِبِعْتَمَرٍ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ، یعنی قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں تم اپنے پروردگار
کے فضل سے دیوانے نہیں ہو۔

ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ عرصے ابتدائے نبوت میں وحی نہیں آئی اور وہ عرصہ
بارہ یا پندرہ یا پچیس یا چالیس دن کا تھا، بد بخت کافروں نے کہنا شروع کر دیا کہ محمد کو اس کے رب
نے چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں کہا وَاللَّيْلِ اِذَا سَبَّحِي مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ
وَمَا قَلِي، قسم ہے دن کی جب دھوپ چڑھ جائے اور رات کی جب وہ چھا جائے نہ تمہارے
رب نے تم کو چھوڑا ہے اور نہ وہ تم سے بیزار ہوا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز نے تحریر فرمایا ہے کہ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ صبحی سے مراد
سردار و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن ہے اور لیل سے شب معراج مراد ہے

اور بعض نے کہا ہے کہ ضحیٰ سے مراد حضور پر نور کا رونے اور ہے اور لیل سے مراد زلفِ عنبریں ہے۔ اور بعض نے کہا ہے ضحیٰ سے مراد نورِ علم ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے جس کے سبب سے عالم عنیب کے مخفی اسرار آپ پر ظاہر ہوئے اور لیل سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اور عفوِ کرم ہے جس نے امت کے عیبوں کو چھپا دیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ضحیٰ سے مراد آپ کے ظاہری اخلاق ہیں جن سے مخلوق واقف ہے اور لیل سے مراد آپ کے احوالِ باطن ہیں جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی فصیلت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ دَمَلَكُمْهُ دُيُوْنَكُمْ عَلَي النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو درود بھیجو ان پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر۔

اللہ کی صلاۃ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی تعریف کرتا ہے اور اس کے ذکر کو بلند کرتا ہے اور اس کے دین کو پھیلاتا ہے اور دنیا میں ان کی عزت بڑھاتا ہے اور قیامت کے دن آپ کی شفاعت قبول فرما کر اور مقامِ محمود عنایت کر کے آپ کی شان بڑھائے گا اور فرشتوں کی صلاۃ سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ کے واسطے دعا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ آپ پر تحفہ درود و سلام عرض کریں۔

علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ زندگی میں ایک مرتبہ آپ پر صلاۃ و سلام کا تحفہ پیش کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نماز کے قعدہ اخیرہ میں اور آپ کے ذکر شریف کے وقت درود شریف کا پڑھنا سنت ہے اور کسی مبارک محفل میں آپ کا مبارک نام بار بار لیا جائے تو ایک بار درود شریف کا پڑھنا سنت اور ہر بار مستحب ہے۔

درود شریف کا پڑھنا مفتاح خیرات و حسنات ہے۔ حضرات مشائخ نے فرمایا ہے جس کو مرشدِ کامل نہ ملے وہ درود شریف پڑھے اور درجات و ولایت حاصل کرے ۵

یا الٰہی صدد درود و صلوات سلام

بر رسول پاک و بر آل کرام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے، جب تک دعا کرنے والا درود شریف نہیں پڑھتا اس کی دعا آسمان پر نہیں جاتی

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ درود شریف گناہوں کے زائل کرنے کے لئے بہ نسبت پانی کے جس سے آگ بجھائی جاتی ہے، زیادہ موثر ہے۔

حضرت ابو طلحہ کی روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور خوشی کے آثار آپ کے چہرہ نور پر ظاہر تھے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے رونے اور پر

خوشی کے آثار پاتے ہیں، آپ نے فرمایا، میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا اے محمد کیا اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے تمہارا جو امتی تم پر ایک بار درود پڑھے گا میں اس پر دس بار رحمت کروں گا اور تمہارا جو امتی تم پر ایک بار سلام پڑھے گا میں اس پر دس بار سلام بھیجوں گا میں نے فرشتہ سے کہا میں خوش ہوں۔

حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود پڑھے اور جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس پر دس بار رحمت نازل کرے گا حضرت عبداللہ اپنے والد حضرت علی زین العابدین سے وہ اپنے والد حضرت حسین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے

حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں جب رات کے دو حصے گزر جاتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر فرماتے اے لوگو، اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، تمہارا دینے والی آگئی اور اس کے پیچھے اور ہے موت اپنی تلخیوں کے ساتھ آہونچی، موت اپنی تلخیوں کے ساتھ آہونچی۔ ابی بن کعب کہتے ہیں میں نے عرض کیا، میں آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں آپ فرمائیں کہ میں کس قدر پڑھا کروں فرمایا جتنا دل چاہے، میں نے عرض کیا، کیا وقت کا چوتھائی حصہ، فرمایا جتنا دل چاہے۔ اگر اس سے زیادہ پڑھے تیرے واسطے بہتر ہے، میں نے عرض کیا دو تہائی، فرمایا جتنا دل چاہے اگر اس سے زیادہ پڑھے تیرے واسطے بہتر ہے، میں نے عرض کیا نصف حصہ، فرمایا جتنا دل چاہے اگر اس سے زیادہ پڑھے تیرے واسطے بہتر ہے، میں نے عرض کیا میں اپنا سارا وقت آپ پر درود شریف میں صرف کروں گا۔ فرمایا، اب یہ درود تیرے رنج دالم کو دور کرنے کے لئے کافی ہے اور تیرے سائے گناہ بخشائے جائیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، اذان سنو تو اس کے کلمات دہراؤ اور پھر مجھ پر درود پڑھو تم پر اللہ دس بار رحمت نازل فرمائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی مجلس میں لوگ بیٹھے ہیں اور اس مجلس میں نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ اس کے نبی پر درود پڑھیں وہ مجلس ان کے لئے قیامت کے دن وبال ہوگی۔ اللہ چاہے تو ان کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو بخش دے

باد دَرَكْفِ فَاكِ بَرَسْرَ مَانِدِه ام
من ندارم در دو عالم جز تو کس
چارہ کار من بے چارہ، کن

یا رسول اللہ بس در ماندہ ام
بے کساں را کس توئی در ہر نفس
یک نظر سوئے من غم خوارہ کن

گرچہ ضائع کردہ ام عمر ازگناہ | توبہ کروم عذرش از حضرت بخواہ
از در تو گرفتار در رسد | معصیت را مہر طاعت در رسد
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ جَائِهَا أَبَدًا
عَلَىٰ حَبِيبِكَ خَيْرًا لِّخَلْقِكَ كُلِّهِمْ

دوسرا محسنہ آپ کے اور آپ کے ذکر شریف کے احترام میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُوا بَيْنَ يَدَيْ اللّٰهِ
دَرْسُوْلِهِ وَتَقُوْا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ قُوْفَ
صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اِنْ تَحْبَطْ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ
اِنَّ الَّذِينَ یُخْفُونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولَئِكَ الَّذِينَ اُمْتَحِنَ اللّٰهُ تَلُوْبَهُمْ
لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَخْفَرَةٌ وَّأَجْرٌ عَظِیْمٌ اِنَّ الَّذِينَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَلَّذِیْنَ
لَا یُعْقِلُوْنَ وَتَوَّانَّهُمْ صَبْرًا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِیْمٌ (حجرات) یعنی اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے بڑھ چڑھ کر باتیں نہ بنایا
کر اور بروقت اللہ سے ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سب کی سنتا ہے اور سب کچھ جانتا ہے، اے ایمان
والو پیغمبر کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کرو اور ان کے ساتھ زور سے بات نہ کرو جیسے کہ تم آپس میں
ایک دوسرے سے زور زور سے بولتے ہو کہیں تمہاری کری کرانی محنت اکارت نہ ہو جائے اور تم کو خبر
بھی نہ ہو، جو لوگ رسول اللہ کے سامنے اپنی آوازوں کو نیچا کر لیا کرتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں
کو اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے واسطے جانچ لیا ہے ان کے واسطے گناہوں کی بخشش اور بڑا اجر
ہے اے پیغمبر جو لوگ تم کو تمہارے حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر وہ لوگ ہیں جن
کو عقل نہیں ہے اور اگر یہ لوگ اتنا صبر کرتے کہ تم خود نکل کر ان کے پاس آتے تو ان کے لئے بہت اچھا
ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

امام مالک مسجد نبوی میں بیٹھے تھے، خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی اپنے حشم و خدم کے ساتھ
داخل ہوا، امام نے خلیفہ سے کہا اے ابیر المؤمنین اس مسجد شریف میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو پھر انہوں
نے ان آیات شریفہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے ہم کو اس طرح پر آپ کا ادب کرنا
سکھایا ہے اور اچھی طرح سمجھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور احترام آپ کی وفات کے

بعد بھی اسی طرح پر ہے جس طرح پر کہ آپ کی حیات مبارکہ میں تھی۔

قاضی عیاض کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر اور تعظیم اور احترام آپ کی وفات شریف کے بعد جب آپ کا ذکر شریف کیا جائے یا آپ کی حدیث شریف بیان کی جائے یا آپ کی سنت مبارکہ کا بیان ہو یا آپ کا اسم مبارک سنا جائے یا آپ کی سیرت مبارکہ سنی جائے اسی طرح پر ہے جس طرح پر کہ خود آپ کی، آپ کی حیات طیبہ میں تھی اور اسی طرح آپ کی آل و عترت و اہل بیت اور صحابہ کی تعظیم کی جائے، ابواب راہیم نے کہا ہے۔ ہر مومن پر واجب ہے جب وہ آپ کا ذکر شریف کرے یا اس کے سامنے آپ کا ذکر شریف کیا جائے تو وہ باخضوع باخشوع باوقار اور پرسکون ہے اس پر آپ کی سمیت اور اجلال غالب ہو وہ اسی طرح باادب ہے جس طرح آپ کے سامنے اس کو باادب رہنا چاہیے تھا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ادب کرنے کو کہا ہے اس کے بعد قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ ہمارے سلف صالح اور ہمارے گزے ہوئے ائمہ کا یہی طریقہ رہا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَجْلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ لِيُنْزِلَ عَلَيْكُمْ كَلِمًا بَعْضُهَا بَعْضًا (سورہ نور) یعنی پیغمبر کے بلانے کو آپس میں متولی بلانا نہ سمجھو جیسا کہ تم میں ایک کو ایک بلاتا ہے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ عرب آپ کو یا محمد اور یا ابا القاسم کہہ کر آواز دیتے تھے۔ اللہ نے ان کو اس طرح آواز دینے سے منع کیا اور ان سے کہا کہ ادب سے یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہہ کر آپ کو خطاب کیا کریں۔

قاضی عیاض نے لکھا ہے صحابہ آپ کی اتنی تعظیم اور احترام کرتے تھے کہ وہ آپ سے کوئی بات پوچھتے ہوئے ڈرتے تھے ان کو عن قضیٰ نخبہ کے متعلق آپ سے کچھ دریافت کرنا تھا لیکن وہ آپ کی تعظیم اور سمیت کی وجہ سے خود نہیں دریافت کر سکے انہوں نے ایک دیہاتی سے کہا تاکہ وہ آپ سے دریافت کرے اور براہ بن عازب کہتے ہیں میں آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن برسوں گزر جاتے تھے اور آپ کی سمیت کی وجہ سے سمیت نہیں پڑتی تھی کہ میں آپ سے دریافت کر سکوں اور مغرہ سے روایت ہے کہ صحابہ آپ کے دروازہ کو ناخن سے کھٹکھٹاتے تھے۔ ابن ماجہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا کر دو اچھے الفاظ سے اچھی طرح پڑھا کر تم کو معلوم نہیں ہے کہ تمہارا یہ تحفہ درود شریف کا آپ پر پیش کیا جاتا ہے لوگوں نے کہا آپ ہم کو تعلیم دیں، آپ نے فرمایا اس طرح پر درود شریف پڑھاؤ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَآمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يُغِيْطُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

محفل مبارک میلاد شریف میں آپ ہی کے احوال شریفیہ بیان کے جاتے ہیں، جو شخص ایسی مبارک محفل میں شریک ہو اس کو چاہیے آداب محفل کا خیال رکھے۔ وہ بہت شوق اور محبت سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال شریف سے اور وقتاً فوقتاً آپ پر درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ آپ جیسے نبی رحمت عالی مرتبت سید الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہم کو پیدا کیا، اس نعمتِ عظمیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ افسوس ہے اس شخص پر جس کے دل کو اس مبارک محفل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لگاؤ پیدا نہ ہو اور تھوڑی دیر اللہ اور اللہ کے حبیب کی یاد میں پرسکون ہو کر نہ بیٹھ سکے، اس کو نہ آداب محفل مبارک کا خیال ہو اور نہ آپ کے ذکر شریف کا کوئی لحاظ ہو اس کی زبان پر سجائے درود شریف کے ذبیوی باتیں ہوں ایسے لوگ سرمایہ سعادتِ اخروی کو برباد کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ دے تاکہ وسائل سعادت کو اپنے لئے اسباب شقاوت نہ بنائیں۔

<p>زاد کو کعبہ ہم کو ترا نقش پا ملے گر ہم کو سایہ در دولت سرا ملے مجھ کو شرک آپ کی نعین کا ملے تاروں میں شکل ماہ کی کیونکر سجلا ملے مختر میں جس کو دامن اہل عبا ملے جس کو طلقِ خواجہ مشکل کشا ملے گر کچھ غبارِ راہِ گزِ مصطفیٰ ملے اس بندہ گر سختہ کو جو سزا ملے مجھ سے سیاہ کار کو گر اس میں جا ملے امید ہے کہ حکم مجھے خلد کا ملے</p>	<p>ہر شخص کی مراد دل اے مصطفیٰ ملے ظلم ہمائے اوج سعادت میں جا ملے کچھ تاج سلطنت کی نہیں آرزو مجھے ہیں آپ ماہتاب تارے میں انبیا خورشیدِ حشر سے نہیں جھپکے گی اس کی آنکھ لوحِ دل اس کا نقشِ دو عالم سے پاک ہو جامِ جہاں ناموں مرے دیدہ پر آب اے بادشاہِ لطف و کرم عین عدل ہے وہ ہیں گناہ مسکے کہ دوزخ کو عار آئے ہاں آپ کی شفاعتِ عظمیٰ سے یا نبی</p>
---	---

مل جائے خیر دولت دنیا و دین مجھے
مدفن کو گر بقیع میں تھوڑی سی جا ملے

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ كَاثِرًا عَلَيَّ
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

تمیزِ محسنہ آپ کے نسبِ اطہر کے بیان میں

الہی بے نہایت درود و سلام نازل فرما حضرت سید المرسلین امام المتقین خاتم النبیین پر جن کا

شریف محمد ہے اور آپ فرزند عبد اللہ کے ہیں وہ فرزند عبد المطلب کے ان کا نام شبیبہ تھا چونکہ وہ کثرت
 اچھے کام کرتے تھے، اس واسطے ان کو شبیبۃ الحمد کہتے تھے، عبد المطلب ان کا نام اس لئے بڑا کر
 چھوٹے تھے جب ان کے والد کا انتقال ہوا ہے وہ مدینہ میں اپنی والدہ کے پاس رہتے تھے، پھر
 کے چچا مطلب جا کر ان کو لائے یہاں کسی کو خبر نہ تھی کہ وہ اپنے بھتیجے کو لارہے ہیں ان کو جب
 مطلب کے ساتھ دیکھا سمجھے کہ مطلب کا کوئی نوکر یا غلام ہے لہذا عبد المطلب کہنے لگے رفتہ رفتہ اسی نام
 شہرت ہوگی وہ فرزند ہاشم کے ان کا نام عمر و تھا چونکہ وہ تمام حجاج کو روٹی توڑ کر خریدنا رکھنا
 ملائے تھے اس لئے ان کو ہاشم کہنے لگے یعنی توڑنے اور چورنے والا أَبُو الْبَطْحَاء اور سَبْدُ الْبَطْحَاء
 کے اعزازی القاب تھے وہ فرزند عبد مناف کے ان کا نام مغیرہ تھا قُرْبَطْحَاء ان کا لقب تھا کیونکہ
 بہت جمیل تھے وہ فرزند قصی کے ان کا نام زید تھا۔ امام شافعی نے کہا ہے کہ ان کا نام زید تھا چونکہ
 والد کے انتقال کے بعد اپنے وطن سے دور بنی قضاۃ میں اپنی والدہ کے پاس مدت تک قیام رہا اس لئے
 ان کو قصی کہنے لگے یعنی دور افتادہ، وطن آنے کے بعد انھوں نے اپنی قوم کو جو پراگندہ ہو چکی تھی جمع
 رکھے مکہ میں آباد کیا اس لئے ان کو جمع بھی کہتے تھے۔ یعنی جمع کرنے والا وہ فرزند کلاب کے ان کا نام
 حکیم تھا چونکہ وہ شکار بہت کھیلتے تھے اور ہر وقت شکاری کتے ان کے پاس رہا کرتے تھے، اس
 لئے ان کا نام کلاب پڑ گیا۔ وہ فرزند مرہ کے وہ فرزند کعب کے وہ فرزند غالب کے وہ فرزند فہر کے
 اکثر علماء کا قول ہے کہ فہر کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے وہ فرزند مالک کے وہ فرزند نضر کے ان کا نام
 قیس تھا چونکہ وہ بہت جمیل تھے اور ان کے چہرہ پر ہمیشہ نضارت رہتی تھی اس لئے ان کو نضر کہنے
 لگے۔ علامہ شعبی اور بعض دوسرے علماء کا قول ہے کہ نضر کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے وہ فرزند کنانہ
 کے وہ فرزند خزیمہ کے وہ فرزند نذر کے وہ فرزند الیاس کے وہ فرزند نضر کے وہ فرزند نزار کے وہ فرزند
 معد کے وہ فرزند عدنان کے، یہاں تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسب شریف بیان فرمایا ہے
 اور ارشاد کیا ہے کہ حضرت اسمعیل اور حضرت ابراہیم میرے آباؤ اجداد میں سے ہیں، علمائے کرام نے
 عدنان کے بعد سلسلہ نسب بیان کرنے کو منع کیا ہے، حضرت عائشہ حضرت عمر بن العاص اور دوسرے
 صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام تک سلسلہ نسب لانے والوں کو جھوٹا کہتے
 تھے عبد اللہ بن مسعود جب اس آیت شریفہ کی تلاوت کرتے تھے اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبِيُّ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ قَوْمِ
 نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ یعنی کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں ہے جو
 تم سے پہلے گزرے ہیں قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور وہ دوسرے لوگ جو ان کے بعد گزرے ہیں جن
 کی خبر بجز خدا کے کسی کو نہیں ہے الخ تو اس طرح پر کہتے تھے كَذَبَ النَّابُونَ وَقَدْ نَفَى اللَّهُ عَنْهَا عَنِ الْعِبَادِ
 یعنی عدنان سے اوپر سلسلہ نسب کو بیان کرنے والے جھوٹے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ نے بندوں سے اس کے

علم کو منتفی کر دیا ہے اور کہہ دیا ہے کہ ان قوموں کا حال سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے سامنے ایک نور بتیج کرنے میں مشغول تھا فرشتے اس نور کے ساتھ بتیج کرتے تھے جب اللہ نے آدم کو پیدا کیا اس نور کو آدم کی پیٹھ میں ڈالا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ نے مجھ کو زمین کی طرف آدم کی پیٹھ میں نازل کیا، پھر مجھ کو نوح کی پیٹھ میں منتقل کیا پھر ابراہیم کی پیٹھ میں پھر ہمیشہ میں منتقل ہوتا رہا پاک پیٹھوں سے پاک رحمتوں میں یہاں تک کہ مجھ کو میرے مال باپ سے نکالا جو کبھی حرام رجم نہ ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكُلُّ عَلَى الْغُرُزِ الرَّحِيمِ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقْلُبُكَ فِي السَّجْدِ یعنی اے نبی زبردست اور مہربان خدا پر بھروسہ رکھو جو تمہارے کھڑے ہونے کو جب تم کھڑے ہوتے ہو اور سجدہ کرنے والی جماعت میں تمہارے الٹ پلٹ کو دیکھتا ہے۔ ابن عباس، عکرمہ اور مجاہد سے ان آیات شریفیہ کی تفسیر اس طرح پر منقول ہے الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ بِالْبُيُوتِ وَيَرَى تَقْلُبَكَ فِي السَّاجِدِينَ فِي أَضْلاَبِ الْمُؤَحَّدِينَ مِنْ نَبِيٍّ إِلَى نَبِيٍّ حَتَّى أُخْرِجَكَ نَبِيًّا فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ یعنی اے نبی زبردست اور مہربان خدا پر بھروسہ رکھو جو تمہارے نبوت کا بوجھ لیکر کھڑے ہونے کو اور عبادت گزار مؤحد بندوں کی پیٹھ میں ایک نبی سے دوسرے نبی تک تمہارے منتقل ہونے کو دیکھتا رہا ہے۔

حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی اسی مضمون شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

تَنْقَلُ أَحْمَدٌ نُورًا عَظِيمًا | تَلَا لِي فِي جِهَةِ السَّاجِدِينَ
تَنْقَلُ فِيهِمْ قُرْآنًا فَرَنًا | إِلَى أَنْ جَاءَ خَيْرَ الْمُسْلِمِينَ

یعنی نور مبین کی شکل میں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منتقل ہوتے رہے وہ نور عظیم سجدہ کرنے والوں یعنی عبادت گزار بندوں کی پیشانیوں میں چمکتا رہا، ان عبادت گزار بندوں کی پیشانیوں میں وہ نور قرآن بعد قرن منتقل ہوتا رہا یہاں تک حضرت خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

يَا دَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

چوتھا محضہ خلقت نور نبوی کے بیان میں

اللہ تعالیٰ جل شانہ کثر مخفی تھا اس نے ارادہ فرمایا کہ اپنے آسمانی اور صفاتی کمالات کو پردہ غیب سے عالم شہود میں ظاہر کرے پہلا تعین جو اس ذات جل جلالہ میں ہوا وہ حقیقت نور احمدی ہے ازل سے ابد تک اس پر درود سلام نازل ہو، جس وقت اس نور منظور کا ظہور ہوا عالم وجود نے آواز دی کہ اے عدم کے سونے والو بیدار ہو جاؤ ساقی نے خانہ نے جلوہ دکھایا۔

روحی فداک ساقی میمنہ ائت
 وہ جام جس کے مست شہ نقشبند ہیں
 وہ جام جس کی بوسے اڑیں قدسوں کی ہوش
 وہ جام جس سے لالہ و گل میں ہے رنگ و بو
 وہ جام جس سے خاتمہ بالخیر ہو نصیب

ایک مدت تک وہ نور عالم غیب میں پھرتا رہا پھر اس نور سے دس چیزیں بنائی گئیں ایک عرش دوسرے کرسی، تیسرے لوح، چوتھے قلم، پانچویں آفتاب، چھٹے ماہتاب، ساتویں دن، آٹھویں جنت، نویں فرشتے، دسویں روح پاک محمدی کو خلعت، خلعت کا پہننا چار ہزار سال اپنی تسبیح میں عرش پر مشغول رکھا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس نور سے چار حصے لیکر چار چیزیں بنائیں ایک عرش دوسرے کرسی، تیسرے لوح، چوتھے قلم، پھر قلم کو حکم ہوا اُكْتُبْ يَا قَلَمُ یعنی لے قلم لکھ، قلم نے عرض کیا اے میرے پروردگار کیا لکھوں، حکم ہوا، میری توحید لکھ، قلم نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لکھا، پھر حکم ہوا، سب چیزیں لکھ، قلم نے عرض کیا کیوں کر، ارشاد ہوا، ساری امتوں کا روزنامہ اس طرح پر کہ أُمَّةٌ أَدَمٌ مِّنْ أَطَاعَ اللَّهَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَى اللَّهَ أَدْخَلَهُ النَّارَ أُمَّةٌ نُوحٍ أُمَّةٌ إِبْرَاهِيمَ أُمَّةٌ مُّوسَى أُمَّةٌ عِيسَى أُمَّةٌ مُحَمَّدٍ یعنی آدم کی امت میں سے جو اللہ کی فرماں برداری کرے گا اس کو اللہ جنت میں داخل کرے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اس کو دوزخ میں ڈالے گا، اسی طرح لوح کی امت ابراہیم کی امت، موسیٰ کی امت، عیسیٰ کی امت اور محمد کی امت کے بائے میں لکھ، قلم نے موافق ارشاد کے لکھنا شروع کیا آدم کی امت سے لے کر عیسیٰ کی امت تک سب کے متعلق یہی حکم لکھ دیا اور اس نے ارادہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بائے میں بھی یہی حکم لکھ دے، قلم کے ارادہ کرنے پر اس کو خطاب ہوا اے قلم ادب کر، ادب کر، یہ خطاب سن کر قلم شق ہو گیا اور ایک ہزار سال تک ندامت اور شرمندگی کے باعث کانپتا رہا، پھر دست قدرت سے اس کو قوط لگا اور ارشاد ہوا لکھ اُمَّةٌ مَّذَنِبَةٌ وَدَرَسَتْ غَفُورٌ یعنی امت گنہگار اور پروردگار آمرزگار ہے۔

ہے خیر الامم قوم خیر البشر کی
 حبیبِ خدا ہی کا صدقہ ہے سارا
 ازل ہی سے چشمِ عنایت رہی ہے
 مٹے اس کی رحمت سے ایک ایک کے
 ہر امت کے بائے میں لوحِ بریں پر

شرف جس نے پائے سدا کیسے کیسے
 کرم کر رہا ہے خدا کیسے کیسے
 مراتب ملے دیکھنا کیسے کیسے
 بڑے چھوٹے جرم و خطا کیسے کیسے
 قلم حکم لکھتا رہا، کیسے کیسے

حوادث ہوئے رونما کیسے کیسے
وہ رنج و محن میں پھنسا کیسے کیسے
یہ سنتے ہی رُوڑ رُوڑا کیسے کیسے

جناب محمد کی امت پہ آ کر
بڑا برسجھنے پہ اوروں کے اس کو
خطاب آیا فوراً، ادب کرا دُب کر

ضروری ہے اے زید حفظ مراتب
بنے جس سے اہل صفا کیسے کیسے

پھر ارادہ ہوا کہ اس نور مخزون کا جس سے آپ کی ذات گرامی صفات کا ظہور ہونے والا ہے کوئی محافظ
ہو، عالم ملکوت میں کسی کو اس بار امانت اٹھانے کے قابل نہ پایا ارادہ ہوا آدم کو ترکیب دے کر یہ امانت
اس کے سپرد کر دی جائے چنانچہ جبریل کو حکم ہوا کہ قدرے خاک پاک لاؤ، جبریل فرشتوں کی جماعت کو
لے کر اترے اور اس مبارک مقام سے جہاں اب آپ کا دفن فیض مخزن ہے خاک پاک لے کر
بصد اعزاز و تکریم ماہ شینم سے گوندھ کر اس کو تمام عالم علوی اور سفلی میں پھرایا تاکہ تمام مخلوق حقیقت
محمدی سے واقف ہو جائے، پھر اس خمیر سے آدم کا پتلا بنا یا گیا اور وہ امانت اس کے سپرد کی گئی۔

دوش دیدم کہ ملائک در مینجانہ زدند
آسماں بار امانت نتوانست کشید

پھر روح کو ارشاد ہوا کہ آدم کے رگ وریشے میں داخل ہو جائے روح کو اپنی لطافت اور بدن کی
کثافت دیکھ کر تامل ہوا لیکن جب اس کی نظر نور محمدی کے جمال باکمال پر پڑی تو لاکھ تمنا سے زیب دہ
قالب ہوئی۔

قفس تن میں پھنس گئی جو روح
جلوہ زبا تمغیں کو دیکھا تھا

سیرۃ نبویہ میں ابن عساکر سے نقل ہے اور وہ سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ جبریل
علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا پیام لا کر پہنچایا کہ اگر میں نے ابراہیم کو
اپنا خلیل بنا یا ہے۔ میں نے تم کو اپنا حبیب بنا یا ہے مملو قات میں۔ تم سے گرامی تر میں نے کسی کو
نہیں پیدا کیا ہے، میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ تمہاری بزرگی اور منزلت کا علم
سب کو ہو جائے، اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو پیدا نہ کرتا جناب عارف باللہ سیدی دینی رحمۃ اللہ علیہ نے
کہا ہے اور کیا ہی خوب کہا ہے

ذَٰلِكَ النِّعْمُ هُوَ الْمُقِيمُ إِلَى الْآبَدِ
جَارَ الْكَرِيمِ فَعَيْشُهُ عَيْشُ الرَّغَدِ
لَا خَوْفَ فِي هَذَا الْجَنَابِ وَلَا نَكْدَ

تَسْكُنَ الْفُؤَادَ فَحَيْثُ هُنِيئًا يَا جَسَدُ
أَصْبَحْتَ فِي كَنَفِ الْحَبِيبِ وَمَنْ يَكُنْ
عَيْشُ فِي أَمَانِ اللَّهِ تَحْتَ لَوَائِيهِ

یعنی مبارک ہواے حَبَدِ خاکی کہ نورِ محمدی کا تجھ میں ظہور ہوا، تیرا دل اس نور کا مسکن بنا اب تو خوشی کی زندگی بآرام بسر کر، کیونکہ یہ نعمت تو ایسی نعمت ہے جو ہمیشہ ہی رہے گی اب تو حَبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ اور اس کے پڑوس میں آگیا ہے اور جو شخص کسی کریم کے زیر سایہ آجاتا ہے اس کی زندگی بڑی راحت کی زندگی ہوتی ہے حَبَدِ خاکی اللہ کی انامیں اس کے حَبیب کے جھنڈے تلے آرام کی زندگی بسر کر ان کے جناب میں یعنی ان کی حضور کی اور قرب میں نہ کسی قسم کا کوئی خوف ہے اور نہ کسی قسم کے خیر کی کوئی کمی ہے حاکم اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے جب آنکھ کھولی عرشِ مجید پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف لکھا ہوا دیکھا۔

چو آدم دیدہ بکشاد اول از فرش | نوشتہ دید اور نام بر عرش
 بہ پیش نام او بر خاک افتاد | و لے چوں خاک او شد پاک افتاد
 ایک روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرش بریں پر اللہ کے نام کے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا دیکھا یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

رافت یہ محبت کی بھی کیا ہے تاثیر | محبوب و محب کی اک جا ہے تصویر
 نام اپنے کے پاس بے نشان ذاتِ واہ | محبوب کے نام کو کیا ہے تحریر
 آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند ثنیت علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ اے میرے فرزند میرے بعد تم میرے خلیفہ ہو گے۔ قصرِ خلافت کو تقویٰ اور پرہیزگاری سے آراستہ کرو، جس ذاتِ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف بھی لیا کرو، میں نے ان کا اسم شریف جبکہ میں مٹی اور روح کے مابین تھا عرش کے پایوں پر لکھا دیکھا ہے، پھر میں عالمِ ملکوت میں پھرا میں نے وہاں کوئی جگہ نہیں پائی جہاں آپ کا اسم شریف لکھا نہ ہو۔ اور میرے پروردگار نے مجھ کو جنت میں بسایا میں نے جنت کا کوئی قصر اور کوئی کمرہ ایسا نہ پایا جس پر آپ کا اسم شریف تحریر نہ ہو، میں نے آپ کا اسم شریف حوروں کے سینوں پر اور جنت کے درختوں کے پتوں پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پروردگار کے اطراف پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر لکھا دیکھا ہے، لہذا تم ان کا ذکر شریف بہ کثرت کیا کرو فرشتے بھی ان کا ذکر شریف ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حواری نے اپنا منہ طلب کیا، آپ نے جناب الہی میں عرض کیا ارشاد ہوا میرے حَبیب محمد بن عبد اللہ پر میں مرتبہ درود شریف پڑھ کر حق نہراں کرو کیوں نہ چھٹے وہ رنج سے تجھ کو سلام جو کرے کیا خوف اسے حشر کا تجھ کو امام جو کرے۔

بیہفتی دلائل النبوة میں حضرت عمر سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت آدم علیہ السلام سے

خطا سرزد ہوئی، انھوں نے بارگاہِ رب العزت میں التجا کی کہ یارب بحق محمد میری خطا معاف فرما، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو خطاب ہوا، اے آدم تم نے محمد کو کس طرح پہچان لیا وہ تو اب تک عالم وجود میں نہیں آئے ہیں۔ عرض کیا، اے میرے پروردگار، تو نے جب اپنی قدرت کاملہ سے بغیر ماں باپ کے مجھ کو پیدا کیا اور میرے حسبِ خدا کی میں تو نے روح ڈالی اور میں نے اپنا سراٹھا کر دیکھا تو میں نے عرشِ مجید کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا، میں سمجھ گیا کہ تو نے اپنے نام کے پاس اسی ذات والی صفات کا نام لکھا ہے جو تمام خلقت میں سب سے زیادہ تجھ کو محبوب ہے ارشاد ہوا، اے آدم تو سچ کہتا ہے یقیناً وہ مخلوق میں سب سے زیادہ میرے محبوب ہیں تم نے ان کا واسطہ دے کر مجھ سے سوال کیا ہے، میں تمہاری خطا معاف کرتا ہوں اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا دوسری روایت میں ہے کہ آدم نے اس طرح دعا مانگی اے میرے پروردگار اس فرزندِ عالی قدر کے طفیل اس عاجز والدِ رحم فرما، ارشاد ہوا، اے آدم تو نے صرف اپنے ایک گناہ کے واسطے میرے حبیب کو شفیع کیا، اگر اہل آسمان اور زمین کے تمام گناہوں کے واسطے میرے حبیب کو شفیع لاتا میں تیری دعا قبول کرتا اور سب کے گناہ معاف کرتا۔

خدا سے جب آدم نے کی التجا
خطا بخش میری جو سرزد ہوئی
دیا ہے یہ تو نے بڑا واسطہ
تو کیوں اتنا مضطر ہے بندے میرے
گنہ بخشا سب کے چھوٹے بڑے
کہ جا بخش دی میں نے تیری خطا

محمد کی تم نشان دیکھو ذرا
کہ یارب بحق محمد نبی
ہو ان کو ارشادِ رب العزما
فقط اپنے اک جرم کے واسطے
اگر عرض کرتا جہاں کے لئے
لے سن مجھ سے تو مژدہ جانفزا

دعا

گناہوں کی بخشش کا سامان کر
کہ یارب بہ حق شہد دوسرا
مجھے بھی بہ چشمِ کرم دیکھ لے
گنہ گار ہوں اور خطا دار ہوں
دفاؤں پہ کی ہیں جفا نہیں بہت
ترا لطف و احسان ہے حد سے سوا
مجھے لطف سے اپنے محفوظ رکھ

عجب لطف مولیٰ کا ہے سر بسر
دعا مانگ تو بھی بہ صد التجا
گنہ بخش دے میرے چھوٹے بڑے
اگرچہ میں از حد سببہ کار ہوں
ہوں میں مجھ سے سرزد خطا میں بہت
میرے جرم و عصیاں ہیں گوانہتا
مجھے نفس و شیطاں سے محفوظ رکھ

عبادت کروں تیری لیل و نہار
 رہوں ماسوی اللہ سے میں بے خبر
 ہمیشہ رہے دل میں تیرا خیال
 محبت میں سرشار دائم رہوں
 میں تجھ سے رہوں مجھ سے تو شاہد ماں
 ہو فردوسِ اعلیٰ الہی نصیب
 میرے پیر بھی اور استاد بھی
 میرے والدین اور سب اقربا
 زن و مرد یارب مسلمان سب
 بلا کر وہاں سب کو سرور کر
 ملیں مجھ سے اجاب سائے وہاں

اطاعت کروں تیری لیل و نہار
 نہ ہوں نفس و شیطان کا مجھ تک گزر
 رہے میری آنکھوں میں تیرا جمال
 میں جب تک جیوں اس پہ قائم رہوں
 ہمیشہ رہے مجھ پہ تو مہرباں
 ہو دیدار تیرا الہی نصیب
 سرے سبائی بند اور اولاد بھی
 بہشت بریں میں رہیں داما
 ہوں جنت میں داخل فرح و طرب
 شراباً ظہوراً سے محمور کر
 کہ ملتے ہیں روزانہ جیسے یہاں

یہ ساری دعائیں ہوں میری قبول

الہی بہ جاہ جناب رسول

عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

پانچواں حصہ از ابتدائے حمل شریف تا ولادت شریف کے بیان میں

حمل شریف سے پہلے آپ کے جد امجد عبدالمطلب نے خواب دیکھا۔ سعید البیان میں لکھا ہے

سیرت کی کتابوں میں ابتدائے حمل شریف کو گیارہ بارہ ماہ ذی الحجۃ الحرام یا یوم عاشوراء دس
 ماہ محرم الحرام لکھا ہے، یہی دو قول زیادہ مستند اور مشہور مانے گئے ہیں ان کے علاوہ اور بھی
 چند اقوال ہیں لیکن ان کو زیادہ قابل اعتبار نہیں سمجھا گیا ہے اور مدت حمل شریف جمہور علماء کے
 نزدیک پورے نو مہینے ہے بلکہ بعض علماء نے اس پر محققین کا اتفاق لکھا ہے اور ولادت یا
 سعادت کا مہینہ جمہور علماء کے نزدیک ماہ ربیع الاول ہے یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ جب
 تولد شریف کا مہینہ جمہور کے نزدیک ماہ ربیع الاول ہے اور مدت حمل شریف نو مہینے ہے تو
 پھر ابتدائے حمل شریف ذی الحجۃ یا محرم کا مہینہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ ذی الحجۃ کی صورت میں حمل
 شریف کی مدت تین مہینے رہے گی اور محرم کی صورت میں یہ مدت صرف دو مہینے ہوگی، چنانچہ
 بعض علماء نے اس بات پر نظر کرتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ مدت حمل شریف صرف تین مہینے ہے باقی

کہ شب جمعہ پنجم جمادی الاخرہ کو عبدالمطلب نے خواب دیکھا تھا، ابو نعیم دلائل النبوة میں ابو طالب سے اور وہ اپنے والد عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں کہ میں حجر میں سو رہا تھا، حجر بیت اللہ شریف کا وہ شمالی حصہ ہے جس پر چھوٹی دیوار بنی ہوئی ہے۔ اس کو حطیم بھی کہتے ہیں یہ بیت اللہ شریف کا حصہ ہے عبدالمطلب کہتے ہیں یہ عجیب و غریب خواب دیکھ کر میں گھبرا گیا اور فوراً میرے آنکھ کھل گئی، میں اسی وقت قریش کی کاہنہ کے پاس گیا، اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا کیا بات ہے جو اتنے گھبرائے ہوئے ہو کیا کوئی حادثہ پیش آیا ہے میں نے اپنا خواب اس سے بیان کیا کہ میری حجر میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک درخت اُگا، دوسری روایات میں آیا ہے کہ ایک درخت میری پیٹھ سے اُگا۔ وہ بہت جلد بلند ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اس کی چوٹی آسمان کو پہنچ گئی اور اس کی شاخیں تمام عالم پر پھیل گئیں۔

روض الألف کی روایت میں ہے کہ عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا میری پیٹھ میں سے ایک

بقیہ حاشیہ ص ۶۱

یا در مہینے ہے اور بعض علماء نے اس اشکال کی وجہ سے ولادت شریف کا مہینہ رمضان شریف یا شوال المکرم کا مہینہ قرار دیدیا ہے، لیکن جمہور علماء نے ان اقوال کو ہرگز قابل اعتنا نہیں سمجھا ہے۔ اگر کوئی شخص عرب کے احوال پر نظر ڈالے تو یہ اشکال بہت آسانی سے رفع ہو جاتا ہے۔ عرب ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب الفرد کو اشہر حرم کہتے تھے یعنی احترام کے مہینے۔ وہ ان چار مہینوں کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ ان مہینوں میں کسی قسم کی لڑائی جھگڑا نہیں کرتے تھے، اگر ان کو کسی خاص وجہ سے ان مہینوں میں سے کسی مہینہ میں لڑائی کی ضرورت پیش آجاتی تھی تو وہ اس احترام والے مہینہ کو کسی دوسرے غیر احترام والے مہینہ سے بدل دیا کرتے تھے، اس صورت میں یہ دوسرا مہینہ ہر طرح سے محترم مہینہ ہو جاتا تھا۔ کیا باعتبار نام کے اور کیا باعتبار احترام کے، عرب میں ایک تو یہ طریقہ رائج تھا اور ایک دوسرا طریقہ ان میں ہر تیسرے سال ایک لونڈ کا مہینہ بڑھانے کا تھا جیسا کہ مندوستان کے مندو کرتے ہیں۔ یہ طریقہ عرب اس لئے کرتے تھے کہ حج ایک ہی موسم میں رہا کرے، چونکہ قریش کی گزراوقات تجارت پر تھی، سردیوں میں مین کی طرف اور گرمیوں میں شام کی طرف ان کے قافلے جاتے تھے اور حج کا انتظام اور حاجیوں کی خدمت بھی ان کے سپرد تھی اس لئے وہ ہر تیسرے سال ایک مہینہ بڑھا کر حج کو ایک ہی موسم میں رکھتے تھے۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے اب کوئی اشکال باقی نہیں رہتا جس سال آپ کا حمل شریف رہا ہے اس سال عرب کی بعض مصلحتوں کی بنا پر جمادی الاخرہ کا مہینہ ذی الحجۃ الحرام یا محرم الحرام کا مہینہ بن گیا تھا، ذی الحجہ کی صورت میں گیارہ یا بارہ تاریخ تھی اور محرم کی صورت میں دسویں تاریخ تھی **هَذَا مَا قَالَهُ الْعُلَمَاءُ وَمَا ظَهَرَ لِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔**

چاندی کی زنجیر نکلی اور وہ بڑھتی گئی اس کا ایک سر آسمان پر پہنچ گیا اس زنجیر میں سے اور بہت سی زنجیریں نکل کر چاروں طرف دنیا پر چھا گئیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ زنجیر درخت کی صورت میں تبدیل ہو گئی اس درخت میں اتنا نور تھا کہ آفتاب کا نور اس کے سامنے کوئی نئے نہیں رہیں نے عرب و عجم یعنی سائے عالم کو اس کی طرف سجدہ کرتے دیکھا۔ لخطہ ب لخطہ اس درخت کی عظمت اور ارتفاع اور نور میں زیادتی ہوتی جاتی تھی کبھی وہ مخفی ہوتا تھا اور کبھی ظاہر ہو جاتا تھا، میں نے قریش کی ایک جماعت دیکھی جو اس کی شاخوں کو چڑھ کر لٹکی ہوئی تھی اور ایک دوسری جماعت دیکھی جو اس کے کاٹنے کا ارادہ کرتی تھی جب وہ اس ارادہ سے درخت کے پاس پہنچتی تھی تو ایک بڑا ہی وجیہ خوبصورت معطر جوان کہ اس جیسا وجیہ اور شکیل اور معطر شخص میں نے ہرگز کوئی نہیں دیکھا ہے اس جماعت کی ہڈیاں پللیاں توڑ کر رکھ دیتا تھا۔ اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیتا تھا، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ تاکہ اس درخت میں سے اپنا نصیب لے لوں لیکن میں کچھ نہ لے سکا میں نے اس جوان سے دریافت کیا کہ اس درخت سے کون بہرہ مند ہوگا اس نے کہا وہی لوگ جو اس سے لٹکے ہوئے ہیں اور تم سے پہلے اس تک پہنچ چکے ہیں وہی اس سے متمتع ہوں گے۔

عبدالمطلب اس خواب کو بیان کر کے کامنہ سے بولے اس خواب کی وجہ سے میں گھبرا کر تمہارے پاس آیا ہوں تم اس کی تعبیر بتاؤ۔ اس خواب کو سن کر کامنہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، پھر وہ سنبھل کر بولی اگر تمہارا خواب سچ ہے تو تمہاری نسل میں سے ایک ایسے آدمی کا ظہور ہوگا جو تمام عالم کا مالک ہوگا لوگ اس کے دین پر ہوں گے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اس نے کہا اس کا دین تمام ادیان کا ناسخ ہوگا اور اس کا نور آفتاب کے نور سے بھی روشن تر ہوگا وہ نور بڑھتا جائے گا اور تمام عالم کو گھیر لے گا اور قیامت تک باقی رہے گا۔

کیوں نہ ہو دن بدن زیادہ وہ نور

جس کے ناخن کا ماہ نوہے ظہور

ابوطالب کہتے ہیں کہ اس خواب کو بیان کرنے کے بعد عبدالمطلب نے مجھ سے کہا شاید وہ شخص تمہاری ذات ہو، رادی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی بعثت کے بعد جب ابوطالب اس خواب کو بیان کر کے اپنے والد کے مقولہ کو نقل کرتے تھے تو اس طرح پر کہا کرتے تھے قسم ہے خدا کی وہ درخت ابوالقاسم الامین ہی کی ذات گرامی ہے صلی اللہ علیہ وسلم، ابوطالب سے پوچھا گیا جب حقیقت یہ ہے تو پھر تم ایسا کیوں نہیں لے آتے وہ بولے کہ صرف ننگ و ناموس کی وجہ سے رکا ہوا ہوں لوگ یہ نہ کہیں کہ بڑھاپے میں آکر اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ دیا اور اپنے بیٹے کا پیرو بن گیا۔

جب آپ کے ظہور کا وقت قریب ہوا اور اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ آپ گلستانِ ارواح سے خیابانِ اشباح پر گزر فرمائیں، آسمانوں کے دروازے کھول دئے گئے فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد کہنا شروع کیا، معالمِ جبروت اور مجامعِ قدسِ ملکوت کو معطر کیا گیا محافظوں کو حکم ملا کہ جنتوں کے دروازے کھول دو اور ان کو از سر نو آراستہ و پیراستہ کرو کیونکہ اب وہ درِ یقیم مکنون اور وہ نورسین مخزون جس سے پیغمبرِ آخرِ زماں وجود میں آنے والے ہیں صدقِ لطفِ بی بی آمنہ میں قرار پانے والا ہے۔

بہارِ روضہٴ رضواں تمہارا جلوہٴ رو ہے

کہ فخرِ گل ہے عارضِ رشکِ سنبلِ جعدِ گیسو ہے

پیر کی رات تھی اور ماہِ جمادیِ الآخرہ کی بارہ تاریخ تھی کہ وہ نور جو مادہٴ صورتِ محمدیہ تھا جنابِ عبداللہ سے بی بی آمنہ کو منتقل ہوا۔

برجِ حمل میں ہر مہینے جلوہ گر ہے آج

متِ شبہ لاؤ اس میں کہ ظاہر اثر ہے آج

اس رات زمین پر جتنے بت تھے اور بادشاہوں کے جلتے تخت تھے سب سرنگوں ہوئے۔ مشرکوں اور کامنوں کا جادو دور ہوا، شیاطین گمراہ کرنے سے باز رہے ابلیس کے تخت کو فرشتوں نے دریا میں ڈبو دیا، اس نے اپنی بدنصیبی پر رونا شروع کیا۔

باطل نہ کیوں مٹے کہ یہاں حق نمود ہے

وہ حق کہ جس پہ حق سے سلام و درود ہے

حضرت جبریل نے ربِ جلیل کے فرمان سے سبز رنگ کا علم لاکر میت اللہ شریف پر نصب کر دیا اور کہا یہ نشانِ پیغمبرِ آخرِ زماں کا ہے۔ جو قیامت میں سب کا شفیع ہوگا، اس رات ساری زمین مسنون ہو گئی ہر جا بوز نے کہا تم ہے ربِ کعبہ کی کہ آج کی رات حبیبِ رب العالمین سید الانبیاء و المرسلین کا حمل رہا جو سارے عالم کا امام ہوگا۔ اس رات بی بی آمنہ کو خواب میں فرشتہ اُنھے کہا اے آمنہ تم کو مبارک ہو کہ تمہارے لطف میں نبیِ آخرِ زماں صاحبِ کتاب و معراج ہے اور آپ نے خواب میں دیکھا کہ میرے پیٹ سے ایک نور نکلا جس سے بصری کے محل جو ملکِ شام کی سرحد پر واقع ہے روشن ہوئے۔

بہ شبِ یالِ جلوہ فرما کون سا شعلہٴ شرار ہے

کہ جس کے نور سے از نک تا شام آتشکار ہے

احمد طبرانی نہہقی، ابن سعد، ابو نعیم اور حاکم روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اپنے متعلق ہم کو کچھ بتائیں، آپ نے فرمایا میں ابراہیم کی دعا

اور بھائی عیسیٰ کی بشارت ہوں اور میری والدہ نے جب وہ مجھ سے حاملہ ہوئیں خواب میں دیکھا کہ ان کے پیٹ سے ایک نور نکلا جس سے بُصریٰ کا شہر روشن ہو گیا۔

تاج ہے جو سر رسالت کا
زیب ہے آفرِ نبوت کا
ہے وہ موجب جہاں کی خلقت کا
مہر ہے آسمانِ رغبت کا
پر سبب وہ ہوا ہے صفت کا
سبحر موج ہے وہ رحمت کا
ہر جگہ خیر خواہ اُمت کا
کہ قدم یاں قلم سے طاقت کا
یہ نہیں ہے مقامِ جرات کا
کہ وہ دریا ہے اک سخاوت کا
جام دے مجھ کو اپنی الفت کا
مست کر بادۂ محبت کا
کیجو سائر ریاضِ حنت کا
دینے والا توئی ہے عزت کا

خاکِ پاہوں میں ایسے حضرت کا
تختِ پیغمبری کی زینت ہے
اس کے باعث ظہورِ عالم ہے
ماہ ہے حیرتِ اصطفیٰ کا وہ
حق ہے صنایع جہاں ہے مصنوع
دُرِّ بخشش جو ہے اسی سے ہے
واہ رے صاحبے کہ ہے گا وہ
اس کا میدانِ نعت کیا ہوٹے
رافتِ ہوشِ ادب سے بیٹھ
ہاں مگر عرضِ مطلب اُس سے کر
یا امامِ رُسل نبی اللہ ،
ہے توئی ساقیِ شرابِ طور
ساتھ اپنے بلا حسابِ کتاب
دو جہاں میں عزیز رکھ مجھ کو

تیرا فدوی ہوں رکھ نگاہِ کرم

میرے والی توئی ہے رافت کا

اس سال بہ سبب کرامت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام روئے زمین کی مستورات بیٹوں سے حاملہ ہوئیں، جب حمل شریف دو مہینے کا ہوا، آپ کے والد ماجد جن کا اسم گرامی عبداللہ تھا انتقال فرما گئے۔ ابن عباس سے روایت ہے جب آپ کے والد کا انتقال ہوا، فرشتوں نے بارگاہِ بے نیاز میں عرض کیا اے پروردگار برتر و دانا ترے نبی کے والد انتقال کر گئے، اب وہ یتیم ہو گئے ارشاد ہوا میں خود ان کا محافظ اور مددگار ہوں، جب حمل شریف کو چھ مہینے گزرے آپ کی والدہ شریفیہ کو خواب میں فرشتہ نے کہا اے آمنہ تم کو بشارت ہو کہ خیر العالمین سے تم حاملہ ہو جب وہ پیدا ہوں ان کا نام محمد رکھنا۔

جب حمل شریف کو پورے نو مہینے ہوئے فجر یعنی صبح صادق کے وقت پر کے روز بارہ ماہ مبارک ربیع الاول کو سالِ قبل میں نو شیر وال عادل کے زمانہ حکومت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پانچ

سو تیز اس بعد، اس میر پہر نبوت قہ ماہ سمار رسالت نے بروج حمل سے قدم مہینت لزوم باہر لا کر
مطالع فلک سعادت سے نور شہولہ برد کھا کر زمیں اور زماں کو منور اور مشرف فرمایا۔

ہے غلط کہئے اگر پیدا وہ بیت او پارا ہوا — چاند شرمندہ ہو واجب جلوہ گر پارا ہوا

قطعا

نور حق کی صوفتانی دیکھ لو
سر جھکاؤ دل میں ہو لورا ادب
تم پہ ہو رحمت خدا کی صبح و شام
عَلَىٰ جَنِّبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

وقت آیا ہے خوشی جہن کا دوستو ،
اٹھ کھڑے ہو۔ ہر دست بستہ سب کے سب
پھر محمد " نب سے پڑھو ان پر سلام
يَا دِبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

چھٹا محسنہ در عرض سلام بحضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام اے سرور عالی مقام
السلام اے گوہر بحر یقین
السلام اے سید اعلیٰ کبر
السلام اے دادخواہ کائنات
السلام اے شافع روز جزا
السلام اے رحمۃ للعالمین
السلام اے مخزن لطف عمیم
السلام اے جان جان کلی جہاں
السلام اے ابر فیضان کرم
السلام اے نور پاک کبریا
السلام اے ماہتاب برتری
السلام اے بادشاہ عز و جاہ
السلام اے منبع ہر مہر رحمت
السلام اے شاہ باز لامکاں
السلام اے بدر عالم مصطفیٰ
پیشوا و مفتی دار مہر توتی

السلام اے حضرت خیر الانام
السلام اے رونق شرع متین
السلام اے ہادی جن و بشر
السلام اے چشمہ آب حیات
السلام اے صدر بزم انبیا
السلام اے کار ساز مذہبیں
السلام اے صاحب خلق عظیم
السلام اے مصدر ستر نہاں
السلام اے گل بن باغ قدم
السلام اے رہنمائے اصفیاء
السلام اے آفتاب سروری
السلام اے شہر یار دین پناہ
السلام اے معدن ہر نگرمت
السلام اے چارہ ساز بسکیاں
السلام اے جان عاشق رادوا
مصطفیٰ و مکتبی سرور توتی

مردود عالم از وجودت باریافت ﴿﴾ دیدہا از نور تو انوار یافت
لطف فرما حال مجور را نگر ﴿﴾ سوئے مشتاقاں خدا را یک نظر

بر روانت صد درود و صد سلام
آے رسول پاک و آے خیر الانام
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ————— عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

مسائل و محسنہ ولادت شریف کے بیان میں

مَرَجَبًا كَرِيسًا مَاهٍ نَخْوَشُ نَمَا مَطْلَعِ غَيْبٍ سَعِ طُلُوعِ هُوَا اُوْر حَبَّزًا كَرِيسًا اَنْتَابِ جِهَانَ تَابِ
اَنْتَابِ بَعِ عَيْبٍ سَعِ نَشُوْرِعِ هُوَا كُفْرِ كِي ظَلْمَتِ اِسْلَامِ كَعِ لُوْر سَعِ اُوْر دِلِ كِي كِدُوْر تِ شَعْلِيْ عُرْنَانِ
سَعِ تَبْدِيْلِ هُوِيْ -

جہاں تار یک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ ہر جانب اُجالا تھا
ایام کی تفاوت اور زمانہ کی نحوست سعادت اور برکت سے مُبَدَّل ہوئی
آپ نے جب بال قدم رنجہ کیا | | آپے چہرے سے طلوع اک مر کیا
دفع کی ظلمت کدورت یہ کہ واہ | | سب کا سب دفتر ہی پھیلاتا کیا
فلک الافلاک کی بلندی سے نقطہ خاک کی پستی تک تاریکی کا نشان باقی نہ رہا۔
کیوں کہ کہوں وہ ماہ ہے ماہ میں کب یہ نور ہے
اور ہی کچھ یہ شان ہے اور ہی کچھ ظہور ہے

روض الانف میں فاطمہ والدہ عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ ولادت شریف
کے وقت میں موجود تھی جس وقت آپ تولد ہوئے سارا گھر پُر نور ہو گیا اور ستارے زمین کے
اتنے قریب آ گئے کہ مجھ کو خیال ہوا کہ میں مجھ پر نہ آ پڑیں۔

بصورت تو نگارے نیافرید خداے
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خداے
ابن سعد آپ کی والدہ شریفیہ سے روایت کرتے ہیں جس وقت آپ تولد ہوئے اس وقت
میرے پیٹ سے ایک نور نکلا جس سے بھڑی تک روشن ہو گیا۔
واضح ہے حمل شریف کی رات کو آپ کی والدہ شریفیہ نے خواب میں لطف مبارک سے

نور کو نکلنے دیکھا تھا اور تولد شریف کی رات کو بیداری میں اپنی آنکھوں سے نور کو نکلنے دیکھا ہے۔
حضرت عباس اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غزوة تبوک سے واپسی پر جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کرتے ہیں۔

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتْ الْأَرْضُ وَصَاعَتْ بِنُورِكَ الْأَفْقُ
فَنَحْنُ فِي ذَلِكَ الضَّيَاءِ ذِي النُّورِ وَرَوْ سُبُلِ الْمَسْئِدِ سَنَادِ سُنَّتِكَ

یعنی جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے نور سے زمین چمک اٹھی اور تمام آفاق منور
ہو گئے ہم اس روشنی اور نور کی بدولت رشد اور ہدایت کے راستوں پر ایک دوسرے سے بڑھنے کی
کوشش کر رہے ہیں۔

آپ کی والدہ شریفہ فرماتی ہیں ولادت شریف کے بعد آپ پر جب میری نظر پڑی میں نے
آپ کا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا ہوا دیکھا۔ آپ کے ایک ہاتھ کی ٹہنی بند تھی صرف ایک انگلی
اٹھی ہوئی تھی گویا آپ اشارہ فرما رہے تھے، پھر آپ نے اپنا سر مبارک زمین پر رکھ دیا گویا آپ
سجدہ فرما رہے تھے۔

زُ اُمِّ يَاقِ آ لِ وَالْاِشْمَ اِئِلِ
اِشَارَتِ كَرْدِ اَوَّلِ سَوَّيْ مَعْبُودِ
وَزَا اِ لِ سِ دَرِ سَجُودِ اِقْتَادِ بَرِ خَاكِ
زِعْزَعَتِ پَايَ بَرِ اَفْلَاكِ بَهْمَا دِ
بِهَ پَيْرِي سِيرِ بَرِ عَرْشِ بَرِي كَرْدِ
مِ بَارَكِ تَا جِ صَدْرِ عَرْشِ وَا كَرَامَتِ



روایت کردہ اند اہل مضاف اہل
چو آمد در وجود آں گو سر جو د
نظر فرمود آنگو سوئے افلاک
چو سر بہر خدا بر خاک بہنہاد
بہ طفلی سجدہ بر روی زمین کرد
ہمایوں سجدہ رمز سعادت

الہی رحمت بر حضرت وے

الہی صد سلام از ما پیالے

شمار والدہ عبدالرحمن بن عوف سے روایت کی گئی ہے کہ آپ کی ولادت شریف میرے ہاتھ پر
ہوئی، جس وقت آپ تولد ہوئے اور آپ نے آواز کی اس وقت میں نے کسی کو یوحنا کہ اللہ کہتے سنا
یعنی آپ کو کسی نے غیب سے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اور تمام عالم میرے سامنے منور ہو گیا
یہاں تک کہ میں نے روم کے یعنی ملک شام کے بعض فقور دیکھ لئے، اس رات تمام دنیا کے اقصائے
منہ کے بل جا پڑے، یہود کے علمائے اپنی قوم کو آگاہ کیا کہ آج کی رات پیغمبر آخر زماں کی ولادت
ہوئی ہے۔

إِنْسَانَ الْعَيْنُونِ مِيرٍ لَكَمَا هِيَ كَرَمِينَ دِنِ تَنَكِ كَعْبَةِ مَعْظَمَةِ حَضْرَتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي دِلَادَتِ بَا سَعَادَتِ

کی خوشی سے ہلنا رہا۔ اور تاریخ الخبیس میں عبدالمطلب سے نقل ہے کہ شب تولد شریف کو میں طواف کر رہا تھا نصف شب گزرنے کے بعد میں نے کعبہ معظمہ کو مقام ابراہیم کی طرف سجدہ کرتے دیکھا اور میں نے بحیر کی آواز اللہ اکبر اللہ اکبر سنی، اور پھر میں نے یہ کہتے سنا کہ اب مشرکوں کی نجاست اور جاہلیت کی ناپاکی سے پاک ہوا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ سب اصنام جو بیت اللہ شریف کے چاروں طرف نصب تھے گر پڑے، میں نے ہٹیل پر نظر ڈالی جو سب سے بڑا بت تھا اس کو میں نے حجر میں گرتے دیکھا اور کسی کو کہتے سنا کہ اچھی طرح سن لو، آمنہ سے محمد پیدا ہوئے ہیں، صاحب ہمز یہ کہتے ہیں

وَحَيًّا كَالشَّمْسِ مِنْكَ مُضِيًّا
لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِي كَانَ لِلدَّيِّ
وَقَوَّالَتُ لُبْرِي الْهَوَائِفِ أَنْ قَدْ
أَسْفَرَتْ عَنْهُ لَيْلَةٌ غَرَّاءُ
بِئْسَ سُورُودٌ بِبَيْتِهِ وَأَرْهَاءُ
وُلْدِ الْمُصْطَفَى وَحَقَّ الْهَمَاءُ

یعنی آپ کا چہرہ مبارک جو مثل آفتاب کے چمکدار اور روشن ہے مبارک رات میں ظاہر ہوا، وہ مبارک رات شب میلاد ہے، اس دن سے دین حنیف کو مسرت حاصل ہوئی اور وہ سرسبز و نشاداب ہوا اور باتفوں کی مسلسل بشارتیں سننے میں آئیں کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گئے اور نمایان نشان بھی یہی ہے کہ آپس میں بشارت دی جائے۔

ابن نباس کہتے ہیں عرب میں رواج تھا جب کوئی بچہ رات کے کسی حصہ میں پیدا ہوتا تھا اس پر برتن ڈھانک دیا کرتے تھے اور سورج نکلنے کے بعد برتن ہٹا کر بچے کو دیکھا کرتے تھے آپ کی جب ولادت شریف ہوئی تو آپ پر بھی ایک بڑا کونڈا ڈھانک دیا گیا تھا، سورج نکلنے کے بعد جب آپ کو دیکھنے آئے تو دیکھا گیا کہ وہ کونڈا پیچ میں سے نشتی ہو گیا تھا اور آپ آسمان کو دیکھ رہے تھے۔

خصائص کبریٰ میں عکرمہ سے روایت ہے کہ ولادت شریف کے بعد آپ کی والدہ شریفی نے آپ پر بڑا کونڈا ڈھانک دیا تھا۔ وہ کونڈا پیچ سے پھٹ گیا تھا۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو دیکھا تو آپ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

آمد آمد تھی یہ کس ذی حباہ کی	دھوم تھی افلاک پر کس ماہ کی
منتظر تھی جس کی ساری کائنات	ذاتِ اقدس تھی رسول اللہ کی
چونکہ زینت کی تھی اہل چرخ نے	آسمان پر یوں نظر تھی شاہ کی

بی بی آمنہ نے جب اپنے جگر پارے اور آنکھ کے تارے کو نوز کا لباس پہنے اور ارسلناک شامدا و مبشرا کاتاج سر پر رکھے دیکھا تو زباں ساتھ حمد باری تعالیٰ کے کھولی اور شکر حق

ہم حسن و جمال بے نہایت داری | ہم جود و کرم بغایت داری
ہم حسن ترا مسلم دہم احسان | محبوب توئی کہ ہر دو آیت داری

بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت آپ کے سر مبارک پر ابر چھا گیا، اس ابر میں عجیب نور تھا، اور اس میں گھوڑوں کے منہا نے اور پردوں کے پھڑ پھڑانے اور بات کرنے کی آواز سنی گئی وہ ابر آپ کو اٹھا کر لے گیا اس وقت ایک آواز سنی گئی کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کے پاروں طراف پھراؤ تاکہ ساری خلقت آپ کو پہچان لے اور آپ کو انبیائے کرام کے اخلاق اعلیٰ اور تمام پیغمبروں کے اوصافِ حسنیٰ سے متصف کر دے۔

خوبی و شکر و شمائل حرکات و سکنات

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کی والدہ شریفہ فرماتی ہیں، گھوڑی دیر کے بعد آپ کو میرے پاس لائے میں نے آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھا وہ بدرِ کامل کی طرح چمک رہا تھا اور آپ سے بہترین خوشبو آ رہی تھی جس سے تمام مکان مہکا ہوا تھا۔

اے چہرہ زیبائے تور شکستانِ آذری ہر چند و صفت می کنم در حسن زان بالاتری
آفاقہ ساگردیدہ ام بہر بیتاں و زبیدہ ام بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو خیرے دیگری

کسری کا محل جو بہت مضبوط بنا ہوا تھا آپ کے جلال باکمال کی ہیبت سے پھٹ گیا اور اس کے بائیس کنگروں میں سے چودہ کنگرے گڑے جس کی آواز سترہ کوس تک سنی گئی۔

ہوئے مکہ میں پیدا اور کیا شق قلد کسری - سمجھ رافت ظہور ہیبت حق اس کو کہتے ہیں
کسری کے محل کا پھٹنا اور اس کے چودہ کنگروں کا گرنا بہرسانِ حال یہ بتا رہا تھا کہ اب اس سلطنت کے خاتمہ کا وقت قریب آ گیا۔ علمائے لکھا ہے کہ آپ کی ولادت شریف سے لے کر حضرت عثمان کے دورِ خلافت تک ایران کے تخت پر چودہ بادشاہ بیٹھے نیز دجریہ شہر مار جو اس سلطنت کا آخری بادشاہ تھا حضرت عثمان کی خلافت میں مارا گیا اور اس طرح کسری سلطنت کا خاتمہ ہوا۔

اس رات فارس کے آتش کدہ کی آگ جو ایک ہزار برس سے جل رہی تھی اور وہاں کے لوگ اس میں مشک اور عنبر ڈال کر پوجتے تھے، بجھ گئی۔ اور عجیرہ ساوہ جو رے اور ہمدان کے مابین واقع تھا خشک ہو گیا، آتش پرستوں کے بڑے پیشوا نے جس کو مؤذنان کہتے ہیں خواب میں دیکھا کہ سرکش اونٹ عربی گھوڑوں کو پنکائے ہوئے دریائے دجلہ کو پار کر کے ملک فارس میں پھیل گئے۔ ان واقعات سے ایران میں ہل چل مچ گئی۔ شاہ سے لے کر گدا تک سب سمجھ گئے کہ آج کی رات کوئی

عظیم الشان واقعہ پیش آیا ہے اور اب اس سلطنت کی تباہی کا وقت آن پہنچا ہے۔
آپ کی ولادت شریف سے پہلے سرزمین عرب میں بلا کا قحط تھا، کیا انسان اور کیا حیوان
سبھی فاقوں کے ہاتھ جاں بلب تھے۔ آپ کے قدم مہمیت لازم کے رکھتے ہی دریائے رحمت نے جوش
مارا، ابر رحمت کی گھٹائیں سائے ملک پر چھا کر اس کثرت سے برسیں کہ پہاڑ اور جنگل سیراب ہو گئے
مردہ زمین میں جان آئی ہر طرف سبز ہی سبز نظر آنے لگا۔

ابر رحمت کا اگر قطرہ فشاں ہو تو زمین
کیوں نہ سرسبز ہو مگر نخل کو فرحت آئے

نیم جانوں کی عید برائی قحط کے عذاب سے ان کو نجات ملی خوش ہو کر انھوں نے اس سال کا نام
سَنَّةُ الْفَتْحِ وَالْاِبْتِهَاجِ رکھا اور ایک روایت میں ہے سَنَّةُ الْفَرَحِ وَالْاِبْتِهَاجِ یعنی کشت
اور منت کا سال، سجان اللہ تولد شریف کا سال ایسا میمون اور مسعود اور مہینہ ربیع ازہر ربیع کہتے ہیں
بہار کو اور آپ خود از سر تا پا رحمت باری، نور علی نور،

زردیش ماہ و سالش سبزہ زار است

بہار اندر بہار اندر بہار است

عبدالمطلب تولد شریف کے مژدہ جان نثار کو سن کر بہت خوش ہوئے فوراً آپ کے دیکھنے کو
آئے، آپ کی والدہ شریفی نے ان سے وہ تمام واقعات بیان کئے جو ولادت شریف کے بعد
ظاہر ہوئے عبدالمطلب نے کہا میرے فرزند کو مجھے دکھاؤ، پھر بڑی محبت سے آپ کی جبین
میں کابوسہ لیا اور آپ کو گود میں لے کر بیت اللہ شریف لے گئے پھر عبدالمطلب نے بہت
اونٹ ذبح کئے سادراہل مکہ کو کھانا کھلایا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کھانا عقیقہ کا تھا جو
ساتویں دن ہوا تھا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ ناف بریدہ ختنہ کردہ اور مضافاً پیدا ہوئے تھے
بریدہ ناف بیرون شد ز پرودہ
ز ماد ز نیز آمد ختنہ کردہ

آپ کی والدہ شریفی کو خواب میں بشارت ہو چکی تھی اور آپ کے جد امجد نے بھی عظیم الشان خواب
دیکھا تھا اس لئے انھوں نے آپ کا اسم شریف محمد رکھا، قریش کے سربراہ آوردہ اور بڑے بوڑھوں
نے عبدالمطلب سے کہا تم نے اپنے پوتے کا نام محمد کس واسطے رکھا۔ تمہارے باپ دادا میں کسی کا بھی یہ
نام نہ تھا اور نہ تمہاری قوم میں کسی نے آج تک یہ نام رکھا ہے، آپ نے جواب دیا کہ میں نے یہ نام اس وجہ
سے اپنے بچے کا رکھا ہے کہ آسمانوں پر اللہ تعالیٰ اور زمین پر اس کی مخلوق ان کی تعریف کرے۔

بات عبدالمطلب نے کیا کہی | ر ب کر ی تعریف اور بندے کریں |
خلق پس کہتی ہے وہ الہام ہے | اس لئے رکھا محمد نام ہے |

معلوم ہونا چاہیے کہ لفظ مبارک محمد باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے روض الانف میں لکھا ہے کہ یہ اسم شریف صفت سے منقول ہے لہذا اس کے معنی ہیں مدح کثر بعد مکر یعنی جس کی مدح بار بار کی گئی ہو یہ مبارک نام ابتداء آپ ہی کا رکھا ہے اور جس معنوی مناسبت سے رکھا گیا ہے وہ کتنا درست آیا ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہ فی کل حین ذان حسان بن ثابت جو خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نداح اور شاعر تھے اور جن کے واسطے مسجد شریف نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر رکھواتے تھے اور وہ اس پر کھڑے ہو کر مدحیہ قصائد آپ کو سناتے تھے، آپ کی تعریف میں کہتے ہیں ۵

وَحَنَمَ الْإِلَٰهَ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهِ

إِذَا قَالَ فِي الْحَمْدِ الْمَوْذُونَ أَشْهَدُ
وَسَنَقَّ لَهُ مِنْ اسْمِهِ لِيُجَلَّهُ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے اپنے نبی کے نام کو ملا دیا ہے جبکہ مؤذن پانچوں وقت اشہد کہتا ہے اور اللہ نے آپ کی تعظیم اور تکریم کا اظہار کرتے ہوئے اپنے نام میں سے آپ کا نام نکالا ہے، خداوند غرض محمود ہے اور یہ ذات والا صفات محمد ہے، یعنی حق تعالیٰ کی حمد و ثنا سب کرتے ہیں اور وہ محمود ہے کیونکہ جس کی تعریف کی جائے وہ محمود ہے اور لفظ محمود میں سے وارد ہوا اور لفظ مبارک محمد نکلا، آتا ہے۔

توسیبہ اشکبہ نے آپ کے تولد شریف کی مبارک خبر جاکر ابوہب کوساکی اس نے خوش ہو کر توسیبہ کو آزاد کر دیا، اس خوشی منانے کا یہ اثر ہوا کہ ہر پیر کو دوزخ میں ابوہب کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

امام القرار حافظ ابن جزری کہتے ہیں جبکہ ایک کافر کو آپ کے تولد شریف کی خوشی منانے کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے تو پھر اگر ایک مؤمن مسلمان آپ کے شب تولد کو خوشی کا اظہار کرے اور آپ کی محبت میں خیرات و بھیرات کرے تو یقین ہے کہ مولائے کریم اس کو اپنے فضل عمیم اور بھیرات عظیم میں داخل کرے گا۔

نصیب دل ہو دوام حضور آپ سے آپ
اس آفتاب کا ہو گا ظہور آپ سے آپ
مگر قبول کرے برق طور آپ سے آپ
ہے تیرے ذکر میں دل کو سرور آپ سے آپ
نہ ہوں گے ہم در دولت سے دور آپ سے آپ

جو دل سے پردہ غفلت ہو دور آپ سے آپ
کھلے گا داغ محبت ضرور آپ سے آپ
ہمارا مزرع دل تو نہیں ہے لائق بند
ترے خیال میں آنکھیں ہیں خود بخود روشن
بہ سان سایہ دیوار تیرے کو چہ میں

صدیب حضرت موسیٰ مجتہد احمد سے
مفسرین نے وَالصُّحُفِ وَاللَّيْلِ إِذَا يَنزَلُہَا کی تفسیر میں لکھا ہے صُحُفِ سے وہ چاشت کا وقت مراد ہے
جس میں طرز پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا تھا اور لیل سے وہ رات مراد ہے جس میں سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف ہوئی ہے حضرت جعفر صادق سے منقول ہے کہ لیل سے مراد شب مزاج
شریف ہے۔ بعض علمائے کبار نے کہا ہے کہ صُحُفِ سے مراد آپ کا روئے نور ہے اور لیل سے مراد آپ کے
گیونے وغیرہ

وَالصُّحُفِ رَمَزَ زُرْدَیَ سَمَّوِہَا مِصْطَفٰی
مَعْنٰی وَاللَّیْلِ گیسوئے سیاہِ مِصْطَفٰی

بعض علمائے کبار نے کہا ہے کہ شب قدر ایک بہت مبارک رات ہے اس رات اللہ کی رحمتیں اور اس کے
فرشتے آسمان پر سے نازل ہوتے ہیں اُمّتِ محمدیہ میں سے جو شخص اس مبارک رات کو پالیتا ہے وہ
صاحب قدر اور منزلت ہو جاتا ہے لیکن آپ کی اُمّت کے لئے شب ولادت شریف اس سے بھی اعلیٰ و اشراف
ہے کیونکہ آپ ہی کے طفیل یہ قدر کی رات اُمّتِ محمدیہ کو ملی ہے اور اس کے سوا کیا کیا مراتب ملے ہیں
اور آپ کی رحمت تمام مخلوقات کو شامل ہے کیا اولین اور کیا آخرین۔

تو ہستی ذاتِ پاک و عینِ رحمت
بہ صورت برتر از کون و مکانی
چو در دچوں تو نشا ہے چون گرد
ز شوقت آفتاب از ذوق گرداں است
یادِ بصلّٰی و سلّم دایمہ ابدًا

توئی پیوستہ اندر عینِ قربت
تمامت و اہلالِ راجان جانی
کہ بر باد تو بر گردوں بگرد
کو اکب نیز سرگردان و حیراں است
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرًا لِّخَلْقِ کُلِّہِم

آٹھواں حصہ رضاعت اور شق صدر کے بیان میں

آپ کی والدہ شریفہ نے آپ کو سات دن یا نو دن دودھ پلایا، پھر ثویبہ اسلمیہ نے حلیمہ
سعدیہ کے آنے تک تقریباً چار مہینے دودھ پلایا اور پھر حلیمہ سعدیہ نے آخر تک آپ کو دودھ پلایا
بعض علمائے کبار نے کہا ہے کہ جب آپ حلیمہ کے پاس تھے آپ کو اُمّ فزّوہ اور ایک دوسری عورت نے بھی
دودھ پلادیا تھا، اور تین عورتوں نے بھی جن میں سے ہر ایک کا نام عاتکہ تھا آپ کو تھوڑا
تھوڑا دودھ پلادیا تھا اور ان ہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے اُنَا بِنُ الْعَوَاثِکَ
یعنی میں تین عواتک کا پسروں اور بعض علمائے کبار نے کہا ہے کہ آپ کی موروثی کنیز اُمّ امین نے بھی
آپ کو کچھ دودھ پلایا ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے اُمّ امین نے آپ کی خدمت اور حفاظت

میں حصہ لیا ہے۔

حافظ ابو نعیم دلائل النبوه میں حلیمہ سعدیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں کچھ اور عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ گئی۔ تاکہ دودھ پلانے کے واسطے بچوں کو حاصل کریں، میں جس سواری پر گئی تھی وہ از حد لاغر اور کمزور ہو گئی تھی اور میرا دودھ اتنا شہوڑا تھا کہ میرے اپنے بچے عبداللہ کو کافی نہ ہوتا تھا۔ جس وقت میں نے آپ کی والدہ شریفہ سے آپ کو دودھ پلانے کے واسطے لیا اور میں نے آپ کو اپنی چھاتی سے لگایا میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئی تھیں اور ان میں اتنا دودھ تھا کہ میں نے آپ کو اور اپنے بیٹے کو شکم سیر کر کے دودھ پلایا اور دودھ تمام نہ ہوا۔

پھر حلیمہ سعدیہ آپ کو اپنے قبیلہ بنی سعد دودھ پلانے لے گئیں۔ وہی سواری جو کمزوری کے باعث چل نہ سکتی تھی، اب جاتے وقت سب سے آگے تھی آپ کے قدم برکت لزوم سے اس قبیلہ کو بہت زیادہ برکات حاصل ہوئیں۔

تو جہاں جائے وہاں کیونکر نخواست آئے | ماہ کے سامنے کیا دخل کہ ظلمت آئے
اب رحمت کا اگر قطرہ نشاں ہو تو زمیں | کیوں نہ سر سبز ہو ہر نخل کو فرحت آئے

جو بیمار ہوتا حلیمہ آپ کا دست مبارک لگا دیتیں شفا پا جاتا، لاکین سے عدالت اور انصاف کی رعایت ایسی تھی کہ کبھی بائیں چھاتی سے جو دودھ شریک بھائی کا حصہ تھا دودھ نہ پیا اپنے کپڑوں میں بول و براز نہیں کیا، دن رات میں مقررہ اوقات پر آپ بول و براز کرتے تھے، ہمیشہ اپنی شرمگاہ چھپائے رکھتے تھے اگر کبھی ظاہر ہو جاتی تو غیب سے چھپ جاتی نہ آپ نے کسی کا ستر دیکھا اور نہ کسی نے آپ کا، یہاں تک کہ ولادت شریفہ کے وقت ایک ہاتھ چشم مبارک پر تھا اور دوسرا ستر پر، فرشتے آپ کو جھولا جھلاتے تھے، ماہتاب آپ سے باتیں کرتا تھا۔

شواہد النبوه میں لکھا ہے کہ جب آپ دو مہینے کے ہوئے گھٹنوں چلنے لگے، تین مہینے کے ہوئے تو کھڑے ہونے لگے اور چار مہینے کے ہوئے تو چلنے لگے، جب آپ آٹھ مہینے کے ہوئے بولنے لگے، بات کی ابتداء آپ نے اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ سے کی اور جب نو مہینے کے ہوئے تو بڑی فصاحت سے کلام فرمانے لگے۔

شوق صدر شریف

ابھی آپ بی بی حلیمہ کے پاس تھے کہ شوق صدر واقع ہوا۔ علماء نے کہا ہے کہ اس وقت آپ کی

شرفِ قریب ڈھائی سال کے تھی اور محمد بن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف چار سال یا اس سے کچھ زیادہ تھی، ابن سعد کی روایت کی تقویت اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس واقعہ کے بعد حلیمہ نے آپ کو لے جا کر آپ کی والدہ شریفیہ کے سپرد کر دیا۔ ابن عباس سے واقفی روایت کرتے ہیں کہ جس وقت آپ کو حلیمہ واپس لائی ہیں آپ کی عمر شریف پانچ سال کی تھی غالباً ابن سعد ہی کی روایت پر نظر کرتے ہوئے بچوں کی بسم اللہ اس عمر میں کرائی جاتی ہے۔ ایک دن آپ اپنے دو دھڑلے بھائی شہنائی ضمیرہ کے ساتھ بہاڑ پر گئے۔ علامہ حلیمی نے لکھا ہے کہ ان کا نام عبد اللہ تھا چونکہ وہ بدن کے ڈیلے تھے اس لئے ان کا نام ضمیرہ پڑ گیا تھا وہاں جبریل میکائیل اور اسرافیل برف سے بھرا ہوا زرین طشت لیکر آپ کے پاس پہنچے آپ کو بہاڑ پر لٹایا۔ اور آپ کے سینہ اقدس کو ناف تک شق کیا، پھر آپ کا دل نکالا اور اس میں سے سیاہ نقطہ دور کر کے برف سے دھو کر اپنی جگہ پر رکھ دیا اور کہا شیطان کا حصہ تم سے دور کیا پھر زخم پر ہاتھ پھیر کر اچھا کر کے چلے گئے، ضمیرہ نے جب یہ حال دیکھا فوراً اپنی والدہ کو جا کر خبر دی وہ اپنے شوہر کو جن کا نام حارث تھا ساتھ لے کر اسی وقت آپ کے پاس پہنچیں آپ کو خوش و خرم بیٹھا پایا، جسم شریف پر زخم اور درد کا کوئی نشان نہ تھا حیران ہو کر ماجرا پوچھا، آپ نے تبسم فرمایا اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا اور پھر ارشاد کیا اب تک میرے بدن میں سردی کے آثار موجود ہیں، اس وقت آپ کے بدنِ اظہر سے ایسی خوشبو پھیل رہی تھی کہ جس کو دنیا کی کوئی خوشبو نہیں پہنچ سکتی۔

علمائے نے کہا ہے دوسری مرتبہ شقِ صدرِ غارِ حرا میں ہوا تاکہ آپ باروحی کو قوت قلب سے اٹھا سکیں اور تیسری مرتبہ شقِ صدرِ آسمان پر جانے سے پہلے معراج شریف کی شب کو ہوا تاکہ آپ مناجات باری تعالیٰ کے واسطے تیار ہو جائیں۔

بی بی حلیمہ کا آپ کو واپس ملکہ لانا

اس واقعہ کے بعد بی بی حلیمہ نے مناسب جانا کہ آپ کو لے جا کر آپ کے دادا کے سپرد کر دیں، اس وقت آپ کی عمر شریف پانچ سال کی تھی، بی بی حلیمہ آپ کو لے کر مکہ کو روانہ ہوئیں جب مکہ کے قریب پہنچیں تو لباس تبدیل کرنے میں مشغول ہوئیں، فارغ ہونے کے بعد آپ کو سواری میں نہ پایا، غمگین ہو کر آہیں بھریں اور تلاش میں مصروف ہوئیں جب کہیں نشان نہ پایا تو رونا شروع کیا۔

او جھل آنکھوں سے جو مہ پارا مریا ہوا دل ہوا کڑے جگر ماتم سے ہمد پارا ہوا

شعلہ رخ کون دکھلا کر گیا یارب مجھے سوزشِ حیراں سے خود دل جل کے انکار ہوا
 جس وقت عبدالمطلب کو یہ خبر پہنچی چند سوار لے کر تلاش کو نکلے، اسی اثنا میں فرشتے آپ کو
 ایک درخت کے نیچے لاکر بیٹھائے اتفاق سے عبدالمطلب کا گزرا دھر سے ہوا انہوں نے دیکھا کہ
 ایک طفل مہر پاستر نظار درخت کے سایہ میں بیٹھا ہے حیران ہو کر دریافت کیا، تم کون ہو، آپ نے
 بڑی فصاحت اور طلاقت سے جواب دیا، میں افصح عرب و عجم ہوں میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب
 ہوں، یہ بشارت سن کر عبدالمطلب فوراً سواری پر سے اترے اور آپ کی جبینِ مبین کا بوسہ لیا اور
 آپ کو گود میں لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر چند گھڑی میں اپنے گھر پہنچے، ابن عباس سے روایت
 ہے کہ عبدالمطلب نے آپ کے مل جانے کی خوشی میں ادنٹ ذبح کر کے اہل مکہ کو کھانا کھلایا اور
 بی بی حلیمہ کو بہت کچھ تحفہ اور تحائف دے کر مخلص کیا۔

اس کے بعد آپ کی والدہ شریفہ آپ کی تربیت میں مشغول ہوئیں وہ آپ کو لے کر مدینہ منورہ
 گئیں وہاں آپ کے دادا عبدالمطلب کی ننھیال تھی امّ ایمن جو آپ کی موروثی کنیز تھیں ساتھ ننھیال یکماہ کی
 والدہ شریفہ نے وہاں قیام کیا۔ وہاں ہونے آپ کو دیکھ لیا اور پہچان لیا کہ یہ نبی آخر زمان ہیں۔ اس
 واقعہ کا علم جب آپ کی والدہ شریفہ کو ہوا انہوں نے وہاں مزید قیام کرنا مناسب نہ جانا اور آپ کو
 لے کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئیں راستہ میں وہ علیل ہوئیں اور مقام ابوار میں انہوں نے انتقال فرمایا، یہ
 مقام مدینہ اور مکہ کے درمیان واقع ہے کچھ مدینہ سے قریب تر ہے، اس وقت آپ کی عمر شریف چھ
 سال یا سات سال کی تھی وہاں سے امّ ایمن آپ کو لے کر مکہ مکرمہ عبدالمطلب کے پاس پہنچیں اور آپ
 اپنے جدا مجد کے زیر سایہ تربیت پانے لگے، امّ ایمن کو آپ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا، امّ ایمن نے
 آپ کی خدمت شریف خوب ہی کی، سیرت حلبی میں لکھا ہے کہ آپ امّ ایمن سے فرمایا کرتے تھے کہ میری
 ماں کے بعد تم میری ماں ہو، بعد میں آپ نے ان کو آزاد کر کے ان کا نکاح زید بن حارثہ سے جن کو آپ
 نے فرزندیت کا شرف بخش تھا، کر دیا۔ اُسامہ اُن ہی سے پیدا ہوئے اُسامہ کو حبّ ابن حبّ النبی
 کہا کرتے تھے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب اور محبوب کا فرزند۔

جب عمر شریف آٹھ برس کو پہنچی عبدالمطلب نے انتقال کیا اور ابو طالب نے بموجب
 اپنے والد کی وصیت کے آپ کی پرورش شروع کی، ابو طالب آپ کے حقیقی چچا تھے اور آپ کے
 والد سے عمر میں بڑے تھے، ابو طالب نے اپنے والد کی وصیت پر جیسا چاہئے تھا عمل کیا، اور
 آپ کے حق پرورش کو آخر دم تک خوب اچھی طرح ادا کیا۔

ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں قحط پڑا، بارش کی قلت ہوئی، ابو طالب آپ کو لیکر بیت اللہ شریف گئے
 آپ نے بیت اللہ شریف سے اپنی پشت مبارک لگائی اور آسمان کی طرف اٹھا فوراً آسمان پر بادل چھا گئے اور خوب

پانی پڑا، اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابو طالب آپ کی تعریف میں کہتے ہیں۔
 وَابْيَضُ يُسْتَقِي الْغَمَامُ بوجهه | | فَمَا لَ الْبَيْتِ حَى عِصْمَةً لِلْأَرَامِلِ
 يَلُذُّ بِهِ الْهَلَاكُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ | | فَهُمْ عِنْدَكَ فِي نِعْمَةٍ وَفَوَاضِلِ
 یعنی آپ کا ایسا مبارک سفید چہرہ ہے جس کے طفیل بادلوں سے برسنے کی استدعا کی جاتی ہے آپ
 کی ذات گرامی یتیموں کے لئے رغبات اور نلاذ ہے اور سواؤں کے لئے جائے امن اور نپاہ گاہ ہے، سنی
 ہاشم میں جو نادر اور پریشان حال ہوتے ہیں وہ آپ ہی کے سائبہ عاطفت میں راحت پاتے ہیں، ان
 عاجزوں کے لئے آپ کے پاس طرح طرح کی نعمتوں اور احسانوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔
 آپ کی وجہ سے ابو طالب کے گھر میں ہمیشہ خیر و برکت رہنے لگی، آپ اگر کہیں باہر ہوتے تھے
 اور کھانے کا وقت آجاتا تھا، ابو طالب اپنے گھر والوں سے کہتے تھے، ابھی بھیر جاؤ میرے بیٹے
 کو آنے دو چنانچہ آپ کے تشریف لانے پر دسترخوان بچھتا تھا اور تھوڑی غذا میں سب کا پیٹ بھر
 جاتا تھا اگر پیالہ میں دودھ ہوتا تھا ابو طالب پہلے آپ کو نوش فرمانے کو کہتے تھے اور پھر شکم سپر
 ہو کر پیتے تھے اور اگر آپ دسترخوان پر نہ ہوتے تھے تو وہ مقدار دودھ کی یا غذا کی ایک یا دو نفر
 کو کافی نہ ہوتی تھی۔

لکھوں کیا رتبہ سرور کہ خوانِ نعمتِ حق پر
 وہی ہیں بالِ اصالٰت اور جو ہے سو طفلی ہے
 يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
 عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

۹ نواں محسنہ ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر کرنے کے بیان میں

جب آپ کا سن مبارک بارہ برس کا ہوا، ابو طالب نے تجارت کی غرض سے ملک شام کا ارادہ
 کیا، آپ کو بھی ساتھ لیا، راستہ میں ایک ڈیر پڑتا تھا۔ وہاں کے راہب نے ابو طالب سے
 پوچھا یہ لڑکا کون ہے، انہوں نے کہا یہ میرا فرزند ہے، راہب بولا یہ بات صحیح نہیں ہو سکتی۔ یہ لڑکا
 یتیم معلوم ہوتا ہے، ابو طالب نے اقرار کیا، راہب نے ان کو وصیت کی کہ ان کو یہود سے بچاؤ
 وہاں سے قافلہ روانہ ہو کر بصری پہنچا یہ ملک شام کی سرحد پر ایک شہر ہے۔
 ابن عساکر اور بعض علماء نے کہا ہے کہ شہر بصری سے چھ میل کے فاصلہ پر اس کے
 مضافات میں ایک گاؤں تھا جو کفر کے نام سے مشہور تھا۔ کفر چھوٹی سی بستی اور گرامی
 کو کہتے ہیں۔

اس سستی میں نصاریٰ کا ایک بڑا عبادت خانہ تھا اور اس میں جرجیس راسب رہا کرتا تھا اس راسب کی شہرت بجزیرا کے نام سے تھی یہ عیسائیوں کا بڑا عالم تھا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ یہودی تھا۔ علامہ حلبی نے انسان العیون میں لکھا ہے کہ اس کا نسب یہودی ہوا اور راسب عیسائی ہو، یہ راسب بہت کم کسی سے ملتا تھا عرب کے قافلے شام کو آتے جاتے اس راسب کے عبادت خانہ کے پاس پڑاؤ ڈالا کرتے تھے چنانچہ ابوطالب کا قافلہ بھی وہاں آکر ٹھہرا۔ جس وقت یہ قافلہ آ رہا تھا بجزیرا کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اس نے پتھر اور درخت کو قافلہ کی طرف سجدہ کرتے دیکھا وہ سمجھ گیا کہ اس قافلہ میں نبی آخر زمان کی ذات گرامی ہے اس کو آپ کی زیارت کا اشتیاق ہوا۔

دیدارِ محمد کی طلب کس کو نہیں ہے

سوتی نے بلایا ہے انھیں غرض برس پر

اس نے صرف آپ کی وجہ سے تمام قافلہ کی دعوت کی۔ اس نے اہل قافلہ کو کہلا بھیجا کہ آج تم سب خور و کلاں میرے مہمان ہو، چنانچہ امیر و غریب چھوٹے بڑے سبھی اس کے گھر دعوت پر گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف قافلہ والوں میں سب سے کم تھی، آپ ایک درخت کے سایہ میں استراحت فرماتے تھے سچ سمجھ کر کسی نے آپ کو بیدار نہ کیا اس لئے آپ نہ جاسکے، بجزیرا نے ہر ایک مہمان کو بڑے غور سے دیکھا کسی میں بھی نبوت کے انوار نہ پائے وہ متحیر ہوا اور دریافت کیا کہ تم میں سے کیا کوئی شخص رہ گیا ہے اس سے کہا گیا کہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے ایک لڑکا جو چھوٹی عمر کا ہے رہ گیا ہے بجزیرا نے کہا کتنی بڑی بات ہے کہ تم سب تو آ جاؤ اور ایک بچہ کو چھوڑ آؤ۔ جاؤ اس کو لاؤ، یہ سن کر آپ کے سب سے بڑے چچا حارث بن عبدالمطلب اٹھ کر گئے۔ اور آپ کو لا کر دسترخوان پر اپنے پاس بٹھایا، بجزیرا کی نظر آپ ہی پر لگی رہی وہ آپ کی ہر بات کو بہت ہی غور سے سنتا رہا، جب سب ٹھکانا کھچا چکے اور اٹھ کر جانے لگے بجزیرا آپ کے پاس آیا، اور آپ سے کہا میں تم کو لات و عزیٰ کا واسطہ دیتا ہوں تاکہ جو کچھ میں تم سے دریافت کروں تم اس کا جواب مجھ کو دو، لات و عزیٰ اہل مکہ کے سب سے بڑے دروت تھے چونکہ اہل مکہ ان دونوں کے نام کی قسم کھاتے تھے اس لئے بجزیرا نے ان کا واسطہ دیا۔ آپ نے فرمایا لات و عزیٰ کا واسطہ دے کر مجھ سے کچھ دریافت نہ کرو، قسم ہے اللہ کی مجھ کو جتنی نفرت ان بتوں سے ہے اتنی نفرت دوسری کسی نئے سے نہیں ہے، بجزیرا نے یہ سن کر کہا

اے بجزیرا کے باکافتحہ اور حار کا کسرہ آخر میں را مقصورہ بروزن نصیرا ہے جیسا کہ برہان قاطع اور انسان العیون اور ترمذی کے حاشیہ میں لمعات سے نقل کر کے لکھا ہے۔

میں اللہ کا واسطہ دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا، اب جو چاہو دریافت کرو میں بہ خوشی تم کو جواب دوں گا، بحیرانے آپ سے سارے احوال دریافت کئے کیا بیداری کے اور کیا خواب کے، آپ نے سب کا جواب دیا، پھر بحیرانے آپ کی پشت مبارک کھول کر مہربوت کا بوسہ لیا۔ مہمانی کا مقصد یہی تھا۔

بحیرا کی سمت کا کہنا ہی کیا ہے
عقیدت کی دی اس نے پہلے سلامی
محبت سے مہربوت بھی چومی
ضیافت ہے کیا تھے اگر جان دیتا

محمد ہوئے اس کے مہمان کیسے
کیا پھر رسالت کا اعلان کیسے
خدا نے کئے اس پہ احسان کیسے
نکلنے یہ سب دل کے ارمان کیسے

بحیرانے ابوطالب سے دریافت کیا۔ یہ لڑکا تمہارا کون ہے۔ انہوں نے کہا میرا فرزند دلہند ہے۔ بحیرانے کہا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ یہ تمہارے سپرہوں ان کے والد کو زندہ نہ ہونا چاہیے یہ سن کر ابوطالب نے کہا درست کہتے ہو یہ میرے چھوٹے بھائی کے نوربصر ہیں اور میرے گھر کا چراغ ہیں۔ ابھی یہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے کہ ان کے والد انتقال کر گئے اور کئی سال ہوتے ہیں کہ ان کی والدہ بھی رحلت کر گئیں، بحیرانے کہا تم درست کہتے ہو، مجھ کو اپنی کتابوں سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لڑکا بڑی شان کا ہوگا۔ خدا کے واسطے تم ان کو یہود سے بچاؤ ان کو شام کی طرف ہرگز نہ لے کر جاؤ اگر یہود کو ان کا پتہ پل گیا تو تم بڑی مصیبت میں پڑ جاؤ گے۔ یہود ان کے دشمن ہیں یہ کہہ کر بحیرانے آپ کے دست مبارک کو اپنے ہاتھ میں لے کر کہا، یہ سید العالمین ہیں یہ رسول رب العالمین ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ تمام عالم کے واسطے رحمت بنا کر بھیجے گا، یہ سن کر قریش کے بڑے بوڑھوں نے بحیرا سے دریافت کیا تم کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی، بحیرانے کہا جس وقت تمہارا قافلہ اس ٹیلہ پر سے آ رہا تھا میں نے دیکھا کہ تمام پتھر از درخت سجدہ میں پڑ گئے، پتھر اور درخت سوائے نبی کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ ابراہیم پر سایہ گر رہا تھا اور میں نے یہ بات بھی دیکھی کہ یہ پتھر رہ گئے تھے تم سب آ کر ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے یہ اجد میں پہنچے سایہ میں جا نہ پا کر دھوپ میں کھڑے ہو گئے درخت نے فوراً اپنی ٹہنیاں ان کی طرف جھکا دیں اور ان پر سایہ کر دیا، ان سب باتوں کے علاوہ یہ مہربوت جو آپ کی پشت مبارک پر ہے آپ کی نبوت پر روشن دلیل ہے۔

پتھر کریں سلام جنہیں اور شجر کریں
پراتنا جانتے ہیں نبی کی یہ بات ہی

معلوم ان کا مرتبہ کیا ہم بشر کریں
شاخ شجر جھکے وہ جدھر بھی گزر کریں

بحیرا کے اصرار پر ابوطالب نے شام کا ارادہ ملتوی کیا، اسی جگہ تجارت کا مال فروخت کر کے مکہ مکرمہ کو معاودت کی، اہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ادنیٰ مرتبہ تھا کہ ابراہیم پر مبارک پر سایہ کرتا تھا اور ہر قسم کی گھاس اور درخت

اور تمام پتھر سجدہ کرتے تھے اور کوئی پرندہ آپ کے سر مبارک پر سے نہیں اڑ سکتا تھا اور آپ کے پسینہ میں عطریے بڑھکر خوشبو تھی۔ غضب ہے خوشبو کو اس کے کوئی جو سونگھے دل سے وہ پھر بھلائے گلِ نبوت وہ جس کا رات ہر ایک پتہ بتا دے

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

دسوال محسنہ حضرت خدیجہ سے نکاح اور اولاد امجاد اور حجر اسود کو اس کے

مقام پر رکھنے کا بیان

جب آپ کی عمر شریف پچیس برس کو پہنچی ایک دن آپ کے چچا ابو طالب نے آپ سے کہا اے میرے فرزند، گھر میں تنگی اور عسرت ہے خدیجہ دختر خویلد مالدار ہے وہ مضاربت پر اپنا مال دیتی ہے اور لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں تمہاری دیانت اور امانت داری مشہور ہے سب تم کو امین کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اگر تم مضاربت پر خدیجہ سے مال لو گے وہ بہت خوشی سے تم کو مال دیں گی، آپ نے فرمایا اگر خدیجہ اپنا مال دیں گی میں لے جاؤں گا۔ آپ کے اس ارشاد کا علم خدیجہ کو ہو گیا انھوں نے آپ سے مضاربت پر مال لے جانے کی استدعا کی، آپ راضی ہو گئے اور تجارت کا مال لے کر ننام کو روانہ ہوئے۔ خدیجہ کا غلام میسرہ آپ کے ہمراہ تھا جس وقت قافلہ بصری پہنچا، آپ ایک درخت کے سایہ میں قدرے استراحت فرمانے لیٹ گئے نسطور راہب کی نظر آپ پر لگی رہی۔ وہ آپ کو پہچان گیا کیونکہ آتے وقت اس نے ابر کو آپ پر سایہ کرتے دیکھا تھا، نسطور میسرہ سے بلا اور آپ کے متعلق دریافت کیا پھر وہ بڑے ادب سے آپ کے تریب آیا اور آپ کے دست پا کو بوسہ دیا۔

خنک شد چشم و جاں سرور گردید
چو دست دپائے آن سرور بوسید

پھر اس نے عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے ان تمام علامتوں کو جن سے آپ کی نبوت کا پتہ چلتا ہے اور کتب قدیمہ سے مجھ کو ان کا علم ہوا ہے آپ میں پائی ہیں صرف ایک علامت کا دیکھنا باقی ہے اگر آپ اپنی پشت مبارک کھول کر مجھ کو دکھا دیں تو دلی تمنا بر آئے آپ نے اس کی التجا منظور کی اور پشت مبارک کھول کر اس کو دکھائی اس نے ہر نبوت کا بوسہ لیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم اس کے نبی امی رسول ہو، جس کی نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دے گئے ہیں۔

جس کی نگہ رُخ پتیرے پڑ گئی } برق تجلی پہ نظر گرا گئی
کہنے لگا وہ کہ بلا شک و ریب } اَنْتَ نَبِیُّ کَاشِفِ اَسْرَائِیْلِیِّ

آپ نے وہاں تجارت کا مال فروخت کیا، بہت زیادہ نفع ہوا اور وہاں سے آپ نے مکہ مکرمہ کو مراجعت فرمائی۔ مسیرہ اتنا سفر میں آپ کے خوارق دکھتے رہا، وہ دل و جان سے آپ کا غلام ہو گیا مکہ پہنچ کر اس نے تمام واقعات اور خوارق کا ذکر خدیجہ سے کیا، آپ کی امانت داری، اور راست گفتاری کا علم تو بہت پہلے ہی سے ان کو تھا اب جو احوال شریفہ مسیرہ نے سنائے آپ کی محبت ان کے دل میں بڑھی۔ اور انہوں نے آپ کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا، آپ نے اپنے مہربان چچا ابو طالب سے ذکر کیا وہ بہت خوش ہوئے چنانچہ انہوں نے آپ کا نکاح حضرت خدیجہ سے کر دیا پچیس سال حضرت خدیجہ حیات رہیں جب آپ کا سن مبارک پچاس سال کا ہوا اور نبوت کا سوال سال تھا آپ داخل بہشت ہوئیں اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کے بارہویں سال حراج شریف کے واقعہ کے بعد آپ رحلت فرمائے خلد برس ہوئیں، ان کی حیات میں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے ان سے متولد ہوئے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ صاحبزادے بھی چار تھے۔ قاسم، زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ اور عبد اللہ، طیب اور طاهر عبد اللہ کے القاب شریف تھے اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ طیب اور طاهر عبد اللہ کے سوا دو فرزند اور تھے ان کے سواے ماریہ قبطیہ سے ذی الحجہ ۱۰ ہجری کو ابراہیم متولد ہوئے پندرہ ماہ کے ہو کر ۱۰ ہجری کو انتقال فرمائے باقی ازواج مطہرات میں کسی سے اولاد نہیں ہوئی جب آپ کی عمر بقول مختار پینتیس برس کو پہنچی قریش نے کعبہ معظمہ کو توڑ کر از سر نو بنایا آپ بھی ان کے ساتھ شریک ہوئے اور حجرِ اسود کو آپ نے اس کی جگہ رکھا۔

يَا دَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِ

۱۰ قاسم ہی کے مبارک نام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم تھی خود رسالی میں انتقال فرمایا ۱۰ زینب کا نکاح ابوالواہل بن ربیع سے ہوا دو بچے ہوئے علی۔ اور انہوں نے جوانی کے قریب انتقال کیا امامہ ان کا نکاح حضرت فاطمہ کے بعد پہلے حضرت علی سے ہوا پھر اوروں سے ہوا اولاد بھی ہوئی لیکن نسل نہیں چلی زینب کا انتقال آپ کی حیات میں ہوا ۱۰ رقیہ کا نکاح پہلے آپ کے اپنے فرزند عم عتبہ سے ہوا پھر ابولہب سے کیا پھر حضرت عثمان سے کیا ان سے ایک لڑکے متولد ہوئے خود رسالی میں انتقال ہوا اور رقیہ نے بھی رحلت فرمائی ۱۰ ام کلثوم کا نکاح پہلے عتبہ سے ہوا پھر رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان سے کیا یہ بھی آپ کی حیات میں فوت ہوئی ۱۰ فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے کیا ان کی اولاد صرف ہوا اور نسل باقی ہے آپ کی رحلت کے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا ۱۰ عبد اللہ کی ولادت شریف نبوت کے بعد ہوئی خود رسالی میں انتقال کیا، طیب اور طاهر ان کے مبارک القاب تھے بعض علماء کا قول ہے کہ یہ دوسرے دو فرزند تھے جو حضرت خدیجہ سے ہوئے تھے۔

گیارہواں محسنہ نبوت کے بیان میں

جس وقت نبوت کا آفتاب جہاں تاب طلوع کے قریب ہوا آپ سچی خوابیں دیکھنے لگے جو رات کو دیکھنے صبح کو معائنہ فرماتے، دنیا سے منہ پھیر کر خلوت میں اللہ کی یاد فرمانے لگے ہر درخت اور پتھر بہ آواز آپ کو **السَّلَامُ سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** کہنے لگا۔

محمد بن اسحاق علامہ بیہقی اور ائمہ علمائے کبار نے کہا ہے کہ جب آپ کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی خواب میں آپ کو وحی ماہ ربیع الاول میں ہوئی اور پھر چھ ماہ بعد ماہ رمضان میں حضرت جبریل آپ کے پاس وحی لے کر پہنچے اس قول کے بموجب نبوت کا زمانہ بائیس سال چھ ماہ ہے اور چھ ماہ نبوت خواب کا زمانہ ہے حافظ ابن عبدالبر اور دوسرے اکابر نے کہا ہے کہ جب آپ کی عمر شریف اسی سال چھ ماہ کی ہوئی ماہ رمضان میں آپ کو خواب میں وحی ہوئی اور پھر چھ ماہ بعد جب آپ کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی ماہ مبارک ربیع الاول میں جبریل آپ کے پاس وحی لے کر پہنچے، اس قول کی رو سے نبوت کا زمانہ پورے تیس سال ہے اور چھ ماہ خواب کی نبوت کا زمانہ اس کے علاوہ ہے۔

آپ غارِ حرا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے حضرت جبریل وحی لے کر آپ کے پاس پہنچے سرورہ اقرار **مَا لَمْ يَخْلُصْ** تک آپ کو تعلیم دی اس کے بعد تین برس تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی آپ کو اس کا بڑا رنج تھا۔ کبھی آپ خیال فرماتے تھے کہ پہاڑ کی چوٹی پر سے اپنے کو گرا کر ہلاک کر دیں اس خیال کے آتے ہی حضرت جبریل حاضر ہو کر آپ کو تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے تم اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہو، تین سال کے بعد سورہ مدثر نازل ہوئی اور پھر پے پے وحی نازل ہونے لگی۔

عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں، مردوں میں حضرت ابو بکر، اڑکوں میں حضرت علی، غلاموں میں حضرت بلال اور آزاد شدہ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ۔ آپ نے اللہ کا پیام اس کے بندوں کو پہنچایا۔ کافروں پر یہ بات بہت شاق گزری۔ ان بدبختوں نے طرح طرح سے آپ کو ستانا شروع کیا۔ ایک دن آپ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔ بدبخت عقبہ بن ابی معیط نے آکر آپ کو مردوشانوں سے پکڑا اور اپنا پٹکا آپ کے نازنین گلے میں ڈال کر بہت شدت سے گھونٹا۔ اسی اثناء میں حضرت ابو بکر تشریف لے آئے اور ہلا کر بولے **اَقْتُلُنِي رَجُلًا اَنْ يَقُولَ رِيَّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ** یعنی آیاتم اس شخص کو مارے ڈالتے ہو جو کہتا ہے میرا اپنے والا اللہ ہے اور پھر جبکہ وہ کھلی نشانیاں بھی تمہارے پاس لایا، اور

یہ کہہ کر حضرت ابو بکر نے آپ کو اس بد بخت سے چھڑایا۔

ایک دن آپ مسجد حرام میں نماز پڑھ رہے تھے قریش کی ایک جماعت بیٹھی آپ کو دیکھ رہی تھی وہ بولی اگر کوئی شخص او جھڑی لا کر آپ پر ڈال دے تو لطف آئے۔ بد بخت عقبہ نے کہا یہ کام بڑے شوق سے میں کروں گا، چنانچہ وہ جا کر او جھڑی لایا اور جب آپ سجدہ میں تشریف لے گئے اس نے پشت مبارک پر او جھڑی رکھ دی۔ اس خیال سے کہ نجاست پھیل نہ جائے آپ نے سجدہ سے سر مبارک نہ اٹھایا اور سجدہ ہی میں رہے یہاں تک کہ آپ کی صہا جزادی حضرت فاطمہ کو خبر ہوئی اور انھوں نے آ کر او جھڑی اٹھائی۔

سید الشہداء رحمہم جناب مصطفیٰ حضرت حمزہ کا اسلام لانا

ایک دن آپ صفا کے پاس تشریف فرما تھے۔ رئیس اشقیار ابو جہل کا گزر اُدھر سے ہوا آپ کو دیکھ کر اس بد بخت نے آپ کو بہت کچھ سخت و سست کہا آپ نے خاموشی اختیار فرمائی اور اپنے گھر تشریف لے آئے۔ عبداللہ بن جدعان کی ایک لونڈی یہ ماجرا دیکھ رہی تھی۔ اتفاق سے اس نے آپ کے چچا حمزہ کو شکا سے آتے دیکھا اس وقت تک آپ مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے اس لونڈی نے ان سے کہا اے ابوعمارہ، تم اس وقت اگر اپنے برادر زادے محمد بن عبداللہ کی حالت دیکھتے تو تم کو کتنی رنج ہوتا وہ یہاں بیٹھے تھے ابو الحکم عمرو بن ہشام یعنی ابو جہل کا گزر ہوا اور اس نے محمد کو بہت کچھ برا کہا وہ خاموش رہے اور اپنے گھر کو چلے گئے یہ سن کر حمزہ کے دل میں آپ کی محبت نے جوش مارا وہ غصہ میں بھر کر مسجد حرام گئے اور وہاں ابو جہل اپنے رفقا کے ساتھ بیٹھا تھا آپ نے پہنچ کر اس کے سر پر بڑے زور سے اپنی کمان اٹھا کر ماری، وہ زخمی ہوا اور پھر اس سے کہا تم میرے بھتیجے محمد کو گالباں دیتے ہو لو میں ان کے دین پر موتا ہوں اور وہی کہتا ہوں جو وہ کہتے ہیں اگر تم میں مہمت ہے تو ذرا میری تردید کرو، ابو جہل کے رفقا نے ارادہ کر لیا کہ حضرت حمزہ پر حملہ کریں لیکن ابو جہل نے ان کو روک دیا اور کہانی الواقع میں نے آج ان کے بھتیجے کو بہت کچھ برا کہا ہے، حضرت حمزہ وہاں سے بیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضرت عمر فاروق کا اسلام لانا

جب کفار کی ایذا رسانی حد سے تجاوز کر گئی آپ صفا کے نیچے دار ارقم میں اپنے اصحاب کو

لے کر جن کی تعداد اتالیس تھی پناہ گزیں ہو گئے۔ تقریباً ایک ماہ وہاں آپ نے قیام فرمایا، پھر آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ تو اسلام کو عمر بن الخطاب یا ابو جہل بن ہشام کے ایمان لانے سے عزت بخش آپ کی دعا عمر کے حق میں مستجاب ہوئی اور وہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

ابن عباس کہتے ہیں میں نے عمر سے اُن کے اسلام لانے کا واقعہ دریافت کیا انہوں نے کہا ایک دن سخت گرمی پڑ رہی تھی میں دوپہر کو کسی کام سے گھر سے نکلا مجھ کو راستہ میں ایک قریشی ملا اس نے کہا تم اپنے کو مذہب کا بڑا پابند سمجھتے ہو، اب تمہارے اپنے گھر میں کیا مورہا ہے میں نے دریافت کیا کہ معاملہ کیا ہے۔ اس نے کہا تمہاری بہن آمنہ اور اس کے شوہر سعید بن زید بن عمرو بن نوفل اسلام لائے ہیں، یہ سن کر میں غصہ کی حالت میں اپنی بہن کے گھر روانہ ہوا۔

بعض روایات میں آیا ہے کافروں کے بھڑکانے سے عمر اپنے گھر سے ہتھیار بند ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی نیت سے نکلے تھے ان کو راستہ میں سعد بن ابی وقاص زہری ملے۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ ان کو نعیم بن عبد اللہ ملے جو بنی عدی میں سے تھے ملنے والے نے ان سے دریافت کیا کہ اس وقت کہاں جا رہے ہو انہوں نے اپنے بڑے ارادے سے مطلع کیا وہ بولے اے عمر تم جیسا حقیر یہ کام کیا کرے گا اور خدا نخواستہ اگر تم نے یہ کام کر بھی لیا تو کیا تم کو بنی ہاشم اور سہمی زہرہ یا بنی عبد مناف زندہ چھوڑ دیں گے، یہ سن کر عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے تم اسلام لائے ہو لہذا میں پہلے تمہارا ہی کام تمام کرتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا اے عمر تم میرا کیا کر سکتے ہو بے شک میں ایمان لائے ہوں، جاؤ پہلے اپنی بہن آمنہ اور ان کے شوہر سعید کی تو خبر لو یہ سن کر عمر غصہ کی حالت میں اپنی بہن کے گھر روانہ ہوئے، آمنہ اور ان کے شوہر خطاب بن الادریس سے سورہ طہ پڑھ رہے تھے۔ عمر کی آہٹ یا کہ خطاب اندر کوٹھری میں چھپ گئے اور یہ دونوں خاموش ہو بیٹھے۔ عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے تم دونوں مسلمان ہو گئے ہو، آمنہ نے کہا اگر تمہارے دین کے سوا کسی دوسرے دین میں حق ہو تو اس کے قبول کرنے میں کون سی قباحت ہے یہ سن کر عمر نے سعید کو زمین پر گرا دیا۔ آمنہ اُن کو چھڑانے آئیں۔ عمر نے اُن کے منہ پر اس زور سے ہاتھ مارا کہ خون بہنے لگا۔ وہ جوش الہامی میں بھر کر بولیں، اے عمر، کان کھول کر سن لو، ہم دونوں ایمان لائے ہیں پھر انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا اور پھر کہا اب جو تمہاری مرضی میں آئے کرو، عمر نے جب آمنہ سے یہ الفاظ سنے اور ان کے چہرہ پر خون بہتا ہوا دیکھا سعید کو چھوڑ کر الگ ہو بیٹھے، پھر انہوں نے کہا، مجھ کو ذرا وہ تحریر دکھاؤ جس کو تم دونوں پڑھ رہے تھے آمنہ نے کہا تم ناپاک ہو، پہلے نہاد و صنوکرو اور پھر اللہ کے کلام کو ہاتھ لگاؤ، عمر فوراً اٹھے اور نہاد دھوکا آئے اور اپنی بہن سے وہ مبارک تحریر لی انہوں نے سورہ طہ کو ابتدائے سورت سے اتم الصلوٰۃ لیکری تک پڑھا۔ ان پر فوری اثر ہوا وہ بولے جو ذات پاک اس

طرح ارشاد فرمائے، اس کے ساتھ کسی دوسرے کو عبادت میں شریک کرنا یقیناً ظلم ہے مجھ کو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ تک پہنچاؤ، خباب کو ٹھہری میں بیٹھے اس گفتگو کو سن رہے تھے جب انھوں نے عمر سے یہ آخری الفاظ سنے فوراً باہر نکل آئے اور عمر سے کہنے لگے اے عمر تم کو بشارت ہو میں نے کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے سنی ہے اللہم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب اور جبار بن جہل بن ہشام یعنی بارہوی تو اسلام کو عمر بیٹے خطاب یا ابو جہل بیٹے ہشام کے ایمان لانے سے عزت بخش، اے عمر میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ یہ دعا تمہارے حق میں مقبول ہو یہ سن کر عمر کا اشتیاق مزید بڑھا اور وہ خباب اور سعید کے ساتھ دار اہل بیت کو روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، صحابہ نے دروازہ کی جھری میں سے عمر کو دیکھا وہ کچھ پریشان ہوئے اسد اللہ حضرت حمزہ نے فرمایا کیوں پریشان ہوتے ہو، دروازہ کھول دو اگر عمر کسی بری نیت سے آیا ہے اس کو فوراً قتل کر دیا جائے گا اور اگر بھلائی کے ارادہ سے آیا ہے تو اس کو قبول کر لیا جائے گا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمرہ میں تھے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ صحابہ نے دروازہ کھولا اور عمر مکان میں داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حجرہ شریفہ سے باہر تشریف لائے صحن میں عمر سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے عمر کو دیکھ کر فرمایا اے عمر کیا اب تک گمراہی اور بدبختی نے تیرا ساتھ نہیں چھوڑا ہے کیا تو بھی ولید بن المغیرہ کی طرح ذلت اور عذاب میں مبتلا ہونا چاہتا ہے، پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ عمر بن الخطاب حاضر ہے اے اللہ تو دین کو عمر بن الخطاب کے اسلام لانے سے عزت بخش، پھر آپ نے عمر کو پوری طرح ان کے کپڑوں سے پکڑ کر حرکت دی عمر پر آپ کی ہیبت اتنی غالب ہوئی کہ ان کے بدن پر لڑھکے طاری ہو گئے گھٹنوں کے بل پر گر پڑے اور انھوں نے بڑی عاجزی اور اخلاص مندی سے تباہ کن بند کلمہ شہادت پڑھا۔ عمر کے اسلام لانے سے سب صحابہ کو جو کہ اس جگہ دار اہل بیت میں موجود تھے بڑی مسرت حاصل ہوئی انھوں نے خوش ہو کر اس زور سے اللہ اکبر کا مبارک نعرہ لگایا کہ وادی حرم میں ان کی آواز گونج گئی۔ اور سب کفار مستحیر تھے کہ یہ کیا واقعہ ہے جس کی مسلمان خوشی منسائے ہیں

چلے تھے عمر گھر سے کسی کام سے
نہ تھے کچھ بھی واقف وہ انجام سے
صدا دی یہ ہاتھ نے بس اے عمر
نصیب اپنا لے جا کے اسلام سے

ابن ماجہ اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت عمر اسلام لائے جبریل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا اے محمد اہل آسمان عمر کے اسلام لانے پر ایک دوسرے کو بشارت دے رہے ہیں اور اظہار مسرت کر رہے ہیں۔

اسلام سے مشرف ہوتے ہی آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ کیا ہم حق

پر نہیں ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا، تم ہے اس ذات پاک کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے یقیناً تم حق پر ہو، عرض کیا، پھر ہم کیوں اپنے دین کو پوشیدہ رکھیں، آپ نے فرمایا اے عمر ہماری جماعت تھوڑی ہے اور تم دیکھ چکے ہو جو تکالیف ہم کافروں کے ہاتھ سے برداشت کر چکے ہیں عرض کیا تم ہے خدا کی میں دینِ برحق کا اظہار کر کے رہوں گا بارِ رسول اللہ آپ ہمارے ساتھ چلیں تاکہ ہم علانیہ بیت اللہ شریف کا طواف کریں اور نماز پڑھیں چنانچہ آپ صحابہ کی جماعت کو لیکر مسجد حرام کو روانہ ہوئے، حضرت عمر کے ہاتھ میں بے نیام تلوار تھی ان کے پہلو میں اسد اللہ حضرت حمزہ تھے ان ہر دو شیرانِ اسلام کے پیچھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک جماعت کو ساتھ لئے تشریف لے جا رہے تھے مسجد حرام میں جب یہ مبارک جماعت اس کیفیت سے داخل ہوئی کافروں پر بالوسی چھا گئی۔ انھوں نے عمر سے پوچھا کہ کیا خبر لائے ہو آپ نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی خبر لایا ہوں اور خوب کان کر سن لو اگر تم میں سے ایک شخص نے بھی حرکت کی تو قسم ہے رب کعبہ کی میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔

یہ پہلا دن تھا جو اسلام کی قوت کا مظاہرہ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور نماز ادا فرمائی۔ اسی دن حضرت عمر کو مبارک خطاب فاروق کا ملا۔

اسلام میں پہلا مبارک خون جو اللہ کی راہ میں بہا

اسلام کی عزت دیکھ کر کافروں کے تن میں عداوت اور عناد کی آگ بھڑک اٹھی انھوں نے ضعیف اور عاجز مسلمانوں پر دستِ تعدی دراز کیا چنانچہ عمّار بن ابیہر کی والدہ سمیہ بنت حبّاط جو ابو جحلفہ بن المغیرہ کی لونڈی تھیں اس ظلم کا شکار ہوئیں۔ کافر ہر روز ان کو سخت سے سخت تکلیف دیتے تھے تاکہ وہ اسلام کو چھوڑ دیں لیکن وہ اس دینِ برحق کو کہاں چھوڑنے والی تھیں انھوں نے بڑے استقلال سے تمام شدائد کو جھیلا۔ ایک دن کافران کو مار پیٹ کر رہے تھے ابو جھل کھڑا دیکھ رہا تھا جب نتیجہ کچھ نکلتے نہ دیکھا چہرہ مار کر شہید کر دیا۔

زنِ پاکِ طہنتِ نخستین شہیدہ
دلش پر زاریقان و نورِ خدا بود
بہ صد شوق تاجِ کرامتِ پیوستہ
روانشِ بیاسود در باغِ رفہواں

ہزار آفریں بر روانِ سمیتہ
بگردابِ زحمتِ تنشِ مبتلا بود
بہ صد ذوقِ جامِ شہادتِ بنوئید
تنشِ پارہ شد گزدستِ لیماں

قریش کا معاہدہ بنی ہاشم کی مخالفت پر

کافروں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر صحابہ محفوظ مقامات پر ہجرت کرنے لگے، ان کے جانے سے ہر طرف اسلام کا چرچا مچنے لگا۔ قبیلہ میں اسلام کی اشاعت ہوئی ان حالات سے اہل مکہ بہت پریشان ہوئے انہوں نے مشورہ کیا، سب کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا جائے اس مشورہ کا علم ابو طالب کو بھی ہو گیا۔ انہوں نے تمام بنی ہاشم کو جمع کیا ان سے مشورہ کیا۔ آخر یہ قرار پایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت ہر طرح سے کی جائے گی بنی ہاشم میں سے صرف ایک ابولہب بن عبدالمطلب نے آپ کی حمایت اور حفاظت کی حامی نہ سہی۔ باقی سب نے ابو طالب کا ساتھ دیا اگرچہ بنی ہاشم میں اکثریت ان کی تھی جو دائرہ اسلام میں داخل نہ ہوئے تھے لیکن قومیت کے سوال نے ان کو ایک کر دیا تھا۔ اہل مکہ کو جب بنی ہاشم کے اس ارادہ کا علم ہوا تو وہ جمع ہو کر ابو طالب کے پاس آئے اور ان سے کہا ہم تم کو رنج پہنچانا نہیں چاہتے ہم عمارۃ بن ولید کو جو جوانوں میں بڑا ہی وحشیہ جوان ہر تمہاری خدمت میں پیش کرتے ہیں تم اس کو اپنی فرزندیت میں قبول کرو اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ کر دو، تاکہ ہم ان کو (العیاذ باللہ) قتل کر دیں۔ ابو طالب نے یہ سن کر جواب دیا اور کیا ہی اچھا جواب دیا ہے ان کا جواب لائق ہے کہ الواح سیمین پر آب زر سے لکھو یا جائے۔ وہ کہتے ہیں اے جماعت قریش، تم نے میرے ساتھ کچھ بھی انصاف سے کام نہ لیا، تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے بیٹے کو لے کر پرورش کروں اور پالوں اور اپنے فرزند کو جس کی میں نے ہمیشہ خدمت کی ہے تمہارے حوالے کر دوں تاکہ تم اس کو قتل کر دو، یہ کہہ کر ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف التفات کیا اور ان سے کہا۔

وَاللّٰهُ لَنْ يَّصِلُوْا اِلَيْكَ جَمِيْعَهُمْ
فَاَصْدَعْ بِاَمْرِكَ مَا عَلَيْكَ غَضَاوَةٌ
وَدَعَوْتُنِيْ وَعَلِمْتَ اَنَّكَ نَارِ حِي
لَوْلَا الْمُسَبَّةُ اَوْ حَذَارُ مَلَا مَةٍ
حَتّٰى اَوْسَدَ فِي التُّرَابِ دَفِيْنَا
وَالْبَشْرِ بَدَاكَ وَتَرَسَ مِنْكَ عِيُوْنَا
وَلَقَدْ دَعَوْتُ وَكُنْتَ لَمْ اَمِيْنَا
لَوْجَدْتُنِيْ سَمَحًا بَدَاكَ مُبِيْنَا

یعنی اللہ کی قسم ہے جب تک زمین کے نیچے مٹی کے تکیہ پر میرا سر رکھ کر مجھ کو دفن نہیں کر دیا جاتا، اور میں مر نہیں جاتا یہ لوگ باوجود اپنے جتنے نبی اور جمع آوری کے ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکتے اور تمہارا بال تک بیکہ نہیں کر سکتے، لہذا تم کو قطعاً کسی نذرت یا تکلیف کا کھٹکا نہ ہونا چاہیے اور تم خوب اچھی طرح حق کا اظہار کرو اور اپنے کام کو خوبی کے ساتھ انجام تک پہنچاؤ، تم کو مسیری حمایت

کی بشارت اور خوشخبری ہو، اور تمہاری ذات گرامی کی وجہ سے سب کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں یعنی آپ حیات رہیں اور آپ کی وجہ سے سب مسرور رہیں (بے شک تم نے مجھ کو اپنے دین کی دعوت دی ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم نے یقیناً مجھ کو سفید اور صحیح مشورہ دیا ہے تم نے مجھ کو سفید مشورہ دے کر کوئی نئی بات کی نہیں ہے تم تو پہلے ہی سے امین ہو (امانت اور راستی تمہاری طبیعت میں ہے) اگر مجھ کو عن طبعن یا ملامت اور عار کا کھٹکا نہ ہوتا تو تم دیکھ لیتے کہ میں تمہاری دعوت پر لبیک کہتا اور تمہارے مشورہ پر بہ بانگ دہل عمل کرتا، ابو طالب سے یہ جواب سن کر کافروں نے پھر مشورہ کیا ان کے بڑوں نے کہا کہ نرمی سے کام نہیں چل سکتا، لہذا کوئی سخت قدم اٹھایا جائے چنانچہ بہ اتفاق پہلے پایا کہ سوائے ابولہب کے تمام بنی ہاشم کو شہر سے نکال دیا جائے اور ان سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لئے جائیں دانہ پانی تک ان سے روکا جائے اور اس وقت تک یہی صورت رکھی جائے کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالے نہ کر دیں، کافروں کے سر پر آردہ افراد بیت اللہ شریف کے پاس جمع ہوئے انہوں نے اس مضمون کا عہد نامہ لکھا اور اس پر سب نے اپنی تصدیق اور رضامندی کا اظہار کیا اور پھر اس کو مزید تقویت دینے اور واجب التنفیذ ثابت کرنے کے لئے بیت اللہ شریف میں لٹکا دیا یہ معاہدہ نبوت کے ساتویں سال پہلی محرم کو لکھا گیا اور پورے دو سال تک اور بعض روایات میں ہے کہ پورے تین سال تک کافروں نے اس عہد نامہ پر سختی سے عمل کیا سوائے ابولہب کے ابو طالب تمام بنی ہاشم کو لے کر مکہ مکرمہ سے باہر ایک گھھاٹی میں اس تمام مدت پڑے رہے یہ گھھاٹی اس کے بعد سے شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہوئی۔ بنی ہاشم نے اس مدت میں طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کیں لیکن آپ کی حفاقت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی۔

چونکہ یہ سراسر ظلم اور ستم کا معاہدہ تھا اس لئے اہل مکہ میں سے بعض افراد نے اس ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ دوسری طرف جناب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے چچا ابو طالب سے فرمایا قریش نے جو عہد نامہ مقاطعہ کا لکھا کر بیت اللہ شریف میں لٹکایا تھا اس کو دیکھ چاٹ گئی ہے سوائے اللہ کے نام کے اس تحریر میں کوئی لفظ باقی نہیں ہے ابو طالب نے اہل مکہ سے یہ بات کہی۔ انہوں نے کہا اگر واقعہ یہی ہے تو ہم معاہدہ کو ختم کر دیں گے چنانچہ وہ گئے اور عہد نامہ کو دیکھا جس نے وہی صورت پائی جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمائی تھی، سب کافر حیران تھے کہ یہ ماجرا کیا ہے باطل کو شکست ہوئی اور صداقت کا بول بالا ہوا، ابو طالب آپ کو اور اپنی قوم کو لے کر عزت اور احترام کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے باوجود دے کہ کفار بے شمار معجزات دیکھتے تھے اپنی گمراہی سے باز نہ آتے تھے۔ ہر گھڑی آپ کو آزار پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔

زحمت و رنج و مصیبت پہ وہ دریائے کرم صبر فرماتے تھے مقدور لبث سے باہر

ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے آپ سے کہا یا رسول اللہ آپ پر اُحد کی لڑائی کے دن سے زیادہ سخت کوئی دن نہ گزرا ہوگا کیونکہ اس دن آپ کا سر مبارک زخمی ہوا اور دندانِ شریف شہید ہوا۔ آپ نے فرمایا اے صدیقہ، ایک دن میں نے کافروں کی ایک جماعت کو اسلام کی دعوت دی۔ میں نے ہر حیدان کو نصیحت کی اور سمجھایا لیکن انھوں نے میری ایک بات بھی نہ سنی بلکہ مجھ کو جھوٹا سمجھ کر مجھ پر اتنا ظلم کیا کہ میری پنڈلیاں خون آلودہ ہو گئیں۔

پائے نازک وہ کہ جس پر برگ گل بھی باہر ہے

پائے ہدا فوس خارِ ظلم سے افکار ہے

میں نے جناب الہی میں اپنے رنج کا حال عرض کیا۔ اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ آیا جو پہاڑ کا ٹوٹا تھا اس نے مجھ سے اجازت چاہی تاکہ پہاڑ اور زمین کو توڑ کر کافر کا نام و نشان تک باقی نہ چھوڑے میں نے اس کو جواب دیا کہ میں خلق کے واسطے رحمت بن کر آیا ہوں ان کو ہلاک کرانے کے لئے نہیں آیا ہوں

واہ تکلیس انتقامت واہ واہ واہ |

جن سے رحمت پائی رحمت ان پہ کی | دی پناہ ان کو جو کرتے تھے تباہ

سچ ہے ہو عالم کی رحمت اور پناہ

جب عمر شریف پچاس برس کو پہنچی قوم جن مشرف بہ اسلام ہوئی، ابو طالب نے انتقال کیا۔ اور بقول مشہور حضرت خدیجہ کا بھی اسی سال انتقال ہوا اور حضرت عائشہ کا آپ سے نکاح ہوا اور حضرت سودہ ازواجِ مطہرات میں داخل ہوئیں۔ چار سو درہم ان کا ہر تھا۔

یا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كَلَامًا

بارہواں محسنہ معراج شریف کے بیان میں

جب عمر شریف باون برس کو پہنچی اور نبوت کا بارہواں سال تھا، ستائیس رجب کو معراج شریف ہوئی۔ یہ مشہور قول ہے جس کو علامہ ابن عبد البر۔ ابن قتیبہ، حافظ عبد الغنی مقدسی اور نووی نے ترجیح دی ہے۔ علامہ ابن اثیر، قسطلانی اور دوسرے اکابر نے کہا ہے کہ ماہ ربیع الاول میں معراج شریف ہوئی ہے۔ بعض علمائے کچھ اور مہینوں میں معراج شریف کو کہا ہے پیر کی رات تھی، آپ استراحت فرما رہے تھے کہ جبریل آستانہ علیا پر براق لے کر حاضر ہوئے یہ براق آپ کا عاشق زار تھا۔ آواز سن کر آپ بیدار ہوئے جبریل نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور آپ کو اپنے پاس بلا یا ہے۔ تاکہ آپ کو ایسی بزرگی اور منزلت عنایت کرے جو کسی پیغمبر کو عنایت نہیں کی، آپ نے آب زمزم سے غسل فرمایا اور براق پر سوار ہوئے

ایک روایت میں ہے کہ براق پر سوار ہوتے وقت آپ کو تامل ہوا۔ اسی وقت حضرت علام الغیوب سے جبریل کو حکم پہنچا کہ میرے حبیب سے تامل کا سبب دریافت کرو، جبریل نے عرض کیا آپ نے فرمایا اللہ نے میرے واسطے براق بھیجا، فرشتوں کو سیرا منتظر کیا مجھ کو یہ عزت عنایت کی، مجھ کو انبی امت کا خیال ہے وہ قیامت کے دن قبروں سے بے سرد سامان نکلے گی، پل صراط پر اس کا گزر کیسے ہوگا اسی وقت اللہ تعالیٰ کا فرمان پہنچا کہ اے میرے حبیب تم اپنے دل پر غم مت لاؤ، ہم نے جس طرح تمہارے واسطے براق بھیجا ہے اور اس پر سوار کر کے تم کو بلایا ہے۔ اسی طرح قیامت میں تمہاری امت کے ہر فرد کے واسطے براق بھیجنا اس پر سوار کر کے جنت میں داخل کریں گے۔

محمد شاد شد از وعدہ دوست ز ہے آل وعدہ کال وعدہ اوست

یہ سن کر آپ نے سواری کا قصد فرمایا، براق نے شوخی اور تندی شروع کی اور تم کھائی کہ مجھ پر سوائے محمد کے جو اللہ کے رسول اور صاحب قرآن ہیں کوئی سوار نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا میں ہی محمد اللہ کا رسول ہوں۔ جبریل نے کہا اے براق، اللہ کی قسم ہے، تجھ پر سوائے محمد کے کوئی سوار نہیں ہوا ہے۔ اللہ کے نزدیک کوئی پیغمبر محمد سے بڑھ کر بزرگی اور مرتبہ میں نہیں ہیں یہ تمام عالم کا خلاصہ ہیں یہ سن کر براق کانپنے لگا۔ اور اس نے کہا مجھ پر سختی نہ کرو میں بھی حاجت مند ہوں۔ حضرت رحمۃ للعالمین نے فرمایا اے براق تیری کیا حاجت ہے اس کو بیان کر، عرض کیا قیامت کے دن ہزاروں ہزار براق آپ کی سواری کی تمنا میں تھڑے ہوں گے یہ نہ ہو کہ اس دن آپ میری طرف التفات نہ فرمائیں اور کسی دوسرے پر سوار ہو کر مجھ کو رشک کا داغ دیں آپ نے وعدہ فرمایا اور پائے مبارک رکاب میں ڈالا۔

مشرف ہو کے حضرت سے بہ یک بار

نظر تھی برق تھی یا اک ہوا تھی

وہ پہنچا مسجد اقصیٰ میں حرم

چلا جسم براق برق رفتار

تو سرعت اس کی کیا کہیے کہ کب تھی

بہ یک لمحہ بہ یک لمحہ بہ یک دم

بیت المقدس میں آپ نے فرشتوں کی ایک جماعت کو اور تمام انبیاء کو صف بہ صف بٹھرایا، سب آپ کا انتظار کر رہے تھے، جبریل نے آپ کو امام بنایا آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہونے پر جبریل سے دریافت کیا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں۔ انہوں نے کہا یہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین محمد ہیں، دریافت کیا، کیا ان کو اللہ نے بلایا ہے جبریل نے ہاں میں جواب دیا، سب نے کہا اللہ سلامت رکھے ہمارے بھائی اور خلیفہ کو، وہ بہت اچھے بھائی اور بہت ہی اچھے خلیفہ ہیں، پھر مرثی نے اللہ کی تعریف کی اور ہر ایک نے

ان انعامات کا بیان کیا، جو اللہ تعالیٰ نے اس پر کئے ہیں۔ آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا تم سب نے پروردگار کی تعریف بیان کی اور اس کے انعامات کا ذکر کیا۔ میں بھی پروردگار تبارک و تعالیٰ کی تعریف بیان کرتا ہوں اور اس کے انعامات کا ذکر کرتا ہوں اور کہتا ہوں، سب تعریفیں اللہ جل جلالہ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو سائے جہاں کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا، سب کے لئے مجھ کو بشیر اور نذیر بنا یا یعنی خوش خبری دینے والا اور عذاب الہی کی خبر سنانے والا، مجھ پر قرآن مجید نازل کیا اس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے میری اُمت کو امتِ وسط قرار دیا۔ یعنی سب سے بہتر ہے وہ جنت میں سب سے پہلے جائے گی اگرچہ وجود میں وہ سب سے آخر ہے۔ مجھ کو شرح صدر سے مشرف کیا، مجھ پر سے گناہوں کا بوجھ اٹھایا، میرا ذکر بلند کیا، ملائکہ اعلیٰ میں میرا ذکر کیا جاتا ہے میرے نام کو جنتوں کے لئے زینت بنایا، میرے نام کو اپنے نام سے ملا کر تمام منبروں پر اور سر تکبیر و اذان میں، سب کی زبان پر جاری کیا، مجھ کو ابواب ایمان اور سعادت کا فاتح کیا اور مجھ پر نبوتِ حتم کر کے خاتم الانبیاء بنا یا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سن کر تمام انبیاء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تم سب پر محمد کو ان اوصاف سے فضیلت دی ہے۔

آنچہ دے آنجا بہ بینائی رسید
اس کے بعد آپ اور پروردگار نے پہلے آسمان پر پہنچے، جبریل نے دروازہ کھلوایا وہاں کے دربان اسماعیل فرشتہ نے پوچھا کون ہیں، جبریل نے کہا۔ اللہ کے رسول محمد تشریف لائے ہیں، اس نے دریافت کیا، کیا ان کو بلایا ہے، جبریل نے کہا ہاں بلایا ہے اس نے دروازہ کھول کر کہا وہ اچھے آئے اور ان کی آمد مبارک ہے وہاں آپ کی ملاقات حضرت آدم سے ہوئی رہاں سکر دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ سے ملاقات ہوئی تیسرے آسمان پر حضرت یوسف سے چوتھے آسمان پر حضرت ادریس سے پانچویں آسمان پر حضرت اسحاق اور حضرت ہارون سے چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی۔

وہاں سے چلے جبکہ خیر البشر
ہوئے آبدیدہ جناب کلیم
سبب کیا ہے رونے کا تباہی
وہ بڑے مرے بعد کی ہے عطا
سمجھتا تھا میں بعد میرے کبھی
مگر آج میں دیکھتا ہوں غیاں
کیا تو نے رتبہ کو ان کے سوا
بہ صد نشان و شوکت بہ صد گز و فر
تو یوں ان کو پہنچا پیام کریم
یہ کس بات کا علم ہے فرما بیجے
نبوت محمد کو اے کبریا
نہ برتر کوئی ہو گا مجھ سے نبی
کہ تو کب ہے بالا کو ان کا رواں
کسی کا نہیں ہم میں یہ مرتبہ

نبوت کو عام ان کی ایسا کیا
نبوت بھی ان کی ہے سب کیلئے
ہے امت بھی تعداد میں انتہا
وہ داخل بھی جنت میں ہو سکے پیش
ظہور اس کا آخر میں اس پر یہ حال

کہ سارے جہاں کے لئے کر دیا
شفاعت بھی ان کی ہے سب کیلئے
ہے گنتی میں کل امتوں سے سوا
تری نعمتوں میں ہے پیش پیش
سبب یہ ہے رونے کا اے ذوالجلال



ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم سے ملاقات ہوئی آپ بیت منور سے نیکہ لگائے بیٹھے تھے بیت منور
ساتویں آسمان پر بیت اللہ شریف کے محاذ میں سرخ یا قوت کا بنا ہوا ہے ستر ہزار فرشتے ہر روز اس کا
طواف کرتے ہیں جو ایک مرتبہ طواف کر لیتا ہے پھر قیامت تک اس کی نوبت نہیں آتی ہے۔

آپ جب ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر تشریف لے جاتے تھے تو حضرت جبریل مرآسمان
کا دروازہ اسی طرح پر کھلواتے تھے جس طرح پر پہلے آسمان کا دروازہ کھلوا یا تھا۔ اور ہر آسمان کا
دربان اسی طرح دریافت کرتا تھا اور پھر وہ آپ کو حسب سابق خوش آمدید کہتا تھا، حضرت جبریل مرآسمان
پر آپ کا سب سے تعارف بھی کراتے تھے۔ جس وقت آپ حضرت ابراہیم کے پاس پہنچے تو حضرت
جبریل نے کہا یہ آپ کے باپ ہیں آپ ان کو سلام کریں، چنانچہ آپ نے تحیہ سلام ادا کیا انھوں نے
جواب میں کہا خوب آئے اے نیک فرزند اور اچھے نبی، حضرت آدم اور حضرت اسماعیل نے بھی
سلام کے جواب میں یہی کہا تھا۔ باقی تمام انبیاء نے کہا تھا خوب آئے اے نیک بھلی اور اچھے نبی۔

حضرت ابراہیم نے آپ سے کہا اپنی امت سے کہدو کہ جنت کی زمین بھتی کے قابل ہے اور
وہ اس میں بہتی پودے لگائیں، آپ نے دریافت کیا، کس طرح، حضرت ابراہیم نے کہا لَاحُونَ دَلَا
قُوۡةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ دَلَالِہِ اِلَّا اللّٰهُ پڑھکر، ساتویں
آسمان کی سیر فرمانے کے بعد آپ عالم بالا کو روانہ ہوئے بہت سے حجاب طے کرنے کے بعد آپ
سدرۃ المنتہیٰ پہنچے، وہ بیر کا اتنا بڑا درخت ہے کہ اس کے سارے میں ستر برس سوار چلتا
رہے۔ اس کے ایک پتے کے سایہ میں ایک خلقت آسکتی ہے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اس کا
پتا بائیسویں آسمان کے کان کے برابر ہے اور اس کا ہر بیر ستر برس کے برابر ہے سدرۃ المنتہیٰ کو نور
اور فرشتوں نے گھیر رکھا ہے۔ زمین سے جو چیز جاتی ہے اس کی رسائی وہیں تک ہوتی ہے اور
جو حکم اللہ تعالیٰ کا آتا ہے پہلے وہاں پہنچتا ہے اور وہاں سے پھر عالم میں اس کی شہرت ہوتی ہے

نہ سحر کے با اور جیم کا زبر ہے۔ بروزن قمر، مدینہ منورہ کے مضافات میں ایک قریہ کا
نام ہے وہاں کے ٹکے مشہور ہیں۔

پانی، دودھ، شراب اور شہد کی چاروں نہریں وہاں سے نکلتی ہیں، اس سے اوپر کوئی نہیں جاسکتا حضرت جبریل نے آپ کے واسطے کرسی بچھائی، آپ اس پر تشریف فرما ہوئے، آپ کو ایک برتن میں شراب اور ایک برتن میں دودھ پیش کیا گیا۔ آپ نے دودھ والا برتن پسند فرمایا، آپ سے کہا گیا کہ آپ کی پسند بہت مبارک ہے آپ نے فطرت سے یعنی استقامت سے موافقت فرمائی ہے۔ یہ آپ کو اور آپ کی امت کو مبارک ہو، پھر آپ وہاں سے اوپر کو متوجہ ہوئے حضرت جبریل نے کہا مجھ کو اوپر جانے کی طاقت نہیں ہے اگر میں ایک قدم بھی آگے رکھ دوں الوارِ سجلی سے میرے سب پر جل جائیں۔

اگر یک سر ہوئے برتر پریم

فروعِ تجلی بسوزد پریم

آپ نے فرمایا اپنی کچھ حاجت بیان کرو، جبریل نے کہا کہ آپ دعا کریں تاکہ پل صراط پر میں اپنے پر قیامت کے دن فرش کردوں اور آپ کی امت بہ سہولت گزر جائے یہ سن کر آپ اوپر کو روانہ ہوئے اور مقامِ مستویٰ کو پہنچے وہاں آپ نے اوامر اور نواہی لکھنے والے فرشتوں کے اقلام کی آواز سنی۔ وہاں سے ترقی فرما کے عالم نور کو پہنچے وہاں پر براق رہ گیا اور رف رف سواری کے لئے پیش ہوا۔ معارج النبوه میں لکھا ہے کہ عرش مجید تک پہنچنے میں بہت سے حجاب راستے میں آئے رف رف نے ان سب کو پار کیا۔ صرف ایک حجاب آپ کے اور عرش کے مابین رہ گیا۔ اس وقت رف رف بھی غائب ہو گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس وقت ایک سواری گھوڑے سے ملتی ہوئی شکل کی ظاہر ہوئی اس پر سوار ہو کر یہ حجاب میں نے طے کیا پھر وہ بھی غائب ہو گئی۔ میں حیران رہ گیا۔ اس وقت ابو بکر کی آواز میں مجھ کو خطاب ہوا **فَاِنَّ رَبَّكَ لِيَصَلِّيْ** یعنی انتظار کرو تمہارا پروردگار تم پر اپنی خاص رحمت نازل فرماتا ہے، یہ آواز سن کر آپ کو اطمینان حاصل ہوا۔ سواہب اللدنیہ میں لکھا ہے مجھ کو خطاب ہوا اے خیر البریہ قریب ہوا اے احمد قریب ہوا اے محمد، حبیب کو قریب ہونا چاہیے پھر مجھ کو رب العزت نے اپنے قریب کیا جس کا بیان اس طرح ہے **ذِي فَتْدَتِي فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اِذَا دُنِيَ**۔ اے خیر البریہ کا خطاب سن کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ دنیٰ کو پہنچے جو خاص حضور کی مرتبہ ہے اور پھر اے احمد قریب ہو کے خطاب پر آپ مرتبہ تدنیٰ پر فائز ہوئے جو خاص تقرب کا مقام ہے اور پھر اے محمد قریب ہو کے خطاب پر آپ غلوت خانہ قاب قوسین میں تشریف فرما ہوئے اور تھدار دو کمان کی نزدیکی کا شرف حاصل کیا۔ اور پھر حبیب کو قریب ہونا چاہیے کے خطاب پر مرتبہ ادنیٰ کا ظہور ہوا جو کہ منتہائے مراتب اور خاص وصال کا مرتبہ ہے۔

عنقائے فہم بیچ کس از انبیا نہ رفت
ہر کس بہ قدر خویش بہ جائے رسیدہ است
آنجا کہ تو بہ بالِ کرامت پریدہ
آنجا کہ جائے نیت تو آنجا رسیدہ
پھر محرم اسرارِ فادحی الیٰ عبدیٰ ما اوحیٰ ہوئے حضرت رب العزت سے ہم کلام ہوئے جو کچھ آپ
سے ارشاد کرنا تھا وہ ارشاد فرمائیے دستِ بے کیف آپ کے پاک سینہ پر رکھ دیا اور آپ پر اوائل اور آواخر
کے تمام علوم کے دروازے کھول دئے۔

خاکی در آوجِ عرش منزل

امی و کتاب خانہ در دل

علوم اسرار کو پوشیدہ رکھنے کا حکم ملا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں علوم اسرار کی قوت برداشت
اور تاب تحمل میرے سوا کسی میں نہیں ہے اور بعض خاص علوم کا مجھ کو اختیار عنایت کیا کہ خواص میں
سے جس کو چاہوں سکھاؤں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے جس کا تذکرہ زرقانی نے کیا ہے کہ
خلفائے اربعہ سے آپ ان علوم اور معارف کا بیان فرماتے تھے اور علوم دین اور اسرارِ شریعت کو
خاص و عام تک پہنچانے کا حکم ہوا۔

نے وہم نہ درک میں سماوے
پہنچا یا یہاں پیام قدسی
اللہ کو بے نقاب دیکھا
دیکھا ہے جمالِ چشمِ سر سے
جو ناز و نیازِ وال ہوئے تھے
ہے اس کائناتِ نشاں سے باہر

دیکھا وہ جو عقل میں نہ آوے
اللہ سے سنا کلام قدسی
بے پردہ و بے حساب دیکھا
نظارہ کیا اسی نظر سے
جو راز و نیازِ وال ہوئے تھے
ہے اس کا بیاں بیاں سے باہر

پھر ارشاد ہوا، جبریل نے تمہاری امت کے واسطے پل صراط پر اپنے پروں کو پھیلانے کی جو درخواست
کی ہے وہ ہم نے منظور کی۔ اور تمہاری امت میں سوائے مشرک کے سب کو بخش اگر کوئی تمہاری امت
میں سے نیک کام کا صرف ارادہ کرنے گا اس کے حساب میں ایک نیکی لکھی جائے گی اور نیک کام کرنے
کی صورت میں دس نیکیوں کا ثواب اس کو ملے گا اور برے کام کے ارادہ کرنے پر باز پرس نہ ہوگی
اور برائی کے کرنے پر صرف ایک گناہ اس کے حساب میں لکھا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خزانہ
عرش میں سے سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں عنایت کیں از امن التَّوَّابُ مَا فَالْتَّوَّابُ عَلٰی الْقَوْمِ
الْكَافِرِينَ، پھر آپ کو سچاس وقت کی نماز کا حکم ملا وہاں سے مراجعت فرمانے پر چھٹے آسمان پر
حضرت موسیٰ نے آپ سے کہا میری امت پر صرف دو وقت کی نماز دو رکعت صبح دو رکعت شام
فرض ہوئی وہ اس کے ادا کرنے میں قاصر رہی آپ کی امت پر سچاس وقت کی نماز فرض ہوئی ہے

وہ کس طرح کوتاہی نہ کرے گی، یہ سن کر حضرت رحمۃ للعالمین مکرر سے کر بار بار گاہ رب العزت تشریف لے گئے اور پانچ وقت کی نماز کا حکم حاصل کیا اور ارشاد ہوا کہ یہ پانچ نمازیں سچا سچ نمازوں کے حکم میں ہیں یعنی اگرچہ بظاہر صورت پانچ ہیں لیکن حقیقت میں باعتبار ثواب کے سچا سچ ہیں۔

علمائے لکھا ہے آپ کو روحانی معراج کئی مرتبہ ہوئی لیکن جسمانی معراج ایک مرتبہ ہوئی اور آپ نے دو مرتبہ ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ سورج گہن کی نماز میں اور دوسری مرتبہ معراج میں، اور آپ نے معراج میں بلا کسی واسطے کے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے کلام فرمایا ہے تین چیزیں اللہ تعالیٰ نے براہ راست خود آپ کو عنایت کی ہیں، ایک سوائے مشرک کے ساری امت کا بخشا جانا۔ دوسرے سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں، تیسرے پانچ وقت کی نماز۔

پھر ارشاد ہوا، اے حبیب جو چاہو طلب کرو، آپ نے عرض کیا، تو نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا اور تمام خلیل عنایت کیا، موسیٰ کو اپنا مہکلام بنایا، داؤد کو بڑی سروری عنایت کی لو ہے کو ان کے واسطے نرم کر دیا۔ اور ہمارے کو ان کے مطیع کر دیا۔ سلیمان کو ملک عظیم بخشا، انس و جن اور شیاطین کو ان کا زیر فرمان کیا اور ہوا کو ان کے لئے مسخر کیا اور ان کو ایسی سلطنت عطا کی کہ ان کے بعد کسی کے نمایاں نشان نہیں ہے اور عیسیٰ کو تورات اور انجیل کی تعلیم دی، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو ان کے ہاتھ پر سفادی اور وہ تیرے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے اور ان کو اور ان کی والدہ کو تو نے شیطانِ رحیم سے پناہ دی چنانچہ شیطان کی رسائی ان دونوں تک قطعاً نہ تھی۔ پروردگار تعالیٰ نے آپ سے ارشاد کیا میں نے تم کو اپنا حبیب کیا (چنانچہ تورات میں آپ کے متعلق لکھا ہے کہ محمد حبیب رحمان ہے) اور میں نے تم کو تمام عالم کے لئے خوش خبری دینے والا اور عذاب سے آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا اور تمہارے سینہ کو کھول دیا۔ اور تم پر سے گناہوں کا بوجھ ہٹا دیا اور تمہارا ذکر بلند کر دیا، جب میرا ذکر کیا جاتا ہے تم میرے ساتھ ذکر کئے جاتے ہو اور ان تمام امتوں سے جو وجود میں آچکی ہیں تمہاری امت کو بہتر قرار دیا اور تمہاری امت کو امتِ وسط بنایا اور تمہاری امت کو باعتبار حشر و نشر اور رحمت میں داخل ہونے کے اول قرار دیا اور تمہاری امت کو باعتبار وجود کے آخر کیا اور ارشاد کیا تمہاری آفرینش سب انبیاء سے پہلے کی اور تمہاری بعثت سب کے اخیر میں کی اور تم کو تسبیح ثنائی دیا جو کسی نبی کو نہیں دیا گیا یعنی سورہ فاتحہ اور تم کو نہر کوثر عنایت کی اور تم کو خزانہ عرش میں سے سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں عنایت کیں جو کسی نبی کو عنایت نہیں ہوئی ہیں۔

کہ از حق یافت این جاآن سرفراز
حقیقت مغز بد با پوست این جا
ازاں در آفرینش مغز آمد

نہ دیدہ انبیا این عزت و ناز
سرفراز و در عالم اوست این جا
بہ ہر اندیشہ او نغز آمد

نیا دیدیج کس چوں اور دگر عزم مسمم نباشد مثل او در دہر مرگز
 پھر ارشاد ہوا جادو جنبت کی سیر کرد، آپ نے امتثال امر کیا، آپ سے دریافت فرمایا۔ تم
 اپنی امت کا مقم دیکھ کر خوش ہوئے عرض کیا بندے کو اپنے نبی سے ناخوش ہونے کی طاقت
 کہاں ہے، ارشاد ہوا یہ سب نعمتیں تمہارے دوستوں کے واسطے ہیں دشمنوں پر حرام ہیں پھر آپ نے
 دوزخ کے طبقات ملاحظہ فرمائے پہلا طبقہ بہ نسبت اور طبقوں کے خفیف تھا اس میں پناہ بہ خدا
 اتنا خوش اور خروش تھا کہ اگر اس کی آواز دنیا میں آجائے تو کوئی جاندار جیتا نہ رہے آپ نے
 دربان سے جس کا نام مالک تھا دریافت فرمایا۔ یہ طبقہ کس کی امت کے واسطے ہے وہ خاموش ہوا
 آپ نے فرمایا خاموش نہ ہو، صاف صاف بتا دو تاکہ تدارک کر سکوں اس نے کہا یہ آپ کی امت کے
 واسطے ہے آپ اپنی امت کو نصیحت فرمائیں تاکہ وہ اللہ کی نافرمانی سے بچے اور گناہوں سے اجتناب
 کرے حضرت رحمۃ اللعالمین نے جناب الہی میں عرض کیا اے میرے نبی، مجھ کو جب اس کے دیکھنے
 سے تکلیف ہوئی تو ضعیفوں کو اس کے عذاب کی طاقت کیوں کر ہوگی۔ ارشاد ہوا اے میرے حبیب
 تمہارے رنج و ملال کو دیکھ کر میں نے تمہاری دعا قبول کی قیامت کے دن تمہاری شفاعت سے اتنے
 گنہ گاروں کو بخشوں گا کہ تم کہہ دو گے بس (شعر)

نماند بہ عصیان کسے در دگر و مسمم کہ دارد چنین سید پیش رو

حضرت رحمۃ اللعالمین نے خوش ہو کر فرمایا اگر ایک شخص بھی میری امت میں سے دوزخ میں ہے گا
 میں بہشت نہ جاؤں گا

دیا جو ساتھ امت کا عنایت اس کو کہتے ہیں

پیغمبر ہوں تو ایسے ہوں شفاعت ہو تو ایسی ہو

جب آپ وہاں سے مرخص ہوئے جناب باری کا ارشاد ہوا، یہاں کے انعامات اپنی امت
 سے بیان کرو تاکہ وہ عبادت دل لگا کر اچھی طرح کرے عرض کیا میرے قول کی تصدیق کون کرے گا
 ارشاد ہوا، ابوبکر،

آپ نے صبح کورات کے تمام مشاہدات بیان فرمائے سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
 نے تصدیق کی اور حدیثِ نبویہ کا مبارک خطاب پایا پھر سب مسلمانوں نے اقرار کیا عنایاتِ سرمدی کے
 مستحق ہوئے، کافروں نے انکار کیا اور بد بخت ابدی ہوئے۔

کوچہ ترازدوس ہے یا خلد بریں ہے } یا عرش ہے یا مہبط جبریل امیں ہے
 ہرزہ ہے یاں خاک کا خورشید سے بہتر } کرتا ہے سدا رشک فلک یہ وہ زمیں ہے
 خوبانِ جہاں لاکھوں ہوئے سیکڑوں ہونگے } عالم میں مگر تجھ سانہ ہو گا نہ کہیں ہے

تلی تیرا حجر چاہ زرخداں تیرا زمزم
 تابش سے ترے حسن کی چھلنی ہیں نقابیں
 کعبہ سے بھی جب تیرا مکاں ہو گیا بتر
 جس جس کے گلستان جہاں زیرنگیں تھا
 غمخ کئے تیری شریعت نے سب ادیاں

رو کعبہ ابرو تیرا محراب لقیں ہے
 کیونکہ دیدہ و دانستہ کہیں پردہ نہیں ہے
 ممکن نہیں پھر وصف کہ تو کیسا لکیں ہے
 کیا نشان ہے اس گل کا ہر اک زیرنگیں ہے
 کیا دین جہاں گیر ہے کیا شرع ستیں ہے

وہ دل ہی نہیں جس میں تیرا عشق نہ ہوئے

وہ منہ ہی نہیں جس میں تیرا زکر نہیں ہے

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

تیرھواں محسنہ ہجرت کے بیان میں

ابوطالب کے انتقال کے بعد کافروں کے حوصلے بڑھ گئے انھوں نے آپ کو طرح طرح سے ستانا شروع کیا اور آپ کے صحابہ کو بھی تنگ کرنے لگے، آپ نے صحابہ کو ہجرت کا مشورہ دیا۔ اور وہ آپ کی اجازت سے ایک ایک دوڑ کر کے ہجرت کرنے لگے۔ کافروں نے جب دیکھا کہ آپ کے اصحاب کیے بعد دیگرے جا رہے ہیں ان کو خیال ہوا کہ ہمیں آپ بھی تشریف نہ لے جائیں۔ کیونکہ آپ کے تشریف لے جانے پر اسلام کو پھیلنے سے پھر کوئی نہیں روک سکتا، چنانچہ کافروں کے زعمدار اشدودہ میں جمع ہوئے انھوں نے بنی ہاشم میں سے ایک کو بھی شریک نہ کیا۔ ہر ایک نے اپنی تجویز پیش کی ابوالخثری بن ہشام نے رائے دی کہ آپ کو ایک حجرہ میں بند رکھا جائے حجرہ کے دروازہ کو تیغ لگا دیا جائے۔ حجرہ میں صرف ایک روز رکھا جائے اس میں سے آپ کو پانی اور روٹی دیتے رہا کر سب ابوالاسود ربیعہ بن نبیر نے کہا آپ کو ایک اونٹ پر بٹھا کر مکہ سے نکال دیا جائے تاکہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ ابوجہل بولایہ دونوں تجویزیں بے کار ہیں بہتر صورت صرف یہی ہے کہ عرب کے مختلف قبائل میں سے کچھ جوان حن لئے جائیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اس نے پانچ قبائل میں سے پانچ جوان لینے کی تجویز پیش کی ہر جوان کو ایک دھار دار تلوار دی جائے اور ان سے کہہ دیا جائے کہ وہ تل کر بیگ وقت آپ پر حملہ کر دیں، سب کی تلواں ایک ساتھ آپ پر پڑیں اور یہ نہ معلوم ہو سکے کہ کس کی تلوار سے العیاذ باللہ آپ کی وفات ہوئی۔ اس صورت میں بنی ہاشم بہ یک وقت پانچ قبائل سے لڑائی مول نہ لیں گے اور خون بہا لینے پر رضامند ہو جائیں گے مَوِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مَعْتَمِدُوْرِيْهِ وَتَوَكَّرَ الْكَافِرِيْنَ، یعنی یہ کافر چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو سچونک مار کر گل کر دیں

اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو خوب روشن کر دے گا، اگرچہ کافروں کو ناگوار گزے، محافظ حقیقی ان کے نایاک ارادوں کو ناکام بنا رہا تھا چنانچہ وہ اپنے ظلم پاک میں فرماتا ہے **وَإِذْ يَبْكُرُكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيَتَّبِعُوكَ أَذِيقْتَلُوكَ أَدِجْرَجُوكَ وَيَبْكُرُونَ وَيَسْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ** — یعنی اے نبی اس وقت کو یاد کرو جب کافر تم پر داؤ چلانا چاہتے تھے تاکہ تم کو گرفتار کر لیں یا تم کو مار ڈالیں یا تم کو دس بدر کریں اور یہ کافر اپنا داؤ کر رہے تھے اور اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا اور اللہ سب داؤ کرنے والوں سے بہتر داؤ کرنے والا ہے۔

دوپہر کے وقت جبریل نے آکر کافروں کے ارادہ سے آپ کو مطلع کیا اور آپ سے کہا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر استراحت نہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو ہجرت کی اجازت دیتا ہے آپ نے دریافت فرمایا میرا فتی سفر کون ہوگا، جبریل نے کہا ابو بکر آپ کے ساتھی ہیں یہ سن کر آپ انہی وقت دوپہر کو ابو بکر کے گھر تشریف لے گئے آپ کا معمول تھا کہ صبح یا شام ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے، آپ کے بے وقت پہنچنے پر ابو بکر سمجھ گئے کہ کسی خاص وجہ سے آپ کی تشریف آوری ہوئی ہے اس وقت ابو بکر کے گھر میں بجز ان کی دو صاحبزادیوں کے (اسماء اور عائشہ) کوئی اور نہ تھا۔ آپ نے پہنچتے ہی فرمایا سب کو مٹا دو، ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یہاں تو بجز ان دو لڑکیوں کے اور کوئی نہیں ہے، آپ ارشاد فرمایا کیا بات ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو ہجرت کا حکم دیا ہے عرض کیا کیا میری رفاقت ہے گی آپ نے ہاں میں جواب دیا، جواب سن کر جناب ابو بکر کے آنسو بہنے لگے عائشہ فرماتی ہیں اس سے پہلے مجھ کو علم نہ تھا کہ انتہائے خوشی میں بھی سیل اشک رواں ہو جاتا ہے۔

چند روز پیشتر ابو بکر نے آپ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تھی، آپ نے فرمایا تھا کہ کچھ دن مزید توقف کرو، شاید تمہارا کوئی ساتھی بھی ہو جائے، اس ارشاد کو سن کر ابو بکر کو خیال ہوا شاید آپ ہی کی رفاقت مجھ کو نصیب ہو، چنانچہ انھوں نے دو اونٹنیاں فرما کر خریدیں، ان میں سے ایک کا نام **قُصْوٰی** تھا۔ ان اونٹنیوں کو آپ اپنے گھر پر ہی دانہ چارہ دیتے تھے باہر چرنے کو نہیں بھیجتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا ذکر فرما کے ارشاد کیا، سواری کا بندوبست کر لو، ابو بکر نے عرض کیا دو اونٹنیاں حاضر ہیں، ان میں سے ایک آپ کی ہے، ان کی خواہش تھی کہ آپ اس اونٹنی کو تحفہ میں قبول فرمائیں، لیکن اس موقع پر آپ نے قیمت ادا فرما کے چار سو درہم میں ایک اونٹنی کو جس کا نام **قُصْوٰی** تھا خرید لیا۔

آپ اپنے گھر تشریف لے گئے وہاں آپ نے علی سے فرمایا، آج رات میری چادر اوڑھ کر

میرے لبتر لپیٹ جانا، آپ کے پاس اہل مکہ کی جو کچھ امانت تھی وہ آپ نے ان کے سپرد کی۔ تاکہ ہر ایک کی امانت اس کے سپرد کر دیں۔

آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ابو بکر نے انتظام مکمل کیا اپنے غلام عامر بن فہیرہ سے کہا تم بکریوں کا ریوڑ لے کر روز غار ثور کی طرف آیا کرنا۔ تاکہ ان کا دودھ ہمارے کام آئے اور اپنے فرزند عبد اللہ سے کہا تم دن بھر لوگوں کی گفتگو نہ کرو اور چرواہے کے ساتھ غار پر آکر کیفیت سے مطلع کیا کرو اور عبد اللہ بن الارقیط یثیبی سے (بعض روایتوں ازیقہ یا ازقہ آیا ہے) جو راستوں اور گھاٹیوں سے خوب واقف تھا، اجرت ٹھہرا کر بات پختہ کر لی تاکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور خود ابو بکر کو گھاٹیوں سے نکال کر مدینہ منورہ پہنچائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز اپنے گھر میں تھے کہ بد بخت ابو جہل کافروں کی جماعت کو لیکر ہونچ گیا اور آپ کے گھر پر گھیرا ڈال دیا۔ بعض روایات میں آیا ہے اس وقت آپ پر سورہ یسین کی ابتدائی چند آیات نازل ہوئیں چنانچہ آپ اَنَا جَعَلْنَا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلَالًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُونَ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًا اَوْ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًا فَاَعْتَنِبْهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ اور وَاِذَا قُرِئَتْ الْقُرْآنُ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا۔ تلاوت فرماتے ہوئے اور مٹھی میں مٹی میں کنکر لیکر کافروں کی پٹھانے ہوئے ان کے بیچ میں سے نکلتے ہوئے ابو بکر کے گھر کو روانہ ہو گئے اللہ جل شانہ نے خاک کی اس ایک مٹھی سے کافروں کو اندھا کر دیا۔ ان کو آپ کے تشریف لے جانے کی مطلقاً خبر نہ ہوئی۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے کہ جس جس پر آپ کی پھینکی ہوئی کنکری جا کر پڑی تھی وہ سب سب بدر کے دن مارے گئے۔ ان اشقیار نے دنیا میں بھی اپنے کئے کی سزا پالی۔

ابو بکر آپ کے انتظار میں تھے، آپ کے پو پختے ہی وہ آپ کو لے کر غار ثور روانہ ہو گئے، یہ غار مکہ مکرمہ سے ڈھائی تین میل کے فاصلہ پر پہاڑ کے اوپر واقع ہے راستہ بھر ابو بکر کبھی آپ کے آگے کبھی دائیں کبھی بائیں اور کبھی پیچھے چلتے تھے آپ نے دریافت فرمایا اے ابو بکر یہ کیا کرتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ جب کسی کمین کا خیال آتا ہے کہ کہیں گھمات میں نہ بیٹھا ہو تو دائیں بائیں اور آگے چلنے لگتا ہوں اور جب کسی تعاقب کرنے والے کا خیال آتا ہے کہ کوئی تلاش میں پیچھے سے نہ آ رہا ہو تو پیچھے چلنے لگتا ہوں۔

محبت میں رکھا ہے کبسا جما کے
نبی کی محبت سے دل کو بسا کے

یہ ہے سچا خلاص دیکھو قدم کو
خدا ان سے راضی ہوا وہ خدا سے

غارِ ثور پہنچ کر ابو بکر نے عرض کیا، آپ ذرا توقف فرمائیں، میں اتر کر غار کو صاف کر لوں چنانچہ وہ غار میں اترے اور اس کو صاف کیا، وہاں کچھ سوراخ تھے ان کو اپنے تہ بند کا ایک حصہ بچھا کر بند کیا دوسرا رخ رہ گئے۔ ان پر اپنی اڑیاں رکھ دیں پھر آپ سے تشریف لانے کو عرض کیا چنانچہ آپ غار میں اترے اور ابو بکر کے گھٹنے پر مبارک رکھ کر قدرے استراحت فرمائی۔ اس عرصہ میں ایک نہایت ہی زہریلے سانپ نے ابو بکر کی اڑی کو ڈس لیا۔ باوجود انتہائی درد کے اسخوں نے پاؤں کو قطعاً حرکت نہ دی۔ تکلیف کی وجہ سے ان کے آنسو نکل آئے اور اتفاق سے ایک قطرہ ہمہ کرتاب کے رخسار شریف پر جا پڑا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی، کیفیت معلوم ہونے پر آپ نے ثعابِ دہن لگا دیا فوراً آرام ہو گیا۔

رزین عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر کی وفات کے وقت وہ زہر آپ کے بدن میں پھیل گیا اور آپ کی وفات اسی زہر سے ہوئی

محبت میں فانی تھے صدیقِ اکبر
وہ راہِ خدا میں سبھی لے چکے تھے
نہ تھی فکر ان کو بہ جز فکرِ سرور
دل و جان داد لاد دمال دتن دسر

جمعات کا دن تمام کر کے جمعہ کی شب کو یا اتوار کا دن تمام کر کے پیر کی شب کو آپ غارِ ثور تشریف لے گئے، جب آپ غار میں داخل ہو گئے تو اللہ کے حکم سے ہوانے دو جھاڑیاں لاکر غار کے دہانہ پر ڈال دیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فادرِ مطلق کے حکم سے سیمیا کا پودہ غار کے دہانہ میں لگا کبوتر کے ایک جوڑے نے آکر وہاں گھول نہ بنا لیا اور انڈے دیدئے اور مگر ڈی نے غار پر جالا تان دیا۔

عنکبوتی را بہ حکمت دام داد
صدر عالم را در و آرام داد

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے دن کبوتروں نے آپ پر سایہ کیا وہ کبوتر اسی جوڑے کی نسل سے تھے جس نے غار کے دہانے میں گھول نہ بنا کر انڈے دئے تھے اور اس کی نسل اب تک حرم شریف میں اسن سے رہتی ہے۔

حضرت علی آپ کے لسترر لیٹے رہے اور کافر باہر انتظار کرتے رہے، صبح کو وہ اٹھے جب ابو جہل اور اس کے رفقاء نے ان کو دیکھا تو حیران رہ گئے آپ سے دریافت کیا تمہارے سانھی کہاں ہیں، آپ نے لاطمی کا اظہار کیا، بعض روایات میں آیا ہے کہ اس موقع پر بدبختوں نے آپ کے ساتھ کچھ سختی بھی کی، آخر کو ابو جہل اپنے ساتھیوں کو لے کر حضرت ابو بکر کے گھر پہنچا وہاں آپ کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماء موجود تھیں، ابو جہل نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے باپ کہاں ہیں۔ اسخوں نے بھی

لا علمی کا اظہار کیا۔ ابو جہل نے غصہ میں بھر کر ان کے رخسار پر اس زور سے چاٹا مارا کہ ان کے کان میں سے آؤ نیزہ نکل کر ڈور جا پڑا۔

ابو جہل اور اس کے رفقا بہت پریشان ہوئے۔ اسی وقت انھوں نے مشورہ کر کے اعلان کر دیا کہ جو شخص ان دونوں کا پتہ لگائے گا اس کو ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ انعام کے لالچ میں ہر ایک نے تلاش شروع کر دی خود ابو جہل وغیرہ نے ایک ماہر قائف کو ساتھ لیا یعنی نقش قدم پہنچانے والے کو، وہ قائف ان کو لے کر نشان قدم دیکھتا ہوا غار ٹوڑ تک پہنچا اور اس نے کہا اس غار سے آگے نشان نہیں گیا ہے۔ یہ سن کر اُمیہ بن خلف نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

یہاں آؤ دیکھو ذرا غور کر کے
یہ لکڑی کا جالا ہے کتنی قدیمی
نہیں دیکھتے پھر یہ ہمیں طلسمی
وہ خوش تھا کہ سب نے کہا میرا مانا
نہ سمجھا کہ قدرت کی کارگیری ہے
طلسمی نہیں ہے یہ ہمیں ہے اعجاز
یہ جالا نہیں ہے یہ ہے خاص پردہ
سراسر عنایت ہے اس زوالمن کی

یہاں آؤ دیکھو ذرا غور کر کے

ادھر تو کافروں کی یہ باتیں موری تھیں ادھر ابو بکر نے پریشان ہو کر آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر یہ کافر ذرا جھک کر زیر قدم دیکھیں تو یقیناً یہ ہم کو دیکھ لیں گے آپ نے فرمایا لَا تَحْزَنُ اِنَّ اللّٰهَ مَعًا یعنی تم گنہگار مت ہو یقیناً اللہ سب سے ساتھ ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ نے یہ بھی ارشاد کیا مَا طَنَكَ بِاَثْنَيْنِ اللّٰهُ تَالِثُهُمَا یعنی ان دو کے بائیں میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ جل شانہ ہے

ابو بکر کے خوف پر آپ بوے
ہماری رفاقت میں ہے پاک مولیٰ

کر و تم نہ اپنے کو ہلکان ہرگز
نہیں ہم کو بھولا ہے رحمان ہرگز

تین رات غار میں آپ دونوں کا قیام رہا۔ عبد اللہ فرزند حضرت ابو بکر حسب ہدایت بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ شام کو غار جاتے اور رات وہاں رہ کر فجر کو لکڑی لکڑی لے کر آتے تھے چوتھی رات کو ابو بکر کے غلام عامر بن فہیرہ دونوں اوشنیوں کو لے کر عبد اللہ بن ارقیط کے ہمراہ حاضر ہوا حضرت علی اللہ علیہ وسلم اپنی اوشنی قصویٰ پر سوار ہوئے اور حضرت ابو بکر اپنے غلام کو لے کر دوسری اوشنی پر، عبد اللہ بن ارقیط اپنی اوشنی پر سوار تھا۔ ابراہیم ابن اسعد کی روایت ہے کہ پیر کی شب

تھی اور ماہ ربیع الاول کی چوتھی تاریخ تھی جب آپ غار سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے، جب آپ روانہ ہونے لگے تو آپ نے بیت اللہ شریف کی طرف دیکھا اور مکہ مکرمہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اللہ کی قسم ہے کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی زمین میں تیری سرزمین سب سے زیادہ مجھ کو محبوب ہے اور اللہ کی پیدا کی ہوئی زمین میں تیری سرزمین سب سے زیادہ اللہ کو محبوب ہے اور اگر تیرے اہل یعنی تیرے رہنے والے مجھ کو نہ نکالتے میں تجھ سے نہ نکلتا یہ فرما کے آپ روانہ ہو گئے، یہ مبارک قافلہ عبد اللہ کی رہبری میں مدینہ منورہ کو روانہ ہوا۔ حضرت ابوبکر کے پاس جتنا نقد روپیہ تھا وہ سب انھوں نے آپ کی خدمت کے واسطے ساتھ لے لیا، ساری رات اور سہرے آدھے دن تک سفر برابر جاری رہا دوپہر کو تھوڑی دیر آرام کرنے کو رکنا موٹھڑی دیر استراحت فرمانے کے بعد سہرے شروع ہوئے حضرت ابوبکر تمام راستہ چاروں طرف دیکھتے جاتے تھے کہ کہیں کوئی دشمن بیٹھا نہ ہو یا کوئی تعاقب میں آنے رہا ہو، استراحت فرمانے کے بعد تھوڑی ہی سفر طے کیا تھا کہ پیچھے سے سراقہ بن مالک بن حنیفہ کنانی پر ابوبکر کی نظر پڑی وہ گھوڑے کو سرپٹ دوڑائے چلا آ رہا تھا حضرت ابوبکر کو آپ کی فکر لاحق ہوئی اور بے چین ہو کر رونے لگے آپ نے جب ان کو روٹنا دیکھا دریافت فرمایا کیوں روئے ہو انھوں نے سراقہ کا ذکر کیا آپ نے یہ سن کر یوں دعا فرمائی اللھم ما کفناک بما شئت یعنی اے اللہ تم کو اس کے شر سے جس طرح تو چاہے بچالے یہ دعا کرتے ہی سراقہ کے گھوڑے کے پیر سنگلاخ زمین میں فوراً دھنس گئے، سراقہ یہ کیفیت دیکھ کر حیران ہوا اور اس نے باواز بلند آپ سے کہا اے محمد میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہوا ہے آپ دعا فرمائیں تاکہ میں اس ورطہ سے نجات پاؤں اور میں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ آپ کی تلاش میں جو جو بھی میرے پیچھے چلا آ رہا ہے میں ان سب کو بہکا کر لوٹا دوں گا اور میں آپ کو اپنا یہ ایک تیر دیتا ہوں، تھوڑی دور آگے چل کر آپ کو میرے اونٹ اور بھیڑیں ملیں گی آپ چرواہے کو میرا تیر دیدیں اور مویشیوں میں سے جو چاہیں لے لیں آپ نے فرمایا نہ میں تیر لوں اور نہ مجھ کو مویشی کی ضرورت ہے البتہ ہمارا تیر چھانکے والوں کو لوٹا دو، پھر آپ نے دعا فرمائی اور گھوڑے کے پیر زمین سے نکل آئے سراقہ واپس مکہ کو روانہ ہوا، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا جو بھی اس کو راستہ میں تعاقب کر لے والا ملا اس کو یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ تم کہاں جا رہے ہو میں اپنے باورقار گھوڑے پر دوڑ تک دیکھ آیا ہوں میں نے کہیں بھی محمد کا پتہ نہیں پایا ہے، سراقہ کو اللہ تعالیٰ نے بعد میں توفیق دی اور وہ اسلام لے آیا اور مشہور صحابہ میں اس کا شمار ہوا۔

یہ مبارک قافلہ موضع قدید پہنچا وہاں راستہ کے کنارے امّ معبد کا خیمہ ملا، یہ عورت بڑی شجاع بھدار اور مہمان نواز تھی اس کے شوہر بھیڑ بکریوں کو چرانے لے کر گئے تھے اس کے پاس کوئی

تھے نہ تھی جس کو پیش کر کے حق ضیافت ادا کرتی وہ پریشاں نظر آئی، آپ نے ایک بکری خمیرہ کے کونے میں بندھی رکھی اور اس کے متعلق ام معبد سے دریافت فرمایا، اس نے کہا یہ خشک ہے اور اتنی لاغر اور کمزور ہے کہ چرنے نہیں جا سکتی اس لئے یہاں بندھی ہوئی ہے آپ نے فرمایا اگر اجازت ہو تو میں اس کو دودھ لوں، عرض کیا آپ بہ شوق دودھ لیں لیکن اس میں دودھ تو نہیں ہے آپ نے بکری کے تھنوں پر اشد کا نام لے کر ہاتھ پھیرا پھر ام معبد سے ایک برتن طلب کیا اور اس کا دودھ نکالا، پہلے آپ نے ام معبد کو دودھ پلایا پھر اپنے رفقا کو، جب آپ نے ابو بکر کو دودھ پیش کیا انھوں نے عرض کیا پہلے آپ نوش فرمائیں آپ نے ارشاد کیا **سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شَرِبًا** یعنی قوم کو پلانے والا آخر میں پیا کرتا ہے۔ چنانچہ سب کو پلانے کے بعد آپ نے نوش فرمایا اس کے بعد پھر اسی کیفیت سے دوسرا دور ہوا، جب سب کا شکم سیر ہو گیا آپ نے برتن میں دودھ دودھ کر ام معبد کو دیا تاکہ ابو معبد کے آنے پر ان کو دیدیا جائے۔ ایک روایت میں آیا ہے پھر آپ نے بکری کو خرید لیا اور وہاں سے آپ روانہ ہوئے۔

بڑے را دید شیرش خشک و مفرد
کہ دید او آفتاب آمد پدیدار
ز پستان شیر چوں باران کشادش
بیدبینا پدید آمد ز تقصیر

چو آمد در سرائے ام معبد
سحابش گشت آل جدی خریدار
چو خواجہ دست بر پستان نہادش
سیدی یانت دست خواجہ ز آل شیر

آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ابو معبد آئے دودھ دیکھ کر متعجب ہوئے، ام معبد نے سارا واقعہ بیان کیا اور آپ کا حلیہ شریف اور بعض اخلاق مبارکہ اور اوصاف طیبہ بیان کئے ابو معبد نے کہا یہ وہی صاحب قریش اور نبی مبارک ہیں جن کو اہل مکہ نے برسوں سے تنگ کر رکھا ہے پھر وہ اہل و عیال کو لے کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے آپ کا سفر بہت ہی خیر و خوبی کے ساتھ ہوا راستہ میں دیسوں حجراتِ باہرات کا ظہور ہوا۔ دوپہر کے قریب پیر کے دن بارہ ماہ مبارک ربیع النور کو آپ مدینہ منورہ پہنچے۔

آپ حجرات کا دن تمام کر کے جمعہ کی شب پہلی ربیع الاول کو مکہ مکرمہ سے غار ثور روانہ ہوئے تین شب وہاں قیام فرما کے چوتھی شب کو جبکہ ماہ مبارک کی بھی چوتھی تھی غار ثور سے روانہ ہوئے بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ کا سفر حجرات کا دن تمام کر کے جمعہ کی شب سے شروع ہوا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ پیر کی شب سے شروع ہوا غلامہ بن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ان روایات کا اختلاف اس طرح رفع کیا جا سکتا ہے کہ جس نے مکہ مکرمہ کے مبارک شہر سے آپ کے رخصت ہونے اور روانہ ہونے پر نظر رکھی ہے اس نے جمعہ کی شب سے سفر شمار کیا ہے اور جس نے غار ثور سے روانہ ہونے کو سفر کا آغاز تصور کیا ہے اس نے شب دو شنبہ سے سفر کا حساب لگایا ہے آٹھ دن۔

أَيُّهَا الْمَدْعُوتُ فِينَا جِئْتِ بِالْأَمْرِ الْمَطَاعِ

شہادت لے کر اور ٹیلے کو چمتے ہیں اور وداع رخصت کرنے کو۔ حافظ عراقی نے کہا ہے کہ مدینہ منورہ کے جوانب میں ٹیلے ہیں۔ جب کوئی مسافر وہاں سے جاتا ہے ٹیلوں تک اس کے عزیز اس کو رخصت کرنے جاتے ہیں اس لئے ان ٹیلوں کا نام رخصت کرنے کے ٹیلے پڑ گیا، ان اشعار کا مطلب یہ ہے۔ رخصت کرنے کے ٹیلوں کی طرف سے بدرِ کامل ہم پر طلوع ہوا ہے۔ جب تک بھی کوئی اللہ کو پکارنے اور یاد کرنے والا باقی ہے یعنی جب تک دنیا قائم ہے ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے، اے وہ ذات گرامی جس کو اللہ نے ہماری ہدایت کے واسطے بھیجا ہے آپ ایسی چیز لے کر آئے ہیں جو تسلیم ہے اور اس کی اطاعت کی گئی ہے۔

طبرانی روایت کرتے ہیں کہ آپ کے مدینہ منورہ پہنچنے پر راستوں پر لڑکوں کی ٹولیاں نعرے لگاتی سہرتی تھیں جَاءَ مُحَمَّدٌ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ یعنی محمد تشریف لے آئے اللہ کے رسول تشریف لے آئے۔

نخوش نصیب ہیں جن کو آپ کا پردس نصیب ہوا اور رشک فردوس برس ہے وہ سرزمین جہاں محبوب رب العالمین اقامت گزریں ہوئے حضرت عمر اپنی دعائیں کہا کرتے تھے اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي نَبْدِ رَسُولِكَ یعنی اے میرے مولیٰ میرے راستے میں مجھ کو شہادت نصیب ہو اور میرے رسول کے دیار میں میری موت واقع ہو۔

کہ بہ مکہ منزل وگہ در مدینہ جا کنم
کز دو چشم خوں فشان آن چشمہ در باکم
نیت صبرم بعد ازین کامروز را فردا کنم
ناز فرقی ستر قدم سازم ز دیدہ باکم
جنتم این بس کہ بر خاک درت ما داکم
یا بہ پایت سر نہم یا سر دریں سودا کم

کے بود یارب کہ ز خود بیریب و طبا کنم
بر کنار زمزم از دل بر کشم یک زمزمہ
صد ہزاراں دی دریں سودا بہ سر امروز شد
یا رسول اللہ بہ سوئے خود مرارا ہے نہای
آرزوئے جنت المادوی بروں کردم ز دل
خواہم از سوداے پایوست نہم سرور جہاں

مردم از شوق تو مغدوم اگر بر لحظہ
جای آسانا بہ شوقے دگر انش کنم

عَلَى حَبِيدِكَ خَيْرَ الْحَقِّ كُلِّهِمْ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

چودھواں مسکن فتح مکہ کے بیان میں

جب عمر شریف اکسٹھ برس کو پہنچی اور ہجرت کا آٹھواں سال تھا ماہ مبارک رمضان کے اخیر

میں آپ نے بلا کسی منتقت اور زحمت کے مکہ مکرمہ کو فتح کیا، آپ کے ہمراہ دس ہزار جاں نثا تھے آپ نے ایسا انتظام فرمایا تھا کہ مکہ مکرمہ کے لوگوں کو خبر تک نہ ہو سکی کہ آپ اتنی بڑی جمعیت لیکر مکہ مکرمہ کو فتح کرنے تشریف لائے ہیں آپ بڑے اطمینان سے کوچ پر کوچ فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ مراً نظر ان پہنچ گئے۔ یہ مقام مکہ مکرمہ سے صرف پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے یہاں پہنچ کر آپ نے پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا اور ارشاد کیا کہ آج کی رات تم میں سے ہر شخص آگ زدش کرتے چنانچہ ہر ایک نے آگ جلائی اور جنگل منور اور روشن ہو گیا۔

بارہ پندرہ دن سے اہل مکہ کو آپ کی کوئی خبر نہیں ملی تھی، سب کو ایک قسم کی بے چینی لاحق تھی، ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء مکہ سے نکلے تاکہ کسی راہ رو سے کچھ معلومات حاصل کر سکیں۔ انھوں نے کچھ ہی راستہ طے کیا تھا کہ ان کو جنگل میں چاروں طرف آگ ہی آگ جلتی نظر آئی وہ حیران رہ گئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضرت عباس ان کی طرف جانکے، انھوں نے ابوسفیان اور ان کے رفقاء کو پہچان کر آواز دی اور ان کو بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج ظفر سوج پڑی ہے اور سورج نکلنے ہی یہ فوج مکہ میں داخل ہو جائے گی۔ اس فوج سے مقابلہ تم لوگ کسی طرح نہیں کر سکتے، بہتر یہ ہے کہ تم کچھ تدارک کر لو اور اہل مکہ کو بے فائدہ قتل ہونے سے بچاؤ، ابوسفیان نے کہا اب ہم کیا تدارک کر سکتے ہیں اگر تمہاری سمجھ میں کوئی بات آتی ہو تبادو تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔ عباس نے کہا اے ابوسفیان بہتر یہ ہے کہ تم میرے ساتھ میری سواری پر بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو، تو مجھ کو اللہ سے امید ہے کہ ضرور کوئی بھلائی کی صورت نکل آئے گی۔ ابوسفیان کے ساتھیوں نے بھی اس رائے کو پسند کیا چنانچہ ابوسفیان عباس کے پیچھے سواری پر بیٹھے اور وہ سواری کو دوڑاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کی طرف بڑھنے لگے۔ عباس کو ڈر لگا ہوا تھا۔ کوئی ابوسفیان کو نہ پہچان لے اور وہ قتل نہ کر دے جائیں اس لئے وہ جلد سے جلد آپ کی خدمت میں پہنچا جاتے تھے۔ اتفاق سے راستہ میں عمر کی نظر ابوسفیان پر پڑ گئی وہ تلوار لے کر دوڑے ان کے پہنچنے سے پہلے عباس آپ کی خدمت میں پہنچ گئے اور ابوسفیان کو آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ اس عرصہ میں عمر بھی تلوار لے کر پہنچ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ اور اللہ کے رسول کا دشمن ابوسفیان ہاتھ آیا ہے آپ اجازت دیں تاکہ اس کا سر قلم کر دوں، عباس فوراً بول اٹھے یا رسول اللہ میں نے ابوسفیان کو امان دی ہے آپ بھی ان کو امان دیں۔ آپ نے عباس سے کہا تم اس وقت ابوسفیان کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور رات کو اپنے پاس بحفاظت رکھو، صبح کو پھر ان کو لے کر میرے پاس آنا چنانچہ وہ صبح کو ابوسفیان کو لے کر آپ کی خدمت میں پہنچے، آپ نے ابوسفیان کو دیکھ کر ارشاد کیا یا ابوسفیان

لَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تَحْلَمَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - یعنی افسوس ہے تم پر ابوسفیان کیا اب تک
 ہمارے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تم پہچان لو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے یہ سن کر ابوسفیان
 نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا ہی آپ کا حکم ہے، کیا ہی آپ کا کرم ہے اور کیا ہی
 آپ کا صلہ رحم ہے مجھ کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اگر کوئی دوسرا معبود ہوتا تو یقیناً وہ میری مدد کرتا
 یہ سن کر آپ نے ارشاد کیا وَيُحْكُ يَا أَبَاسُفِيَانَ الْمَيَّانِ لَكَ أَنْ تَحْلَمَ آتَى رَسُولُ اللَّهِ
 یعنی افسوس ہے تم پر اے ابوسفیان کیا اب تک تمہارے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تم پہچان لو کہ میں یقیناً
 اللہ کا رسول ہوں، یہ سن کر ابوسفیان نے کہا، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا ہی آپ کا حکم ہے
 کیا ہی آپ کا کرم ہے اور کیا ہی آپ کا صلہ رحم ہے۔ قسم ہے خدا کی کہ اس بات کے متعلق اب تک دل
 میں کچھ تردد باقی ہے۔ عباس کہتے ہیں کہ ابوسفیان کے اس جواب کو سن کر مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں
 کوئی ابوسفیان پر حملہ نہ کر بیٹھے اور وہ قتل نہ ہو جائیں چنانچہ میں نے فوراً ابوسفیان سے کہا
 اے ابوسفیان افسوس ہے تم پر کہ تم کیوں نہیں آتے هَذَا لَدَالَةُ إِلَّا اللَّهُ وَاشْهَدُ
 أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کہتے، مجھ کو ڈر ہے کہ کہیں تم کو کوئی قتل نہ کر دے میرے اس
 کہنے کا ابوسفیان پر اثر ہوا اور وہ اسی وقت ایمان لے آئے۔

آپ نے عباس سے کہا تم ابوسفیان کو لے جا کر راستہ پر کھڑے ہو جاؤ تاکہ اسلام کی فوج
 ان کے سامنے سے گزے اور یہ اس کو اچھی طرح سے دیکھ لیں، پھر آپ نے ابوسفیان سے کہا
 تم اسلام کی فوج کو دیکھ کر فوراً مکہ جاؤ اور وہاں صورت حال سے سب کو آگاہ کر دو، اور پھر اعلان
 کر دو کہ جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے گا، اس کی جان کی سلامتی ہے اور جو شخص ابوسفیان کے
 گھر میں داخل ہو جائے گا، اس کی جان کی سلامتی ہے اور جو شخص اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے
 بیٹھ جائے گا اس کی جان کی سلامتی ہے۔

ابوسفیان نے آپ کے ارشاد کے موافق پہلے سرفروشان اسلام کو دیکھا پھر فوراً مکہ پہنچ کر
 اعلان کیا کہ محمد اتنی زبردست فوج کو لے کر آئے ہیں کہ تم ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور وہ
 تھوڑی ہی دیر میں مکہ میں داخل ہو رہے ہیں میں اس وقت تمہارے پاس محمد کی طرف سے امن کا
 پیغام لے کر آیا ہوں، تم اپنے کو قتل سے بچاؤ اور اس امن کے پیغام کو قبول کرو پھر انہوں نے
 آپ کا پیغام سب کو سنایا۔

آپ نے اسلامی فوج کے چار حصہ کئے اور آپ نے سب سے بنا کبید فرمایا کہ تم ہرگز لڑائی نہ
 چھیڑنا۔ اگر تم پر کوئی حملہ کرے تو پھر اللہ کا نام لے کر مدافعت کی حد تک لڑنا، آپ نے فوج کا ایک حصہ
 سیف اللہ خالد بن الولید کی قیادت میں دیا اور ان سے فرمایا کہ تم کئی سے از جانب لیط اسفل مکہ

سے شہر میں داخل ہونا اور ایک حصہ زبیر بن العوام کو سپرد کیا اور ان سے فرمایا کہ تم شمال کی جانب سے شہر میں داخل ہونا اور ایک حصہ سعد بن عبادہ انصاری کے سپرد کیا اور ان سے فرمایا کہ تم غرب کی جانب سے شہر میں داخل ہونا، چونکہ سعد کی طبیعت میں جوش کافی تھا اور اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں وہ اہل مکہ کو تباہ تیغ نہ کر دیں اس لئے آپ نے قیادت ان کے فرزند قیس بن سعد کو دلوادی جو کہ باوجود شجاعت کے قوت تحمل اور برداشت سے سبھی متصف تھے اور ایک حصہ جس میں ہاجرین کی جماعت تھی امین امت ابو عبیدۃ الجراح کے سپرد کیا اور آپ خود بھی اسی جماعت کے ساتھ تھے، آپ نے سب فرمایا کہ شہر کے قریب پہنچ کر ایک گھڑی توقف کر لینا پھر شہر میں داخل ہونا، آپ گدار سے ازہبت عالی مکہ شہر میں داخل ہوئے، آپ اذنی پر سوار تھے اور آپ نے نہایت ہی عاجزی اور نیاز مندی کے ساتھ اپنے سر مبارک کو کجاہ کے اگلے حصہ پر اللہ تعالیٰ جل شانہ دُعم احسانہ کے سامنے سجدہ میں رکھا ہوا تھا، آپ عبودیت کا بے مثال منظر ہر فرماتے ہوئے مسجد حرام پہنچے۔

جس طرف سے خالد بن ولید شہر میں داخل ہوئے ادھر عکرمہ سپر ابو جہل اور صفوان سپر امت اور ان کے رفقاء شورہ لشت جماعت کو لیکر گھڑے ہو گئے۔ انھوں نے خالد کے راستہ میں رکاوٹ ڈالی اور تیر برسرا ان کی فوج کے کچھ افراد کو زخمی کیا، دو اشخاص اور ایک روایت میں ہے کہ تین اشخاص شہید بھی ہوئے یہ دیکھ کر خالد نے کافروں کو مار بھگانے کا حکم دیا حکم کی دیر تھی اور تھوڑی دیر میں راستہ بالکل صاف تھا۔ کافروں کے تیرہ آدمی یا اٹھائیس آدمی مارے گئے اور ایک روایت میں ہے کہ کافروں میں سے ستر افراد مارے گئے، سوائے خالد کی طرف کے کسی طرف لڑائی نہیں ہوئی اور تمام افواج بارام مسجد حرام پہنچ گئیں۔

خلقِ عظیم کی علی مثال

مسجد حرام پہنچ کر آپ نے پہلے اپنی اذنی پر بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور پھر آپ نے اہل مکہ سے خطاب کیا اور فرمایا اے قریش کی جماعت تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ اب کیا سلوک کروں گا، اگرچہ کافروں نے آپ کو عمر بھر طرح طرح سے تباہ کیا تھا اور آپ کے قتل کرنے کی انتہائی کوشش کی تھی لیکن وہ آپ کے اخلاقِ اعلیٰ سے پوری طرح واقف تھے وہ جانتے تھے کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے ہرگز نہیں دیتے اس لئے ان سب نے ایک زبان ہو کر جواب دیا، ہم کو پورا یقین ہے کہ آپ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے، آپ ہمارے اچھے اور کریم سہانی ہیں اور اچھے کریم سہانی کے فرزند ہیں، آپ نے فرمایا میں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے سہانیوں سے کہا تھا اَلَا تَرَوْنَ عَلَیْكُمْ اَیَّوْمَ یَخْفِی اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ یعنی اب تم پر کوئی الزام نہیں

ہے، اللہ تمہارے قصور معاف کرے وہ سب مہربانوں سے بڑھکر بڑا مہربان ہے پھر آپ نے فرمایا
 اذْهَبُوا فَاَنْتُمْ طَلَقَاءُ اللّٰهِ، یعنی جاؤ تم سب اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہو، سبحان اللہ عمر سہر کی
 اذیت پر یہ شفقت اور مقدرت پر یہ مرحمت،

عمر سہر جس نے ستایا آپ کو
 اب نہیں الزام جاؤ خوش رہو
 وہ بڑا ہی مہربان ہے دیکھ لو
 تم سبھی آزاد کردہ اس کے ہو

عفو کیں سب کی خطا میں ایک ایک
 پھر محبت سے کیا ان کو خطاب
 رحم فرمائے خدا تم پر مدام
 کردئے اس نے گنہ سب کے معاف

آپ نے بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک کیا، کفر کی ظلمت اور شرک کی سجاست زائل ہوئی اسلام کا
 نور روشن ہوا، توحید کا نعرہ بلند ہوا۔ وہ لوگ جو تھوڑی دیر پہلے تک آپ کے خون کے پیاسے تھے آپ
 کے حلم، کرم، عفو، شفقت، انکساری اور اخلاق اعلیٰ کو دیکھ کر آپ پر دل و جان سے فدا ہوئے اور
 ہزاروں کی تعداد میں آ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

آپ جب داخل ہوتے بیت الحرام
 مشرکوں کا ہٹ گیا مکہ سے نام
 نور وحدت سے ہوا روشن مقام
 دشمن جانی ہوا دل سے غلام



نام روشن ہو گیا اسلام کا
 کافروں کے حوصلے فانی ہوئے
 لب پہ سب کے کلمہ توحید تھا
 آپ کے اخلاق اعلیٰ دیکھ کر

مکہ مکرمہ کو فتح کرنے سے پہلے آپ نے گیارہ مردوں اور سات عورتوں کے متعلق اعلان فرمادیا تھا
 کہ یہ لوگ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کر دیا جائے ان میں سے چار مرد اور تین عورتوں کو قتل کیا گیا، باقی
 گیارہ افراد کو آپ نے معاف فرمایا اور وہ مسلمان ہو گئے

عکرمہ کا اسلام لانا

جن گیارہ افراد کو آپ نے بعد میں امان دی ہے ان میں سے ایک عکرمہ سپر ابو جہل ہیں یہ
 آخر وقت تک آپ کی مخالفت پر تلے رہے۔ خالد کی فوج سے لڑے جب اپنے کو بے بس اور
 مغلوب پایا تو راہ فرار اختیار کی اور جدہ کو روانہ ہوئے ان کی بیوی ام حکیم دختر حارث بن ہشام جو
 ان کے چچا کی لڑکی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوئیں اور آپ سے
 اپنے شوہر کے واسطے امان طلب کی تھی، سبلا آپ کی رحمت سے کون خالی ہاتھ جاسکتا تھا آپ نے
 نجوشی ان کی درخواست منظور کی اور عکرمہ کی جان بخشی، ام حکیم اسی وقت جدہ کو روانہ ہوئیں اور وہاں

پہنچ کر عکرمہ سے کہا، اے میرے چچا کے بیٹے میں تمہارے پاس ایسے شخص کے پاس سے آئی ہوں جو سب سے زیادہ صلہ رحم کرنے والا اور سب سے زیادہ سہلانی کرنے والا اور سب سے زیادہ اچھا آدمی ہے تم بلاوجہ اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو، تم میرے ساتھ چلو، میں تمہارے واسطے امن کا پیغام لے کر آئی ہوں۔ عکرمہ نے ان سے پوچھا کیا تم نے خود ان سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امان طلب کی اور انھوں نے خود تم کو امان دی ام حکیم نے ہاں میں جواب دیا یہ سن کر عکرمہ ان کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے۔

عکرمہ اور ام حکیم ابھی مکہ کے قریب پہنچے تھے کہ آپ نے صحابہ سے فرمایا ابو جہل کا بیٹا عکرمہ یمن ہو کر آ رہا ہے تم اس کے باپ کو گالی نہ دو، میت کے گالی دینے سے مردے کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے رشتہ داروں کو تکلیف ہوتی ہے۔

مکہ پہنچ کر ام حکیم اپنے چہرہ پر نقاب ڈالے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا عکرمہ در اقدس پر حاضر ہے، یہ سن کر آپ کو اتنی مسرت اور خوشی ہوئی کہ آپ بیٹھے سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا عکرمہ کو اندر بلاؤ، چنانچہ عکرمہ اندر داخل ہوئے اور جب آپ کی مبارک نظر ان پر پڑی تو محبت سے فرمایا اے مہاجر سوار اچھے آئے اور پھر آپ تشریف فرما ہوئے عکرمہ آ کر آپ کے پاس کھڑے ہو گئے اور عرض کیا اے محمد، مجھ کو ام حکیم نے خبر دی ہے کہ آپ نے مجھ کو امان دیدی ہے آپ نے فرمایا ام حکیم نے تم سے سچ کہا ہے میں نے تم کو امان دیدی ہے یہ سن کر عکرمہ نے عرض کیا اَسْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَسْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور آپ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، یہ کہہ کر عکرمہ نے اپنی گردن ندامت اور شرمندگی کی وجہ سے جھکا لی ہے اور پھر عرض کیا آپ سب سے زیادہ سہلانی کرنے والے ہیں اور آپ سب سے زیادہ دفا کرنے والے ہیں، آپ نے فرمایا اے عکرمہ، تم جو کچھ بھی مجھ سے طلب کرو گے اور مجھ کو اس کے دینے کی قدرت ہوگی میں بخوشی تم کو دوں گا۔ عکرمہ نے عرض کیا میں آپ سے دعائے مغفرت کا طالب ہوں، میں نے جو جو عداوت آپ کے ساتھ کی ہے یا جو لایا یا شرک کے غالب ہونے کے لئے لڑی ہیں آپ ان سب کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ معاف فرمائے، آپ نے فرمایا، یا اللہ تو عکرمہ کی ہر عداوت کو جو اس نے میرے ساتھ کی ہے اور ہر بری بات کو جو اس نے زبان سے نکالی ہے اور ہر لائی کو جو اس نے تیرے راستہ میں رکاوٹ کے لئے لڑی ہے معاف کر دے یہ سن کر عکرمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو سہلانی کی تعلیم دیں تاکہ میں اس پر عمل کرتا رہوں آپ نے فرمایا اَسْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ اَسْهَدُ

اِنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُهُ كَهُو اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرو، یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے جتنا روپیہ اللہ کے راستہ سے روکنے میں خرچ کیا ہے اس سے دگنا روپیہ اللہ کے راستہ میں خرچ کروں گا اور میں جتنی مرتبہ اللہ کے راستہ سے روکنے کے لئے لڑا ہوں اس سے دگنا اللہ کے راستہ کے لئے لڑوں گا۔

عکرمہ نے آپ سے جو عہد کیا مرتے دم تک اس پر پابندی کے ساتھ قائم رہے اس کے بعد وہ ہر لڑائی میں شریک ہوئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر کی خلافت میں اَجْنَادِیْنِ کے مقام پر جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ جس وقت ان کو میدان جنگ سے اٹھایا ہے تو ان کے بدن پر ترے کچھ زیادہ تلوار اور سجالوں کے زخم تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

يَا رِبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَارْحَمْهُمَا اَبَدًا عَلٰى خَيْرِكِ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

پندرہواں محسنہ حجۃ الوداع کے بیان میں

جب عمر شریف تریسٹھ برس کی ہوئی اور ہجرت کا دسواں سال تھا آپ نے حج کا ارادہ فرمایا اس حج کو حجۃ الوداع، حجۃ الاسلام، حجۃ البکاء اور حجۃ التمام کہتے ہیں، چونکہ آپ نے اعلان فرمادیا تھا کہ اس سال میرا قصد حج کا ہے اس خبر کو سن کر ہزار ہا افراد مدینہ منورہ پہنچ گئے، چوبیس ذی القعدہ کو ظہر کی نماز ادا فرما کے آپ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ہزار ہا صحابہ آپ کے ساتھ تھے اور ہزاروں کی تعداد میں آ کر راستہ میں آپ سے ملتے گئے روایا سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کچھ زیادہ اشخاص نے آپ کے ساتھ حج کیا، جمعہ نوں ذی الحجہ کو آپ نے میدان عرفات میں اونٹنی پر سوار ہو کر سب کو نصیحت فرمائی اور اللہ کا پیغام پہنچایا پھر آپ نے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا اَنْتُمْ تَسْأَلُوْنَ عَنِّيْ فَمَا اَنْتُمْ قَابِلُوْنَ یعنی میرے متعلق تم سے دریافت کیا جائے گا، تم کیا کہو گے سب نے ایک زبان ہو کر عرض کیا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ رَاٰدَتِكَ وَصَحَّتْ عَيْنِيْ بِمِمْ كُوَاهِي دِيْنِ گے کہ آپ نے اللہ کا پیغام ہم کو پہنچایا اور آپ نے اپنے کام کو خوب اچھی طرح انجام کو پہنچایا اور آپ نے ہم کو نصیحت فرمائی جب آپ نے مخاطبین سے یہ جواب سنا اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند فرما کے نیچے کی طرف لاتے ہوئے تین مرتبہ آپ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ لِيْ اِنَّ اللّٰهَ تَوْكُوَاهٌ مَّوَجَّاهٌ اے اللہ تو گواہ ہو جا، اے اللہ تو گواہ ہو جا اے اللہ تو گواہ ہو جا، اس کے بعد آپ نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تم میں سے جو بھی حاضر ہے وہ غائب کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائے پھر آپ نے وصیت فرمائی کہ قرآن مجید کو خوب

مضبوطی سے پکڑے رہو اور اس پر عمل کرتے رہو۔

حج کے دن نویں ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں عصر کے وقت آپ پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَارْتَمَيْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا، یعنی آج ہم نے تمہارے واسطے تمہارا دین کامل کر دیا اور ہم نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور ہم نے تمہارے واسطے اسلام کو از روئے دین پسند کیا۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہو گیا کہ جس کام کے واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا وہ کام خوب اچھی طرح پورا ہو گیا، دین اسلام مکمل ہو گیا، اسلام کا نام دنیا میں روشن ہو چکا آپ نے اللہ کے بندوں کو اس کا پیغام پہنچا دیا ترمذی، بیہقی اور بزار عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں، کہ اوسط ایام تشریح میں جبکہ آپ کا قیام منیٰ میں تھا، آپ پر سورہ نصر نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سورت نے مجھ کو میری موت کی خبر سنائی ہے، مجاہد، ضحاک، ابو العالیہ اور دیگر ائمہ نے کہا ہے کہ اس سورہ شریفہ میں آپ کو عنایت شریفہ کی اطلاع دی گئی ہے عبد اللہ بن مسعود تو اس سورہ شریفہ کو سورہ تودیع کہا کرتے تھے۔

چونکہ اس حج میں آپ نے عام طور پر تمام مسلمانوں کو نصیحت اور وصیت فرمائی جس طرح پر کہ کوئی کسی کو دداع کرتا ہے اور اس کے تین ماہ بعد آپ رحلت فرمائے خلد برس ہو گئے اس لئے اس حج کو حج دداع کہتے ہیں اور چونکہ ہجرت کے بعد آپ نے یہ پہلا حج کیا تھا اور اسلامی شان و شوکت کا اس حج میں پورا اظہار ہوا ہے اس لئے اس حج کو حج اسلام کہتے ہیں اور چونکہ اس حج میں آپ نے سب کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور سب نے اقرار کیا کہ آپ نے ہم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور ہم قیامت میں اس بات کی گواہی دیں گے اور آپ نے اللہ تعالیٰ کو ان کے اس کہنے پر گواہ کیا اس لئے اس حج کو حج بلاغ کہتے ہیں اور چونکہ اس حج کے دن آپ پر آیت شریفہ اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ نازل ہوئی اور آپ پر اللہ کی نعمتوں کا پورا ہونا اور کامل ہونا ثابت ہوا اس لئے اس حج کو حج تمام کہتے ہیں۔

بعض علماء نے حجۃ الوداع کا نام پسند نہیں کیا ہے لیکن شہرت اسی نام کی ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيَّ ذِكْرًا عَلَيَّ حَبِيبِكُمْ خَيْرَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

۱۶ سوٹھواں محسنہ صلیہ شریف کے بیان میں

اللہ کے ترے نقشہ عالی کا سراپا ہر عضو سے نیکے ہے ترے عظمت صانع

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بدرجہ اعتدالی تھی۔

بہ صورت تو نگاہے نیافرید خدائے

ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدائے

پر خوبی اور لطافت آپ میں بوجہ اتم موجود تھی۔

پر لطافت کہ نہاں بود پس پردہ غیب

ہر چہ بر صفحہ اندیشہ کشد کلک خیال

جمالِ صوری اور معنوی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرد و یگانہ بنایا تھا۔

از جمال آل دلا را چہ تو اں نمود اِلا

کہ خزاں ندارد اصلا چہ بلا بہار دارد

قدِ مبارک نہ طویل اور نہ قصیر بلکہ میانہ تھا۔

گو بہ قد تھے میانہ آپ دے

دیکھتا جو بلند قد کہتے

سر مبارک بزرگ اور بڑا، بال سیاہ، نہ بالکل بیدھے اور نہ پیدار، کاکل کان کی گویا شانے تک۔

از زلفِ مشکبویست رستم زرنج و محنت

یا بزم نہ تا قیامت زین سلسلہ رہائی

شب معراج آپ نے جناب باری میں عرض کیا، جبریل کو چھ سو پر عنایت ہوئے اس کے عوض

مجھ کو کیا مرحمت کیا، ارشاد ہوا تمہارا ایک بال میرے نزدیک جبریل کے سب پرول سے بہتر ہے

خالد نے اپنی ٹوپی میں آپ کے چند بال برائے برکت سی لئے تھے ہر رطائی میں فتحیاب ہوتے تھے

چہرہ مبارک ایسا نورانی تھا کہ بدراس کے مقابلہ میں بے رونق تھا۔

اے چہرہ زیبائے تو رشکِ بتانِ آذری

آفتاباگردیدہ ام رشکِ بتانِ درزیدہ ام

جبین بسین کشادہ تھی جو پسینہ جبین مبارک سے نکلتا تھا، جس کیڑے سے لگ

جاتا تھا وہ آگ میں نہیں جلتا تھا۔

آگ میں جس کے سبب سے نہیں جلتا ہے رومال

اس کی امت پڑے آتش میں ہو کیوں کر یہ حال

حضرت انس کے گھر چند مہمان آئے وہ ان کے واسطے ایک میلے رومال میں کھانا لائے مہمانوں

نے تنفر کیا، آپ نے فوراً اس رومال کو تنور میں ڈال دیا تھوڑی دیر میں نکالا بالکل صاف اور

براق نکلا، مہمان حیران ہوئے۔ انس نے کہا اس رومال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے انور پونچھا تھا اس واسطے آگ اس پر اثر نہیں کرتی۔

دیدیک شخصے کہ بوش سیہماں
دید انس دستار خواں راز و فام
اندر افکن در تنور شش یک دمہ
آں زماں دستار خواں را ہوشمند
انتظار دو دو کندوری بند
پاک و براق و سفید از چرک دور
چوں نہ سوزید و مشتقی گشت نیز
بس بمالید اندرین دستار خواں
با چنیں دست و دہن کن اقرباں
جان عاشق را چہا خواہد کشاد

از انس فرزند مالک این غیاں
او حکایت کرد کز بہر طعام
چرکن و آلودہ گفت اے خادمہ
در تنور پرز آتش درنگند
جملہ مہمانان دراں حیراں شدند
بعد یک ساعت بر آورد از تنور
توم گفتند اے صحابی عزیز
گفت زماں کہ مصطفی دست و دہاں
اے دل ترندہ از نار و عذاب
چوں جمائے را چنیں تشریف داد

ابرد کماں دار اور کمال، ہر دو ابرو کے مابین قدرے فصل تھا جس میں ایک رگ نمایاں تھی جو غصہ کے وقت حرکت کرتی تھی، چشمان زنگی کمال سیاہ و سفید و سرخ،

بہ وصف سرمہ و نبالہ دارش چوں بہ حرف آید

چو سوسن در دہن ہرگز نہ می گنجد زبان ما

آپ کی نظر مبارک بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔ اکثر اوقات آپ کا دیکھنا بطور ملاحظہ کے ہوا کرتا تھا یعنی از گوشہ چشم اور جب آپ کسی طرف التفات فرماتے تھے تو پوری طرح چہرہ مبارک اور سینہ منور اس کی طرف موڑ کر التفات فرماتے تھے۔

نگاہ مست تو آں را کہ مستفید کند

ہزار پیر خرابات را مرید کند

قوت باصرہ اتنی قوی تھی کہ روشنی اور تاریکی آگے اور پیچھے حاضر و غائب سب برابر تھا، خسار، استوار پراز انوار استخوان سے بلند نہ تھے۔

عارض است این قمر بالآہ حمراست این

یا شعاع شمس یا آئینہ دلہا است این

یعنی (ناک) مبری از خود یعنی دراز اور بلند تھی، کان خوبصورت اور قوت سامعہ ایسی کہ بیداری و خواب قریب اور بعید برابر سنتے تھے، دہن مبارک کشادہ اور طبع۔

کارسازانِ ازل نیستی و ہستی را

بہم آمیختہ اوراد بنے ساختہ اند

نُعَاب دہن ایسا شیریں تھا کہ انس کے گھر میں کھاری کنواں تھا۔ اس میں ایک قطرہ ڈالا سیٹھا ہو گیا۔ احد کی لڑائی میں کلثوم بن حصین کے حلق میں تیر لگا۔ آپ نے نُعَاب دہن لگا دیا اچھا ہو گیا محمد بن حاطب کا ہاتھ گرم دیگ سے جل گیا، آپ نے نُعَاب دہن لگا دیا صحیح اور سالم ہو گیا۔ دندانِ مبارک موتی کی طرح سفید اور چمکدار سامنے کے دودانتوں کے مابین ذرا سی جھری تھی جب آپ کلام فرماتے تو اس میں سے نور جھڑتا تھا۔

شناخوان لب و دندانِ محبوبم از عمرے

کے از عمل و گوہر پر نہی سازد دہانِ ما

لب مبارک باریک اور نازک تھے۔

کندر وے توروشن چشم یعقوب ز لہجہ

لب لعل تو احیائی کند دین سبجا را

ریش مبارک گھنی، درازی میں بمقدار ایک قبضہ کے تھی یعنی ایک مٹھی کے اندازہ میں، گردن مبارک صراحی دار، صاف اور چمک دار، دونوں شانوں کے مابین فاصلہ تھا، بائیں شانے کے قریب نہر نبوت تھی جو کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے جب آپ بی بی حلیمہ کے پاس تھے اور آپ کا شق صدر شریف واقع ہوا تھا اس وقت یہ نہر حضرت جبریل نے لگائی تھی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہر شریف کبھی بڑھ کر ایک سب کے برابر ہو جاتی تھی سینہ مقدس صاف، فراخ اور عریض تھا۔

سینہ وا کردہ بہ گلشن چو خدماں گزرد

بلبل از گل گزرد گل ز گریباں گزرد

تکلم عالی سینہ بے کینہ کے برابر تھا، سینہ سے ناف تک بالوں کا باریک خط نقاشِ ازل کی دستکاری سے کچھا ہوا تھا۔ انس کہتے ہیں بالوں کے اس خط میں شق صدر کا نشان ظاہر تھا۔ گوشت بدنِ اطہر کا گٹھا ہوا تھا۔

دست ہمایوں ز انوتک دراز تھے وہ ہاتھ کیسے ہاتھ تھے جن سے نہر اردن معجزاتِ باہرات

ظاہر ہوئے جیسے امّ عبد کی بے دودھ بچری کا دودھنا اور ایک مشتِ خاک ڈال کر کافروں کو اندھا کرنا ہے۔

ایک دن قتادہ بن لمحان کے منہ پر دستِ مبارک پھیرا ان کا چہرہ ایسا نورانی ہوا کہ ہر چیز کا

نکس اس میں نظر آنے لگا، جس تیم کے سر پر دست مبارک از شفقت پھیرتے وہ تیم در تیم ہوجاتا تھا۔

بازوئے مبارک گول گول استوار اور سوتے دار۔

کھائی قوی لمبی اور بالوں والی

کف اطہر فراخ پر گوشت اور ریشم سے زیادہ نرم، کیا مبارک تھیلیاں تھیں جن میں کنکریوں کا تسبیح کہنا ثابت ہے۔

انگشتان فیض بنیان درست اور صحیح، کیا ہی پاکیزہ انگلیاں تھیں جن سے پانی کا نکلنا اور قمر کاشت ہونا ثابت ہے۔

ساق مبارک (نپٹلی) باریک اور عقب شریف (اڑھی) کم گوشت نہ دراز اور نہ غریض۔

قدم شریف نرم اور ناعم ان کا میانہ زمین سے بلند اور پشت پار فیح۔

خار مڑگاں کا خطر ہے ورنہ اے نازک بدن

میں کف پا کو ترے پلوں سے سہلایا کروں

انگوٹھے سے ملی ہوئی انگلی پاؤں کی قدرے دراز تھی۔ سیوٹی نے خصائص کبریٰ میں لکھا ہے، کہ چھنگلیا قدرے ظاہر تھی چلنے میں قدم شریف کا فاصلہ دراز ہوتا تھا جب آپ پائے مبارک زمین پر سے اٹھاتے تھے تو بہ قوت اٹھاتے تھے اور جب زمین پر رکھتے تھے تو بہ نرمی رکھتے تھے جیسے کوئی لمبڈی سے نیچے اترتا ہو۔ ہڈیوں کے جوڑ مضبوط اور بڑے تھے بدن اطہر قوی مدد اور نازک تھا۔

آپ کے پسینہ مبارک کی خوشبو اس قدر تھی کہ جو کوئی اس کو چھوتا مسخر ہوجاتا۔ انس کہتے ہیں میں نے مرگز کوئی خوشبو آپ کے پسینہ سے زیادہ مسخر نہیں دیکھی جس گلی کوچہ سے آپ کا گزر ہوتا خوشبو اور مہک سے بس جاتا اور لوگ سبحان لیتے کہ آپ کا گزر اس طرف سے ہوا ہے، عورتیں آپ کے پسینہ کو حفاظت سے رکھتی تھیں اور دھنوں کے پلتی تھیں جس کی خوشبو سدا بعد نسل رہا کرتی تھی۔

کہاں ہے عطر میں خوشبو ترے بدن کی سی

یہ بو تو صاف ہے گلزارِ قدس حق کی سی

آپ کے جمال پر کمال پر حق تعالیٰ کے جلال کا پر تور پا کرتا تھا دور سے بھی جو آپ کو دیکھتا تھا اس پر آپ کی ہیبت طاری ہوجاتی تھی اور جو آپ کے قریب آتا وہ آپ کے اخلاقِ اعلیٰ دیکھ کر سوجان سے آپ کا گردیدہ اور شیدا ہوجاتا تھا۔

روشن از پر تو رویت نظر نے غیبت کہ غیبت
ناظر روئے تو صاحب نظران اندوئے
زمن دل شدہ از شوق تو خوئیں جگر م
یارِ صَبَلٍ دَسَلَمُ دَائِمًا اَسَدًا
سنتِ خاکِ درت بر بصرے غیبت کہ غیبت
شوق دیدار تو در میح سرے غیبت کہ غیبت
از غم عشق تو پر خوئ جگرے غیبت کہ غیبت
عَلَى حَبِيدِكَ خَيْرًا لِّخَلْقٍ كُلِّهِمْ

ترصواں محسنہ اخلاق مبارکہ کے بیان میں

کرا طاقت کہ وصفِ خواجہ گوید

دہانِ نطقِ اینجانبے زبان است

آپ کے اخلاق مبارکہ کا کیا بیان ہو جو بھی کوئی وصفِ جمیل تھا وہ۔ آپ میں بدرجہ کمال موجود تھا

خوبی و تشکل و شمائلِ حرکات و سکنات

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

انبیاء کے اخلاقِ اعلیٰ سے آپ منصف تھے، چنانچہ حضرت آدم کی صفا۔ حضرت نوح کی رقت
حضرت ابراہیم کی جُلت، حضرت اسماعیل کی صداقت اور فصاحت، حضرت یعقوب کی بشارت
حضرت یوسف کا جمال، حضرت داؤد کی صَوْت، حضرت ایوب کا صبر حضرت یحییٰ کا زہد اور
حضرت عیسیٰ کا کرم آپ میں بدرجہ اتم موجود تھا۔

وارثِ اخلاقِ ذہِ پیغمبر است

جامعِ اوصافِ مجموعِ رسل

آپ کے اخلاق شریفیہ کے باسے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَ اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

یعنی یقیناً تمہارے اخلاق بہت اعلیٰ ہیں اور آپ نے ارشاد کیا اَدَّبَنِي رَبِّي فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبِي

یعنی میری تربیت میرے رب نے کی اور اس نے مجھ کو بہت ہی اچھی تربیت دی۔

آپ کے اوصافِ عالیہ کا شمار کون کر سکتا ہے صرف بعض اخلاق شریفیہ کا کچھ بیان کیا جاتا ہے

خیال سے سننا چاہیے۔

آپ کے صبرِ علم اور عفو کا کیا کہنا، کبھی آپ نے کسی سے بدلہ نہیں لیا، اُھد کی لڑائی میں
دندانِ مبارک شہید ہوا، روئے انور مجروح ہوا، آپ کے صحابہ پر از حد شاق گزارا عرض کیا آپ کا فرسوں
کے حق میں بددعا کریں، آپ نے فرمایا، میں اللہ کی رحمت سے ہٹانے اور دور کرنے کے واسطے نہیں بھیجا
گیا ہوں بلکہ میں تو رحمت بنا کے بھیجا گیا ہوں اور اللہ کی طرف بلانے کے لئے مبعوث ہوا ہوں، پھر

اس طرح پر اس کا بدلہ دیا، یہودی آپ کے علم، بردباری، عفو اور حسن معاملہ کو دیکھ کر اسلام لے آیا اور اچھا مسلمان رہا۔

فتح مکہ کے بعد آپ نے اہل مکہ سے جو حسن سلوک کیا اس کو دیکھ کر وہ سب دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے آپ کی شفقت اور مہربانی اور رحم اور کرم کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ** یعنی اللہ کی رحمت سے ہے کہ تم نے اپنے اخلاق ان کے واسطے نرم کر دیے ہیں۔

آپ کے جو دو سخا، داد و دہش اور کرم کا کیا کہنا دنیا آپ کی نظر میں از حد بے قدر تھی جو آیاتی الفور صرف کر دیا فقر محمود اور بذل موجود آپ کا طریقہ شریف تھا، جابر کہتے ہیں میں نے کبھی آپ سے لاکا لفظ نہیں سنا ہے یعنی نہیں کا لفظ آپ استعمال نہ کرتے تھے جو بھی کسی نے طلب کیا اور آپ کے پاس ہوا اس کو دے دیا، **حَتَّانَ** آپ کی مدح میں کہتے ہیں۔

مَا قَالَ لَأَقُوطُ إِلَّا فِي تَشْهَدٍ وَلَا التَّشْهَدُ لَمْ يَسْمَعْ لَهُ لَوْلَا

یعنی آپ نے سوائے تشہد کے نہیں کا لفظ کسی جگہ استعمال نہیں فرمایا ہے اگر تشہد نہ ہوتا تو کبھی آپ سے نہیں کا لفظ نہ سنا جاتا۔ یعنی تشہد میں تو نہیں کا لفظ استعمال ہوتا ہی ہے سب کہتے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

صَفْوَانَ سپر امیہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بائے میں فتح مکہ سے پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو، لیکن بعد میں آپ کی عفو ان کے شامل حال ہوئی اور ان کی جان بخشی گئی **صَفْوَانَ** ابھی ایمان نہیں لائے تھے لیکن فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین میں آپ کے ساتھ گئے وہاں آپ کو فتح عظیم حق تعالیٰ نے دی، بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ آپ ایک وادی میں سے گزر رہے تھے وہاں مال غنیمت کے چوپائے بڑی مقدار میں چر رہے تھے، **صَفْوَانَ** تعجب کی نظر سے ان کی طرف دیکھنے لگے آپ نے وہ سب **صَفْوَانَ** کو عنایت کر کے **صَفْوَانَ** بیاختہ بول اٹھے محمد تو ایسی داد و دہش کرتے ہیں کہ ان کو فاقے کا ٹھکانا ہی نہیں ہے اور سپر وہ اپنی خوشی سے اسلام لے آئے۔

اس دن آپ نے اہل مکہ میں سے دسیوں افراد کو ایک ایک سو اونٹ دئے۔ عباس کو آنا سونا اور حاندی عنایت کی کہ وہ ان سے نہ اٹھ سکا۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس نوٹے ہزار درہم غنیمت کا مال آیا، چٹائی پر آپ کے سامنے ڈھیر لگا دیا گیا آپ نے سارا مال اسی وقت تقسیم کر دیا، مال تقسیم ہونے کے بعد ایک شخص کچھ طلب کرتا ہوا آیا۔ آپ نے فرمایا، میرے پاس اب کچھ نہیں رہا ہے، تم میرے نام سے جا کر ادھار لے لو میں وہ مال ادھار کا اتار دوں گا یہ سن کر ایک صحابی نے عرض کیا **يَا رَسُولَ اللَّهِ اِنْفِقْ وَلَا تَحْسَبْ مِنْ ذِي الْحَرَبِ اِقْلًا** یعنی اے اللہ کے رسول

آپ خرچ کئے جائیں، آپ مال و دولت لٹائے جائیں اور مالکِ عرش سے کئی کا خیال دل میں نہ لائیں یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا بِهَذَا أُمِرْتُ یعنی اسی کا حکم مجھ کو دیا گیا ہے

آپ کی شفقت یہاں تک تھی کہ مروقتِ اُمت کا خیال آپ کو بے چین رکھتا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَلْفُسُكُمُ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ

بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ یعنی تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا تمہاری تکلیفیں ان پر

بہت شاق ہیں اور تمہاری سہولتی کا ان کو بہت خیال ہے اور وہ مومنوں پر نہایت ہی مشفق اور مہربان ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے فَلَحَلَّكَ بِأَحْسَنِ نَفْسِكَ

عَلَىٰ أَثَرِهِمْ إِنْ كَمْ يُؤْمِنُونَ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا یعنی اگر یہ لوگ اس بات کو نہ مانیں

اور ایمان نہ لائیں تو شاید تم ہائے افسوس کے ان کے پیچھے اپنی جان ہلاک کر ڈالو گے، قیامت کے دن سب انبیاء کی زبان پر نفسی نفسی ہوگا لیکن حضرت رحمۃ اللعالمین کی زبان پر اُمّتی اُمّتی ہوگا آپ

کی شجاعت، شجاعت اور غصہ پر قابو پانا سب کے نزدیک مسلم ہے کسی لڑائی میں آپ نے منہ نہیں پھیرا کبھی کسی کا رُعب آپ پر طاری نہیں ہوا۔ فتح مکہ کے چند روز بعد وادیِ حنین میں کافروں سے بڑا سخت

مقابلہ ہوا، حملہ کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ صحابہ کرام لپٹا ہونے پر مجبور ہو گئے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے خچر کی لگام ایک طرف سے آپ کے سب سے بڑا چچا حارث

کے فرزند ابوسفیان جو آپ کے رشتائی بھائی بھی تھے اور کچھ دن پیشتر ایمان لائے تھے پکڑے ہوئے تھے اور دوسری طرف سے آپ کے چچا عباس پکڑے ہوئے تھے اس وقت جبکہ صحابہ متفرق ہو چکے

تھے اور کافروں کو آپ کی تلاش تھی۔ آپ کافروں کو مخاطب کر کے بآواز بلند فرماتے تھے اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، میں نبی ہوں اس میں قطعاً جھوٹ نہیں ہے میں ہوں فرزندِ

عبدالمطلب، شجاعت اور دلیری کی انتہا ہے کہ ایسے نازک موقع پر آپ کافروں کو اپنی طرف متوجہ فرماتے تھے اور خچر کو ان کی طرف بڑھانے کی کوشش فرماتے تھے وہ تو آپ کے چچا عباس اور

بڑے چچا کے بیٹے ابوسفیان خچر کے لگام پکڑے ہوئے تھے، اس وقت آپ کن احوال میں تھے اللہ ہی جانتا ہے، اسی حالت میں آپ نے ابوسفیان سے فرمایا تم کون ہو، انہوں نے عرض کیا۔

آپ کا بھائی ابوسفیان سپر حارث، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یہ سن کر آپ نے فرمایا اچھا بھائی کچھ کنکریاں اٹھا کر مجھے دو، انہوں نے فوراً تمہیں ارشاد کیا، آپ نے وہ کنکریاں کافروں کی

طرف پھینکیں، اللہ تعالیٰ نے ان کنکریوں سے کافروں کو اندھا کر دیا ان کو شکست ہوئی، حضرت عباس کی آواز بہت بلند تھی، انہوں نے صحابہ کو آواز دی کہ اے

جماعت مہاجرین کی اور اے جماعت انصار کی تم کہاں جا رہے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہاں تشریف رکھتے ہیں اس آواز کو سنتے ہی دلداد کان الوار الہی اور عانتقان جمال نبوی پر دونوں کی طرح شمع رسالت پر چاروں طرف سے آکر اکٹھے ہو گئے اور کمزوری نصرت اور فیروزی سے تبدیل ہوئی۔

انس کہتے ہیں ایک رات مدینہ منورہ میں مہیب آواز سنائی دی، سب کو خوف و ہراس پیدا ہوا گھبرا کر گھروں سے نکلے اور آواز کی طرف چلے تھوڑی دور گئے تھے کہ آپ ابو طلحہ کے گھوڑے پر بغیر زین کے بیٹھے ہوئے اور شمشیر برمنہ حائل کے ہوئے سامنے سے تشریف لاتے ہوئے نظر آئے آپ نے فرمایا تم سب اطمینان رکھو میں دیکھ آیا ہوں کوئی بات فکر کی نہیں ہے حضرت علی کہتے ہیں جب میدان کارزار میں لڑائی زوروں پر ہوتی تھی آپ سب سے زیادہ دشمن کے قریب ہوتے تھے اور ہم آپ کے سایہ رحمت میں پہنچ کر امن پاتے تھے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ہم میں سب سے زیادہ بہادر وہ شخص ہوا کرتا تھا جو لڑائی میں آپ سے زیادہ قریب ہوا کرتا تھا کیونکہ آپ دشمن کے زیادہ قریب ہوا کرتے تھے۔

حیا آپ میں اس قدر تھی کہ حد اور بس ہے ابو سعید خدری کہتے ہیں کنواری لڑکیوں سے زیادہ آپ میں حیا تھی عائشہ صدیقہ کہتی ہیں اگر آپ کو کوئی فعل کسی کا ناپسندیدہ ہوتا تو فرماتے تھے کیا بات ہے جو لوگ اس طرح کرتے ہیں یعنی آپ بوجہ حیا کے نام لے کر نہ فرماتے تھے بلکہ عام خطاب کر کے اس کام سے منع فرماتے تھے بوجہ حیا کے آپ نے کسی کے تہرہ کو غور سے نہیں دیکھا حیا کے باعث بعض اوقات نا سمجھ لوگوں سے آپ کو تکلیف اٹھانی پڑتی تھی لیکن کچھ نہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی تکلیف گوارا نہ ہوئی اور اس نے فرمایا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُوْذَى الْوَالِدِيْنَ فَلْيَسْأَلْكُمْ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْأَلُكُمْ مِنَ الْخَيْرِ، یعنی تمہاری یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچاتی ہے اور وہ شرم کی وجہ سے تم سے کچھ نہیں فرماتے لیکن اللہ تعالیٰ حق بات کے ظاہر کرنے میں حیا نہیں کرتا۔

آمانت، صداقت، دیانت آپ کے وہ ذاتی کمالات تھے جن کو دشمنوں نے بھی تسلیم کیا ہوا تھا، چنانچہ نبوت سے پہلے اکثر لوگ آپ کو آپ کی امانت داری کی وجہ سے اہلین کے خطاب سے یاد کرتے تھے اور آپ کی راست گفتاری کے باعث آپ کو صادق کہہ لیا کرتے تھے۔ سنہ ہجری کو اپنے نجاشی بادشاہ حبشہ اور قیصر شاہ روم اور کسری شہر پار ایران اور مین نوابوں اور امیروں کو اسلام کی دعوت دی قیصر کو اپنے خط درحیہ بن خلیفہ کلبی کے ہاتھ ارسال کیا جس وقت آپ کا مکتوب شریف قیصر کو ملا تو اس نے اپنے وزیروں سے کہا کہ اگر بلکہ کا کوئی شخص آیا ہوا ہے تو اس کو لاؤ اتفاق سے ابوسفیان بن حرب اپنے زفقہ کے برابرا شام گئے ہوئے تھے اور قیصر کے سامنے پیش کئے گئے، ابوسفیان اور ان کے رفقاء اس وقت تک کافر تھے، قیصر نے

بہت کچھ آپ کے متعلق ابوسفیان سے دریافت کیا اور ابوسفیان نے ان کا جواب دیا۔ ایک سوال قصیر کا یہ تھا، نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے کیا وہ کبھی جھوٹ بولے، میں ابوسفیان نے جواب میں کہا انھوں نے نبوت کے دعویٰ سے پہلے کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے ابوسفیان نے کفر کی حالت اور دشمنی کے زمانے میں آپ کی صداقت امانت، عفت اور دیگر اوصافِ حسنہ کا قصیر کے سامنے اعتراف کیا وَالْفُضْلُ مَا شَهِدْتُ بِهِ الْاَعْدَاءُ یعنی کمال تو رہی ہے کہ دشمن خود ہیوں کا اعتراف کریں۔

تَوَاضِعٌ، عَدْلٌ، دِقَّارٌ، مَرُوتٌ، زُهْدٌ، قَنَاعَتٌ سے آپ تمام دکمال موصوف تھے، حَسَنِ مُعَاشَرَتٍ اقربا اور اجانب کے ساتھ شفقت اور مہربانی مرنشخص کے ساتھ عہد و پیمان کا پورا کرنا آپ کا مبارک طریقہ تھا، آپ کی عادت شریف تھی کہ مرنشخص کو آپ سلام کرتے مرنشخص کے جواب میں لبیک فرماتے تھے یعنی جی ہاں یا حاضر جناب، کام نہ کرنے پر کسی کو ملامت نہ کرتے تھے، چیز کے تلف ہو جانے پر تاسف نہ کرتے تھے مجالس میں اصحاب کی موافقت فرماتے تھے کام میں ان کے ساتھ لگ جاتے تھے چنانچہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت اور خندق چھودنے کے وقت صحابہ کے ساتھ آپ بھی مصروف عمل تھے بسا اوقات بھوک کی وجہ سے شکم مبارک پر پتھر باندھتے تھے، بے درپے جو کی روٹی پر قناعت فرماتے تھے، کبھی خرے اور پانی پر اکتفا فرماتے تھے جو سامنے آتا بخوشی تناول فرماتے اگر گھر میں کچھ نہ ہوا روزہ کی نیت فرما لیتے تھے۔ ایک دن جبریل رب علیل کا فرمان لے کر پہنچے کہ اگر خواہش ہو تو پہاڑ کو سونا بنا دیا جائے۔ آپ نے فرمایا دنیا اس کا گھر ہے جس کا گھر نہ ہو اور مال و زر کو وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو، آپ نے کبھی کسی سائل کو رد نہیں کیا۔ جو بھی مواعنات کیا، ایک دن آپ غذا تناول فرما رہے تھے، ایک عورت نے آکر سوال کیا آپ نے وہ غذا جو آپ تناول فرما رہے تھے اس کو عنایت کر دی وہ عورت سفید چشم تھی۔ اس نے آپ سے دہان مبارک کا نوالہ بھی طلب کیا آپ نے وہ بھی عنایت کر دیا۔ اس عورت نے وہ نوالہ کھالیا۔ اس نوالہ کی برکت سے وہ عورت پھر ایسی باجیا ہوئی کہ مدینہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی تھی، یتیم کے سر پر آپ ہاتھ پھیرتے تھے شروع کا نیا پھل آپ بچوں کو تقسیم فرماتے تھے، جو بیمار ہوتا تھا اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے تھے جنابزہ میں شرکت فرماتے تھے خادم کی مدد فرماتے تھے بازار سے سودا خرید لاتے تھے، گھر میں جھاڑو دینا، لباس کا پیوند کرنا، دو دھو دھونا، جوتی کا سالی لینا خادم کو اپنے ساتھ کھانا کھلانا، عادت بابرکت تھی۔

گھے خانہ ز خاکِ رَہِ بَرُفْتِ	گھے بر خاکِ رَہِ فَا رِغِ بَخْفَتِ
گھے با عا لَشہِ باہِمِ دَویدِے	گھے بَخَشْتِ دِگِلِ مَسْجِدِ کَشیدِے
گھے نعلینِ دوزی کارِ بوردش	گھے با طفلِ گانِ اسرارِ بوردش

گئے رفتے بتشیع حب زہ
گے آشر را علف لبار کرے
گے از جمع او قدح بر کف نہائے
گے آشر ساحتے از علم خود را
نہ دار د زمرہ شیطان شمرگار

گئے کر دے عیادت نیز تازہ
گئے دستاش با دستار کر دے
سجائے سید القوم الیتادے
نشاط آں دو طفل پُر خود را
کہ آید در لباس او پدیدار

شیطان آپ کی شکل میں ظاہر نہیں ہو سکتا، آپ نے کبھی جمائی نہیں لی اور نہ کبھی آپ کو احتلام ہوا
آپ کے فضلات پاک تھے بعض صحابیات اور صحابہ نے آپ کا بول اور خون پیا ہے زمین آپ
کے فضلات کو نکل لیتی تھی اور اس جگہ سے خوشبو آتی تھی۔

کے از دے حدت ہرگز نہ دیدے
چو عنبر گاؤ فاش در کشیدے

پھر اور لکھی آپ پر نہیں بٹھتی تھی۔

حق تعالیٰ کو کہ جب بارگس
غم امت بہ قیامت ان سے
استراحت فرمانے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ آپ کی صرف آنکھ لگتی تھی دل ہوشیار
اور مشغول بہ کار رہتا تھا، سایہ آپ کا نہ تھا جسم نورانی تھا۔

نداشت سایہ پیمبر کہ بہرامت خویش
ذخیرہ پے روز بد حساب گزارشت

آپ کے اطلاق حمیدہ اور اوصاف حمیدہ شمار سے زائد اور بیان سے بالاتر ہیں۔

مَا شِئْتَ قُلْ فِيهِ فَاِنَّتَ مُصَدِّقٌ
فَاَلْحَبُّ لِقَضِيٍّ وَالْمَحَاسِنُ تَشْهَدُ

صداق القوی یقیناً اے فتی
در صداقت از محاسن پیش کن
پیش زوانے جان من بڑے مہیت
لو لو ہائش ہر یکے در یمیم
از کمال سرور عالمیت نام
نے گئے بر ساحل دریا رسی
بحر عرفان را نہ دیدہ کس کنار

ہر صہ خواہی گو بہ وصف مصطفیٰ
انفکش خواہد کہ ذکرش پیش کن
ہر صہ یابی از محاسن نے حدیث
ہر یکے از وصف دے بحر عظیم
گر نویسی روز و شب پیہم مدا م
نے یکے را از نزاراں بشمری
نیت اوصاف نکویش را شمار

از وجودش ہر دو عالم را ظہور
گشت کونین از جمالش پر ز نور
تعبودے گوید جناب کبریا
وے حبیب و محبتی و مصطفیٰ

یا الہی صد درود و صد سلام

بروے و بر آل پاکش بر دوام

یا نَبِیِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا سَبَدًا
علیٰ حَبِیبِکَ خَیْرًا لِّخَلْقِ کُلِّہِم

اٹھارھواں حصہ معجزات شریفہ کے بیان میں

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بے شمار ہیں، سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے جو سراسر اعجاز ہے احکام اور اخبار غیب اور انبیائے سابق کے قصص پر مشتمل ہے آپ کے بعض دوسرے معجزات بیان کئے جاتے ہیں بہ گوش ہوش سنا چاہیے۔

۱ مسلم جابر بن عمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد کیا، ان دنوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی میں جس طرف بھی جاتا تھا پتھر اور درخت مجھ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتے تھے۔

۲ بزار اور ابو نعیم بربرہ سے روایت کرتے ہیں جب اللہ نے ارادہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت سے مشرف فرمائے تو ان دنوں آپ پہاڑوں اور وادیوں کی طرف نکل جایا کرتے تھے جس درخت یا پتھر کے پاس سے آپ گزرتے تھے وہ آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتے تھے۔

۳ بزار اور ابو نعیم بربرہ سے روایت کرتے ہیں جب اللہ نے ارادہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت سے مشرف فرمائے تو ان دنوں آپ پہاڑوں اور وادیوں کی طرف نکل جایا کرتے تھے جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے تھے وہ آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا اور آپ اس کو جواب دیتے تھے۔

۴ یہی جابر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں پھرا کرتا تھا ایک مرتبہ میں آپ کے ساتھ باہر گیا میں نے دیکھا جو پتھر یا درخت آپ کے سامنے آیا اس نے آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہا۔

علماء نے لکھا ہے کہ نبوت سے پہلے درخت اور پتھر آپ کو سجدہ کرتے تھے تاکہ آپ کی بزرگی اور عالی مرتبہ ہونے کا سب کو علم ہو جائے جس طرح پر کہ تجیرا رہب کے قصہ میں بیان ہو چکا ہے اور نبوت کے ابتدائی زمانہ میں درخت اور پتھر آپ کو سجدہ اور سلام کرتے تھے۔ تاکہ آپ کو اطمینان حاصل ہو اور آپ کا قلب قوی ہو اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ خلقت

آپ کی مطیع اور فرمانبردار ہو جائے گی

۶ ابن ماجہ نے مختصر طریقہ پر اور بیہقی نے دلائل نبوہ میں ابو اسید مالک بن ربیعہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنے چچا عباس سے فرمایا اے ابوالفضل، کل تم اور تمہارے بیٹے اپنے گھر میں میرا انتظار کرنا مجھ تو تم سے کچھ کام ہے چنانچہ دوسرے دن وہ سب آپ کے منتظر رہے، جب آپ تشریف لے گئے آپ نے گھر میں داخل ہو کر السلام علیکم فرمایا گھر والوں نے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا، پھر آپ نے خیریت دریافت فرمانے کے بعد فرمایا تم سب قریب ہو کر ایک دوسرے سے مل کر بیٹھ جاؤ، چنانچہ وہ سب آپس میں مل کر بیٹھ گئے آپ نے اپنی مبارک چادر ان پر ڈالی اور پھر اس طرح دعا فرمائی اے میرے اللہ یہ میرے چچا ہیں جو بمنزلہ میرے والد کے ہیں اور یہ میرے اہل بیت ہیں اے اللہ تو ان کو آگ سے اس طرح چھپالے جس طرح میں نے اپنی چادر میں ان کو چھپایا ہے راوی بیان کرتا ہے جس وقت آپ نے یہ دعا کی کمرے کی دیواروں اور چوتھٹ اور دروازے نے تین مرتبہ آمین کہی۔

۷۔ بیہقی بزار، طبرانی، ابن عساکر اور زہریت میں حافظ ذکی انس اور ابو ذر سے روایت کرتے ہیں، ابو ذر کی روایت اس طرح پر ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تنہائی کے وقت کا متلاشی رہا کرتا تھا۔ میں نے ایک دن آپ کو تنہا بیٹھا پایا۔ عنینت سمجھ کر فوراً آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا، آپ نے دریافت فرمایا ابو ذر کیسے آئے، میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کے واسطے آیا ہوں، آپ نے بیٹھنے کو فرمایا اور میں آپ کے پاس الی طرف کو بیٹھ گیا نہ میں نے کچھ عرض کیا اور نہ آپ نے کچھ ارشاد فرمایا، تھوڑی دیر کے بعد ابو بکر بڑی عجلت کے ساتھ آئے۔ انہوں نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے جواب دیا پھر آپ نے دریافت فرمایا کیسے آئے انہوں نے بھی یہی کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کے واسطے آیا ہوں آپ نے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا اور وہ آپ کے سامنے ٹیلے کی طرف بیٹھ گئے۔ پھر عمر آئے انہوں نے بھی اسی طرح کہا اور آپ کے اشارہ فرمانے پر ابو بکر کے پاس بیٹھ گئے پھر عثمان آئے اور انہوں نے بھی اسی طرح کہا اور آپ کے اشارہ فرمانے پر عمر کے پاس بیٹھ گئے (اس کے بعد کچھ اور صحابہ آئے اور بیٹھ گئے)

ابو ذر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سنگریزے ہاتھ میں لئے بعض روایات میں ہے کہ وہ کنکریاں سات تھیں اور بعض میں ہے کہ ان کی تعداد نو تھی ان کنکریوں نے آپ کے دست مبارک میں تسبیح پڑھی ہم نے ان کی آواز سنی جو شہد کی مکھیوں کی جھنجھناہٹ سے ملتی ہوئی آواز تھی، پھر آپ نے اٹھا کر ابو بکر کو دیں انہوں نے ابو بکر کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھی پھر آپ نے لیکر زمین پر

رکھیں وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر آپ نے عمر کو دیں انھوں نے عمر کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھی پھر آپ نے لے کر زمین پر رکھ دیں وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر آپ نے عثمان کو دیں انھوں نے عثمان کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھی پھر آپ نے لیکر زمین پر رکھ دیں۔

طبرانی کی روایت میں ہے کہ ان کنکریوں کی تسبیح کو ان سب نے سنا جو اس مبارک مجلس میں حاضر تھے راوی نے یہ بھی کہا کہ آپ نے یہ کنکریاں ہم باقی اشخاص کے ہاتھ میں بھی رکھیں لیکن ہم میں سے کسی کے ہاتھ میں انھوں نے تسبیح نہ پڑھی۔

حکایت مشنوی

گفت اے احمد گجو این صلیت زود
چوں خبر داری ز راز آسماں
یا بگو منداں کہ ما حقیقہ دراست
گفت آئے حق از من قادر تر است
بسنوا ز مہر یک تو تسبیح در دست
در شہادت گفتن آمد بے درنگ
گو مہر احمد رسول اللہ سقت
زوز خشم آں نگہار ابرز میں
ساحراں را سر توئی دتا ج و سر
گشت در خشم و بہ سوئے خانہ رفت
او فنا اندر چہ آن زشت جہول
سوئے کفر و زندگہ سر سبز رفت

نگہا اندر کف بو جہل بود
گر رسولی صلیت در مشتم نہاں
گفت چوں خواہی بگویم کال چہا شت
گفت بو جہل این دوم نا در تر است
گفت شش پارہ حجر در دست است
از میان مشت او ہر پارہ سنگ
لا الہ گفت الا اللہ گفت
چو شنید از نگہا بو جہل اس
گفت نمود مثل تو ساحر در گر
چوں بدید آں معجزہ بو جہل گفت
رہ گرفت و رفت از پیش رسول
معجزہ او دید و شد بد بخت رفت

خاک برفش کہ بد گور نعین
چشم او ابلیس آمد خاک میں

۹۔ بیہقی، بزار، دارمی، ابن عمر سے روایت کرتے ہیں ہم آپ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ ایک دیہاتی آیا آپ نے اس سے فرمایا اے دیہاتی کہاں جا رہا ہے اس نے کہا گھر جا رہا ہوں اس نے کہا امر خیر کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا امر خیر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا گواہی دینی کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اس نے کہا اس بات کی تصدیق کون کرے گا، آپ نے فرمایا وہ کبکرا کا درخت جو وادی کے کنارہ پر کھڑا ہے چنانچہ وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا آپ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا، اس سے تین مرتبہ گواہی طلب کی گئی اور اس نے ہر مرتبہ گواہی دی کہ بے شک یہ اللہ کے برحق رسول ہیں پھر وہ درخت اپنی جگہ پر چلا گیا، دیہاتی یہ معجزہ دیکھ کر بولا۔ یا رسول اللہ میں اپنے قبیلہ کو جا کر آپ کی خبر سنا تا ہوں اور ان سب کو آپ کی خدمت میں لانے کی کوشش کرتا ہوں اگر وہ نہ آئے تو میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور بزار کی ایک روایت میں جو عامر بن المصیب سے ہے اس طرح پر ہے کہ دیہاتی نے آپ سے نشانی طلب کی آپ نے اس سے درخت کے بلانے کو فرمایا، اس نے درخت کو بلایا وہ درخت دائیں بائیں آگے پیچھے شدت سے جھوٹا، یہاں تک کہ اس کی جڑیں ٹوٹ گئیں وہ اپنی ٹوٹی جڑوں کو لے ہوئے زمین چیرتا ہوا حاضر خدمت ہوا پھر اس نے السلام علیک یا رسول اللہ کہا۔ اعرابی نے عرض کیا آپ مجھ کو سجدہ کرنے کی اجازت دیں، آپ نے فرمایا۔ اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کے واسطے کہتا تو بیوی سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اعرابی نے دست دیا چومنے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت دی۔ اور وہ دست دیا بوس ہوا۔

خواہم از شوق دست بوس تو مُرد

دست بیرون کن از میانی بُرد

۱۰۔ بخاری اور مسلم عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ قوم جن نے جس رات آپ کے قرآن مجید سنا ایک درخت نے آپ کو جنات کے آنے کی اطلاع دی اور پھر جنات نے آپ کے جب گواہ طلب کیا تو آپ نے اس درخت کو طلب کیا وہ زمین چیرتا ہوا اپنی جڑوں کو کھینچتا ہوا حاضر خدمت ہوا اور اس نے گواہی دی۔

۱۱۔ مسلم جابر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جہاد میں تشریف لے جا رہے تھے ایک کھلے میدان میں آپ کا قیام ہوا، قضائے حاجت کے واسطے آپ تشریف لے گئے کوئی پردہ کی جگہ نہ تھی دو درخت کھڑے تھے آپ نے ان کی ٹہنیوں کو پھاڑ کر کھینچا اور فرمایا اللہ کے حکم سے میری مطیع ہو جاؤ، انہوں نے آپ کے لئے پردہ کر دیا جب آپ فارغ ہو گئے آپ نے ٹہنیوں کو سر مبارک سے دائیں بائیں اپنی اپنی جگہ جانے کو اشارہ کیا اور وہ اپنی اپنی جگہ چلی گئیں۔

۱۲۔ احمد، طبرانی، بیہقی، بخاری جابر سے روایت کرتے ہیں۔ ایک وادی میں آپ کا قیام ہوا آپ استراحت فرمانے کو لیٹ گئے، ہم نے ایک درخت کو زمین چیرتے ہوئے آپ کے پاس

آتا دیکھا۔ اس نے آکر اپنی شاخیں آپ پر جھکا دیں اور سپردہ اپنی جگہ پر چلا گیا، بیدار ہونے پر ہم نے یہ واقعہ آپ سے عرض کیا، آپ نے فرمایا اس درخت نے اللہ سے اجازت طلب کی تاکہ مجھ کو آکر سلام کرے اس کو اجازت ملی اور اس نے آکر مجھ کو سلام کیا۔

۱۳۔ احمد، شافعی بخاری، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، حاکم، طبرانی، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابویعلیٰ اور دیگر ائمہ نے ابی بن کعب جابر بن عبد اللہ، انس بن مالک، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، سہیل بن ابی سعد، ابی سعید خدری، بربذہ بن الحصیب، مطلب بن ابی وداعہ ام سلمہ اور دوسرے صحابہ سے مسجد شریف نبوی کے ستون کے واقعہ کو روایت کیا ہے۔ امام قسطلانی وغیرہ نے کہا ہے، یہ واقعہ حدیث کو اتر کو پہنچ گیا ہے یعنی اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ اس کے ثبوت میں قطعاً کسی قسم کا شک نہیں کیا جاسکتا۔ واقعہ اس طرح ہے۔

مسجد نبوی کے ستون کھجور کے تنوں سے بنائے گئے تھے اور کھجور کی شاخوں سے اس کی چھت پٹی ہوئی تھی، آپ ایک ستون سے سہارے کر خطبہ پڑھا کرتے تھے تمیم دارمی نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ کے واسطے ایک منبر بنا دیا جائے اور آپ اس پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا کریں تو سب لوگ آپ کی آواز سن سکیں گے۔ آپ نے ان کی تجویز پسند فرمائی اور تین میٹرھیول کا منبر لکڑی کا آپ کے واسطے بنایا گیا، جمعہ کے دن آپ منبر پر تشریف لے گئے اور اس ستون سے جدائی واقع ہوئی۔ وہ جدائی کی تاب نہ لاسکا اور مفارقت کے درد میں رونے لگا۔ بیان کرنے والے کہتے ہیں ہم نے اس کے رونے کی آواز سنی جو اونٹنی کے بچے کی آواز سے مشابہ تھی اور ایک روایت میں ہے کہ بچے کے رونے سے ملتی ہوئی آواز تھی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے رونے سے سب لوگ رونے لگے۔

دورم از وصال تو زندگی چہ کار آید

جاں بہ لب نہ می آید چہ سخت جانی ہاست

آپ منبر سے اترے اور ستون کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر دستِ شفقت پھیرا پھر اپنی مبارک گود میں لیا، تب جا کر اس کے رونے کی آواز بند ہوئی، پھر آپ نے ارشاد فرمایا اگر میں اس کو گود میں نہ لیتا تو یہ میری جدائی کی وجہ سے قیامت تک روتا رہتا، پھر آپ نے منبر کے نیچے اس کو دفن کرایا اور آپ اس کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے۔

تو دردنی بہ غم ایں و آں کہ پردازد

بجائے جاں کہ تو باشی بہ جاں کہ پردازد

حسن بصری جب اس حدیث شریف کو روایت کرتے تھے اور اس واقعہ کا بیان کرتے تھے

تو روپا کرتے تھے اور کہتے تھے، اے بندگانِ خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتیاق میں ستونِ رویا تم کو اپنے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اشتیاق زیادہ ہونا چاہیے اور تم زیادہ مستحق ہو کہ ان کے اشتیاق میں رو۔

جب آپ رفیقِ اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے اور صحابہ سے جدائی واقع ہوئی تو عمر روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کھجور کا تنہ آپ کے فراق میں رویا ہے یہاں تک کہ آپ کے دستِ مبارک نے اس کو خاموش کیا آپ کی اُمت بہ نسبت اس تنے کے زیادہ حقدار ہے کہ آپ کے فراق میں روئے۔

عجب نہیں ہے جو بعضے جماد کو اذراک
جو روئے ہجر نبی میں نہیں ہے وہ چوب چوب
یہ سب جمال ہے خیر اس جمیلِ مطلق کا

ہو آدمی کی طرح گو یہ رنگ ڈھنگ نہیں
کرے جو آپ سے باتیں وہ سنگ سنگ نہیں
چمن میں بو نہیں اور میکدے میں رنگ نہیں

امام شافعی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو جو جو معجزے عنایت کئے تھے وہ سب ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت کئے گئے ہیں یہ سن کر ایک شخص نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مردے کو زندہ کیا کرتے تھے آپ نے جواب دیا ہمارے حضرت کے فراق میں ستونِ رویا اس کے رونے کی آواز سب نے سنی، یہ معجزہ مردے کو زندہ کرنے سے کہیں زیادہ ہے مردے میں تو پہلے جان تھی جو نکل گئی تھی اور اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس میں سہر جان ڈال دیتے تھے۔ لیکن لکڑی تو بے جان ہے اس میں جان پڑی اور اس کو شعور ہوا اور وہ آپ کے دردمنفارقت میں رویا ۱۴۔ دارقطنی، ابن عدی، حاکم، طبرانی اور بیہقی عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عربی گوہ کا شکار کئے ہوئے آیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے صحابہ سے پوچھا یہ کون ہیں، اس کو جواب دیا گیا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں، یہ سن کر وہ دیہاتی کچھ بے ہودہ بولا، پھر اس نے اپنی آستین میں سے گوہ کو نکالا اور آپ سے مخاطب ہو کر کہا، قسم ہے، لائت اور عزیٰ کی جب تک یہ گوہ تم پر ایمان نہ لے آئے میں ہرگز ایمان نہ لاؤں گا، آپ نے گوہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے گوہ، گوہ نے اس طرح پر جواب دیا جس کو ہم سب نے سنا لَبَّيْكَ دَسْحَدَيْكَ يَا زَيْنَ مَنْ وَاقِيَ الْقَيْظَةَ یعنی حاضر خدمت ہوں اے وہ جناب جو قیامت میں سب جمع ہونے والوں کی زینت ہیں آپ نے دریافت کیا تو کس کی عبادت کرتا ہے گوہ نے کہا اس ذاتِ پاک کی جس کا عرش آسمان پر اور بادشاہت زمین پر اور راستہ سمندر میں، رحمت جنت میں اور عذاب دوزخ میں ہے آپ نے فرمایا میں کون ہوں، اس نے کہا آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں یقیناً فلاح پائی جس نے آپ کی تصدیق کی اور آپ کو سچا جانا اور رسوا ہوا جس نے آپ کی تکذیب کی اور جھٹلایا دیہاتی یہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا

۱۵۔ احمد، بزار اور ابو محمد عبد اللہ فقہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر کے ساتھ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں چند بھڑیں تھیں انھوں نے آپ کو سجدہ کیا یہ دیکھ کر ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ان بھڑوں سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں، آپ نے فرمایا کسی کو نہیں چاہیے کہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے۔

۱۶۔ داری، بزار اور بیہقی جابر سے روایت کرتے ہیں، ایک اونٹ آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا، آپ نے فرمایا اس کا مالک کون ہے؟ انصار کے بعض جوان بولے یہ ہمارا ہے، آپ نے فرمایا اس اونٹ کا کیا حال ہے۔ انھوں نے کہا ہم نے بیس سال اس سے پانی نکالنے کی خدمت کی اب اس کی عمر بڑی ہو گئی اور ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اس کو ذبح کر دیں، آپ نے فرمایا تم اس اونٹ کو میرے ہاتھ فروخت کر دو، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ، یہ آپ کا مال ہے آپ نے فرمایا جب تک اس کی موت نہ آئے تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو، ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے اونٹ کے مالک سے فرمایا یہ اونٹ تمہاری شکایت کرتا ہے اور وہ کہتا ہے میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں تو یہ میرے ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں، اس کے مالک نے کہا یا رسول اللہ آپ نے درست فرمایا۔ میں اب ایسا نہ کروں گا۔ صحابہ نے جب اونٹ کو سجدہ کرتے دیکھا تو انھوں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بہ نسبت حیوان کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں، آپ نے فرمایا لشکر کو نہیں چاہیے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے چاہے بیوی ہی کیوں نہ ہو وہ بھی اپنے شوہر کو سجدہ نہ کرے۔

۱۷۔ بیہقی ابو سعید خدری سے طبرانی، منذری اور قاضی عیاض ام سلمہ سے اور ابو نعیم انس اور ام سلمہ سے کچھ اختلاف کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے آپ کو یا رسول اللہ کہہ کر تین مرتبہ آواز دی، آپ آواز کی طرف ملتفت ہوئے۔ ایک بندھی ہوئی ہرنی آپ کو آواز دے رہی تھی اور اس کے پاس شکاری سو رہا تھا، آپ نے ہرنی سے دریافت فرمایا تیری کیا حاجت ہے اس نے کہا مجھ کو اس شکاری نے پکڑ لیا ہے سانسے پہاڑ پر میرے دو بچے ہیں آپ مجھ کو کھول دیں تاکہ میں ان کو دودھ پلا دوں، آپ نے فرمایا دودھ پلا کر واپس آ جائے گی، اس نے وعدہ کیا اور آپ نے اس کو کھول دیا۔ وہ گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی، آپ نے اسے باندھ دیا اتنے میں شکاری کی آنکھ کھل گئی اس نے آپ کو دیکھ کر عرض کیا، یا رسول اللہ اگر کوئی خدمت ہو ارشاد فرمائیں تاکہ بجالاؤں، آپ نے ارشاد فرمایا اس ہرنی کو چھوڑ دو، شکاری نے فوراً استئصال حکم کیا اور ہرنی کو آزاد کر دیا۔ ہرنی اچھلتی کودتی یہ کہتی روانہ ہوئی۔ اَسْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ، یعنی میں گواہی

دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

۱۸۔ مسلم ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے منبر پر آیت شریفہ **مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَتَّى قَدَرُوا** تلاوت فرمائی، یعنی بندوں نے اللہ تعالیٰ جل شانہ و عم احسانہ کو جیسا چاہیے تھا نہیں پہچانا، پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی تعریف اس طرح فرماتا ہے **أَنَا الْخَبِيرُ الْمُنْتَعَالُ**، یعنی میں ہی سب سے بڑا زبردست ہوں میں ہی سب سے برتر ہوں۔ ابن عمر کہتے ہیں آپ نے جس وقت یہ الفاظ مبارکہ ادا فرمائے منبر ٹپکنے لگا (یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت سے منبر لرز گیا) اور ہم کو خیال ہوا کہیں آپ خدا نخواستہ گر نہ جائیں۔

۱۹۔ بخاری، مسلم، بزاز اور ابویعلیٰ، جابر اور ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کے چاروں طرف بہت مضبوطی کے ساتھ تین سو ساٹھ بت نصب تھے مگر مکہ کو فتح کرنے کے بعد آپ نے بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک کیا، آپ کے ہاتھ میں شاخ خرماتھی آپ اس شاخ سے جس بت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ فوراً گر پڑتا تھا۔ اگر آپ سامنے سے اشارہ فرماتے تھے تو وہ چپت گرتا تھا اور اگر آپ پیچھے سے اشارہ فرماتے تھے تو وہ منہ کے بل گرتا تھا، آپ اس وقت **جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ** اور **جَاءَ الْحَقُّ وَ هَانِیْدِی الْبَاطِلُ وَ مَا یُجِیْدُ** پڑھتے جاتے تھے یعنی صداقت نے اپنی جگہ لی اور جھوٹ بلیا میٹ ہو اور سچی کا ظہور ہوا اور غلط نہ سچلا ہے اور نہ سچلے گا۔

۲۰۔ ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی اور ابو نعیم حندرق سے روایت کرتے ہیں اور برار بن عازب کی روایت اس طرح پر ہے ہدینہ مسوزہ کا خندق کھودا جابرا ہا تھا، ایک جگہ بڑا اور سخت پتھر ظاہر ہوا، ہم نے ہر چند کوشش کی لیکن وہ نہ ٹوٹا، ہماری کدالوں کے سرے مڑ گئے، ہم نے آپ سے عرض کیا آپ اس پتھر کے پاس تشریف لائے اور آپ نے بسم اللہ کہہ کر ایک مرتبہ کدال ماری تو پتھر کا ایک تہائی حصہ الگ ہو گیا، دوسری مرتبہ میں دوسرا اور تیسری مرتبہ میں تیسرا تہائی حصہ الگ ہو گیا ہر مرتبہ آپ کے کدال مارنے پر نور نکلتا تھا۔ اور آپ اس وقت اللہ اکبر فرماتے تھے، آخر میں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بشارت دی ہے کہ تمہیں، فارس اور روم فتح ہو جائیں گے۔

۲۱۔ ابن سعد، ابن مردودہ، بیہقی اور ابو نعیم توسط ابو مصعب مکی کے انس بن مالک بن زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جب غار ثور میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے غار کے دہانہ پر مہیما کا پودا اگا، کبوتر کے جوڑے نے گھونسلہ بنایا اور انڈے دئے مکاری نے جلا بنا تاکہ تلاش کرنے والوں کو معلوم نہ ہو کہ غار میں کوئی ہے۔

خداوند عالم ہو جس کا محسوس فظ
پڑی خاک عقلوں پہ سب کافروں کی
اسے خوف کیا ہو گا دردِ دامن کا
کہ جب پردہ دیکھا ثعابِ دہن کا

۲۲۔ بخاری، مسلم، مالک، ترمذی اور اکثر ائمہ حدیث انس، جابر، ابن مسعود، قتادہ، عمران بن حصین اور دوسرے صحابہ سے آپ کی مبارک انگلیوں میں سے پانی اُبلنے کے مبارک معجزہ کو روایت کرتے ہیں یہ واقعہ کئی مرتبہ پیش آیا ہے، ترمذی، نووی اور دوسرے اکابر نے لکھا ہے کہ اس معجزہ شریفہ کا ثبوت تو اتر کی حد تک پہنچ گیا ہے اس میں کسی قسم کا شک یا شبہ نہیں کیا جاسکتا، یہاں پر صرف ایک واقعہ لکھا جاتا ہے۔

بخاری جابر سے روایت کرتے ہیں کہ حُدیبیہ کے دن سب لوگوں کا پاس کی وجہ سے بُرا حال ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مشکیزہ تھا اور آپ اس سے وضو فرما رہے تھے آپ کو وضو کرتا دیکھ کر سب آپ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے، آپ نے دریافت فرمایا کیا بات پیش آئی ہے، سب نے عرض کیا، ہمارے پاس نہ وضو کرنے کو پانی ہے اور نہ پینے کو، صرف ہی پانی ہے جو آپ کے پاس ہے آپ نے اپنا مبارک ہاتھ مشکیزہ میں رکھ دیا فوراً پانی آپ کی مبارک انگلیوں کے مابین سے فوراً کی طرح جوش مار کر بہنے لگا۔ ہم سب نے پانی پیا اور وضو کیا، سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں، میں نے جابر سے دریافت کیا تم سب کتنے افراد تھے جابر نے کہا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم سب کو بخوبی کافی ہوتا ہم اس وقت ڈیڑھ ہزار افراد تھے، یعنی پندرہ سو لیکن دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حُدیبیہ میں آپ کے ساتھ ایک ہزار چار سو صحابہ تھے اور علماء نے لکھا ہے کہ یہ تعداد صحیح ہے۔

علماء نے کہا ہے کہ وہ مبارک پانی جو آپ کی مبارک انگلیوں سے اُبل کر نکلا ہے وہ آپ زَمْر، آبِ کوثر، مارِ سَبِیل اور مارِ نَبِیم سے مبارک اور افضل ہے

۲۳۔ مسلم اور مالک معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں کہ غزوة تبوک سے واپسی پر ایک چشمہ پر قیام ہوا چشمہ خشک ہو گیا تھا صرف زمین میں پیل باقی تھی، لوگوں نے اس کو کھودا اور بڑی دقت سے پانچ سات چلو پانی اکٹھا کر کے آپ کی خدمت میں لائے، آپ نے اس پانی میں مبارک ہاتھ اور منہ کو دھویا اور پھر اس کو چشمہ میں ڈلوادیا اس پانی کے پڑتے ہی چشمہ اُبل پڑا اور اس کا پانی جاری ہو گیا۔ سب سیراب ہوئے، مویشیوں کو سچی پانی پلایا اور وہ پانی بہتا ہی رہا۔

۲۴۔ بیہقی اور طبرانی ابوالیوب خالد بن زید بن کلیب انصاری سے روایت کرتے ہیں جب آپ مدینہ منورہ ہجرت فرما کے تشریف لائے، میں نے صرف آپ کے اور ابوسجری کے واسطے کھانا تیار کیا میں نے آپ دونوں سے کھانے کو عرض کیا آپ نے مجھ سے ارشاد کیا جاؤ انصار میں سے صرف تیس اشرف کو لاؤ۔ میں حکم بجالایا آنے ان سب کو شکم سیر کھانا کھلایا جب سب فارغ ہو گئے آپ نے مجھ سے ساتھ آدمیوں کو بلانے کیلئے کہا میں نے فرمانِ شریف کی تعمیل کی آپ نے ان سب کو بھی شکم سیر کھانا کھلایا جب سب فارغ ہو گئے آپ نے تیر آدمیوں کو بلانے کو فرمایا میں نے اسلئے کہا

اور ان ستر آدمیوں نے بھی اچھی طرح پیٹ بھر کر کھانا کھایا، ابو ایوب کہتے ہیں کہ ان سب آدمیوں نے اسی وقت آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور وہ کہتے ہیں کہ دو آدمیوں کے کھانے کو ایک سو اسی آدمیوں نے کھایا اور سب شکم سیر ہوئے صاحب کتاب نے لکھا ہے ایک سو ساٹھ آدمیوں کو ابو ایوب بلا کر لے گئے تھے باقی بیس میں خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب ابو بکر اور ابو ایوب کے گھروالے یا ان کے اپنے بلائے ہوئے آدمی ہوں گے۔

۲۵۔ بخاری دو طریق سے جابر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم خندق کھود رہے تھے ایک جگہ سخت زمین آگئی وہ ہم سے کسی طرح بھی نہ کٹی، ہم نے آپ سے عرض کیا، آپ نے فرمایا اچھا میں اترتا ہوں چنانچہ آپ تشریف لائے اور آپ نے اس سخت زمین پر کدال کی ایک تہذب ماری وہ ریت کی طرح بہنے لگی۔ جابر کہتے ہیں میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ مجھ سے آپ کی یہ کیفیت دیکھی نہ گئی، میں نے آپ سے گھڑ تک جانے کی اجازت طلب کی اجازت ملنے پر گھڑ پہنچا اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوک کی کیفیت مجھ سے نہیں دیکھی جاسکتی اور میں صبر کر کے نہیں بٹھیر سکتا اگر گھر میں کچھ ہو تو جلد تباؤ، بیوی نے کہا ایک صاع جو رکھے ہیں یعنی ساڑھے تین سیر اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے کہا تم جو کو پس کر گوندھو اور میں بکری کے بچے کو ذبح کر کے صاف کر کے پتیلے میں چڑھاتا ہوں میں اپنے کام سے جلدی فارغ ہوا اور آپ کی خدمت مبارکہ میں پہنچا اور موقعہ پا کر آپ سے عرض کیا کہ ایک صاع جو کا آٹا اور ایک بکری کا بچہ موجود ہے آپ چند اصحاب کو لے کر تشریف لے چلیں، میں نے آپ سے یہ عرض پوشیدہ طور پر کی، آپ نے سن کر بہ آواز بلند فرمایا، اے اہل خندق جابر نے تم سب کی دعوت کی ہے چلو ان کے گھر کھانا کھاؤ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا جب تک میں نہ پہنچوں تم پتیلے کو آگ پر سے نہ اتارو اور اپنی بیوی سے کہدو کہ میرے پہنچنے تک روٹی پکانی شروع نہ کریں یہ سن کر میں فوراً گھر آیا اور گھر والی سے کیفیت بیان کی اتنے میں آپ تمام اہل خندق کو لے کر تشریف لے آئے، آپ نے گوندھے ہوئے آٹے میں ذرا سا آب دہن ڈالا اور دعائے برکت فرمائی، پھر آپ نے پتیلے میں قدرے لعاب مبارک ڈالا اور دعائے برکت فرمائی اور ارشاد کیا اب عورتوں کو بلا کر روٹی پکانی شروع کر دو، اور پتیلے کو آگ پر سے نہ اتارو، سالن نکال نکال کر دیتے رہو، جابر کہتے ہیں ایک ہزار آدمی تھے سب نے خوب پیٹ کر کھانا کھایا اور خدا کی قسم ہے کہ پتیلہ اسی طرح بھرا ہوا چولھے پر رکھا تھا اور آٹا آٹا ہی گوندھا رکھا تھا۔

۲۶۔ ابن سعد، ابو نعیم، بزار، ابن منذر، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم سفینہ سے روایت کرتے ہیں

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے کہ میں کشتی میں سوار تھا، سمندر میں کشتی ٹوٹ گئی۔ میں ایک تختہ پر بیٹھا رہ گیا اور کنارہ پر پہنچ گیا۔ میں خشکی پر اترا مجھ کو ایک شیر ملا، وہ میری طرف بڑھا میں نے اس سے کہا، اے ابوالنحارث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں، عربی میں شیر کی کنیت ابوالنحارث ہے یہ سن کر شیر نے اپنی دم ملائی اور عاجزی سے آ کر میرے پاس کھڑا ہوا پھر وہ مجھ کو لے کر چلا اور راستہ پر مجھ کو پہنچایا، پھر تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ آواز نکالتا رہا گو یادہ مجھ کو رخصت کر رہا تھا۔ اور پھر وہ جنگل کو لوٹ گیا۔

۲۷۔ ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ اُحد کی لڑائی میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل پڑی آپ نے دست مبارک سے اس کی جگہ پر اس کو رکھ دیا وہ اچھی ہو گئی اس کی بیٹائی اور صحت دوسری آنکھ سے اچھی تھی۔

۲۸۔ ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ ملاعب ارسہ عامر بن مالک کو استسقا ہو گیا، اس کی نازک حالت ہوئی اس نے آپ کی خدمت بابرکت میں قاصد بھیجا آپ نے خاک کی چٹکی پر تھوک کر قاصد کو عنایت کی قاصد متحیر ہوا اور سمجھا کہ آپ نے شاید مذاق فرمایا ہے وہ اس چٹکی کو لے کر ملاعب ارسہ کے پاس پہنچا، اس کی حالت از حد نازک ہو گئی تھی اس نے پانی میں گھول کر وہ خاک کی چٹکی پی لی اللہ نے اس کو شفا دی۔

۲۹۔ ابن ابی شیبہ، بیہقی اور طبرانی روایت کرتے ہیں فذک بن عمرو سلامانی کو آپ کے پاس لائے اس کی آنکھیں بے نور ہو کر بالکل سفید پڑ گئی تھیں اس سے دریافت کیا گیا کہ تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا اس نے کہا میں اونٹ لئے جا رہا تھا، سانپ کے انڈوں پر پیر پڑ گیا اور بیٹائی بالکل جاتی رہی، آپ نے اس کی آنکھوں میں تھوک دیا وہ بنیا ہو گیا، راوی کہتا ہے میں نے اس کو دیکھا اس کی عمر اسی برس کی تھی وہ بہ آسانی سوتی میں تاگا پر دوتا تھا۔

۳۰۔ بخاری یزید بن عبید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سلمۃ بن الاکوع کی پنڈلی پر زخم کا نشان دیکھا، میرے دریافت کرنے پر انہوں نے مجھ کو بتایا کہ خیبر کے دن میری پنڈلی پر زخم لگا لوگوں نے کہا کہ سلمہ کے زخم لگا، آپ نے تین مرتبہ اس پر تھوک دیا۔ زخم بالکل اچھا ہو گیا اور اب تک کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی، دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ جڑا گئی اور زخم اچھا ہو گیا۔

۳۱۔ بخاری، مسلم، حاکم اور طبرانی روایت کرتے ہیں کہ خیبر کے دن علی مرتضیٰ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں ان کے زخم ہو گیا تھا۔ سلمۃ الاکوع ان کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے پاس لائے آپ نے ان کی آنکھوں میں تھوک دیا اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے سر کو اپنی گود میں رکھ کر اور اپنی

تھیلیوں پر لعاب دہن لگا کر ان کے آنکھوں پر پل دیا۔ فوراً شفا پائی اور فتح خیر ان کے ہاتھ پر ہوئی اور سہریدت العمر کبھی ان کی آنکھ دکھنے کو نہ آئی۔

۳۲۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت اقدس میں ایک مادر زاد گونگے بڑے لڑکے کو لائے آپ نے اس سے دریافت فرمایا میں کون ہوں اللہ نے اس کی زبان کھول دی، اور اس نے جواب دیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

۳۳۔ احمد، دارمی، طبرانی، بیہقی، ابو نعیم اور ابن ابی شیبہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آپ کے پاس آئی اور اس نے کہا اس بچے پر کھانے کے وقت جنون کا دورہ پڑتا ہے آپ نے اپنا دست مبارک اس کے سینے پر پھیر دیا۔ بچے نے قے کی ایک کالا کپڑا لے کر اس کے پیٹ میں سے نکلا اور اس کا جنون جاتا رہا۔

۳۴۔ ابن ابی شیبہ، ام حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ رخشتم کی ایک عورت آپ کے پاس اپنے بچے کو لائی اور عرض کیا اس پر کوئی بلا آگئی ہے اور اب یہ بولتا نہیں ہے، آپ نے پانی منگوایا اس میں دست مبارک اور روئے مبارک دھویا اور اس پانی سے بچے پر چھینٹا دلویا اور کچھ اس کو پلویا وہ اچھا ہو گیا اور بہت ہوشیار نکلا۔

۳۵۔ بیہقی، ابن عساکر، ابن سعد وغیرہم نے روایت کی ہے کہ بدر کے دن عکاشہ بن محسن کی تلوار ٹوٹ گئی، آپ کے ہاتھ میں شاخ خرما تھی وہ آپ نے عکاشہ کو دیدی اور ارشاد کیا اس سے لڑو عکاشہ کہتے ہیں وہ شاخ میرے ہاتھ میں عمدہ تلوار ہو گئی اور میں اس سے لڑتا رہا بعض روایا سے معلوم ہوتا ہے اس تلوار کا نام عون تھا یہ عکاشہ کے پاس رہی اور ان کے بعد ان کی اولاد کے پاس رہی۔

۳۶۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ بدر کے دن خبیب کے شانہ پر تلوار لگی ان کا شانہ لٹک گیا آپ نے اس پر سخوکا اور سپر اس کو جوڑا وہ اپنی اہلی حالت پر ہو گیا۔

۳۷۔ بیہقی روایت کرتے ہیں اُحد کے دن عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی آپ نے ان کو شاخ خرما دی وہ ان کے ہاتھ میں تلوار ہو گئی وہ اس سے لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور اپنے مبارک ماسوں سید الشہداء حضرت حمزہ کے پہلو میں ایک ہی قبر میں مدفون ہوئے رضی اللہ عنہما۔

۳۸۔ بیہقی اور ابو نعیم عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ آئیں، سبک کی شدت کی وجہ سے ان کے چہرہ کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔ آپ نے ان کے سینے پر جہاں ہنسی ہنسی جاتی ہے اپنا دست مبارک رکھا اور آپ نے انگلیوں کو کھول دیا اور سپر اس طرح دعا فرمائی اللہم متبّع الجماعۃ و دافع

الرَضِيعَةِ اَرْفَعُ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ لَعْنِي اے میرے اللہ اے بھوکوں کو سیر کرنے والا اور کمزوروں کو سہارا دینے والا محمد کی بیٹی فاطمہ کو سہارا دے۔ عمران کہتے ہیں آپ کی اس دعا کے بعد میں نے فاطمہ کے چہرہ پر نظر ڈالی تو زردی ہٹ گئی تھی اور بعد میں میرے دریاخت کرنے پر فاطمہ نے مجھ سے کہا اے عمران اس دن کے بعد سے کبھی بھوک نے مجھ کو نہیں ستایا۔

۳۹۔ بیہقی اور ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے علی کے واسطے دعا فرمائی اللَّهُمَّ الْفِئَةِ الْحَرْدَ الْبَرْدَ یعنی بارمولی تو ان کو سردی اور گرمی سے بے نیاز کر دے، حضرت علی کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھ کو نہ کبھی گرمی محسوس ہوئی اور نہ سردی چنانچہ آپ گرمیوں میں سردیوں کے اور سردیوں میں گرمیوں کے کپڑے پہن لیا کرتے تھے۔

۴۰۔ ترمذی، نسائی، حاکم اور بیہقی عثمان بن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا آپ دعا فرمائیں تاکہ میری آنکھیں بینا ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا پہلے وضو کرو پھر دو رکعت نماز پڑھو اور پھر یہ دعا پڑھو اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتُوجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتُوجَّهُ بِكَ إِلَى نَبِيِّكَ أَنْ يَكْتِفَ بَصَرِي اللَّهُمَّ فَشَفِّحْهُ فِي - یعنی اے میرے اللہ میں یقیناً تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میرے نبی کو جن کا اسم شریف محمد ہے اور جو نبی رحمت میں وسیلہ بنا کر تری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد یقیناً میں تم کو وسیلہ بنا کر تمہارے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میری بینائی کھول دے اے میرے اللہ تو ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما، راوی کہتا ہے نابینا نے حسب ارشاد عمل کیا اور اللہ نے اس کو بینا کر دیا۔ عثمان بن حنیف اور ان کی اولاد یہ دعا بچوں کو اور دوسرے لوگوں کو سکھاتے تھے اور جب کوئی مشکل پیش آتی تھی وہ اس دعا کو پڑھا کرتے تھے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی مشکل آسان کر دیتا تھا جس ضرورت کے واسطے یہ دعا پڑھی جائے اس ضرورت کو سچائے اَنْ يَكْتِفَ بَصَرِي کے ذکر کیا جائے مثلاً شفا کے مریض کے لئے اَنْ يَشْفِيَ الْمَرِيضَ کہا جائے اس حدیث شریف سے معلوم ہو گیا کہ يَا مُحَمَّدُ يَا حَبِيبَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ کہنا درست اور صحیح ہے نہلا سے انکار کرنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے انکار ہے۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ ————— اِنَّمَا الْغُرُودُ وَالْفَلَاحُ لَدَيْكَ

بہ سلام آمدم جو ابم وہ		مرہے برودل خرابم نہ
بس بود جاہ واحترام مرا		یک جواب از تو صد سلام مرا
گر نہ رفتم طریق طاعت تو		ہستم از عاصیان امت تو

دست بخت بہ دست گیری من
افتم از پائے گزہ گیری دست
و مبدم دور کن سیاہ مرا
رحم فرما بہ مستمند محمدا

رحم کن بر من و فقیری من
آدم زیر بار عصیاں کت
عفو فرما شہا گناہ مرا
جلوہ می نما برائے خدا

جائے وہ در حریم خویش مرا
مرھے بخش سینہ ریش مرا

اشعار

محمد حشم بر راہِ تنائیت
محمد ساد حمد خدا بس
بہ بیٹے ہم قناعت می توان کرد
الہی از تو عشقِ مصطفیٰ را

خدا در انتظارِ حمدِ تنائیت
خدا مدحِ آفرینِ مصطفیٰ بس
مناجاتے اگر باید بیاں کرد
محمد از تو می خواہم خدا را

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَىٰ حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

تہنہ

پتھر پر قدم شریف کے نشان مبارک کے بیان میں

جد امجد کلاں حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے سعید البیان میں پتھر پر قدم شریف کے نشان مبارک کے سجزے کا بیان فرمایا ہے چونکہ اس معجزہ شریفیہ کے بارے میں علماء اسلام جمہم اللہ نے کچھ بحث کی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس موضوع شریف کو قدرے وضاحت سے بیان کیا جائے تاکہ حقیقت امر واضح ہو جائے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہوئے مختصر طور پر لکھنا ہوں علامہ شیخ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید بوسہیری مصری کا انتقال ۶۹۴ھ ہجری کو ہوا ہے اور وہ اسکندریہ میں مدفون ہوئے ہیں ان کا قصیدہ بزدہ اور ہمزئیہ اطراف و انساب عالم میں مشہور ہے، قصیدہ ہمزئیہ میں کہتے ہیں۔

أَوْ بِلَنْدِ التُّرَابِ مِنْ قَدَمِ لَا
نَتَّ حَيَاءً مِنْ مَسِيهَا الصَّفْوَاءِ

یعنی اے کاش مجھ کو اس خاکِ پاگ کو بوسہ دینے کا شرف حاصل ہو جو آپ کے مبارک پیروں سے چھو گئی ہو وہ مبارک پیرجن سے مس ہوتے وقت شرم اور حیا کی وجہ سے سخت پتھر بھی نرم پڑ جاتا تھا علامہ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی نے اس قصیدہ کی شرح میں اور علامہ علی بن برہان الدین حلّی نے انسان العیون میں اور سید احمد زینی و حلّان نے سیرۃ نبویہ آثار محمدیہ میں اور دوسرے علمائے اپنی تالیفات میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھر پر چلتے تھے تو وہ آپ کے مبارک قدم کے نیچے نرم پڑ جاتا تھا۔ اور جب آپ ریت پر چلتے تھے تو اس پر آپ کے قدم شریف کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ بہ خلاف عادتِ مقررہ کے، اس شعر سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ پتھر آپ کے مبارک پاؤں سے لگ کر شرم اور حیا کی وجہ سے نرم پڑ جاتا تھا، مٹی اور ریت کا اس میں ذکر نہیں ہے اور پتھر کس طرح پر نرم پڑتا تھا آیا گوندھے ہوئے آٹے کی طرح ہو جاتا تھا اور آپ کے قدم شریف کا اس میں نشان پڑ جاتا تھا یا آپ کے بلیت اور عظمت سے اظہارِ خشوع اور نذلت کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ اس کی خاصیت کو آپ کے واسطے بدل دیتا تھا کہ اس کی سُختی اور دُرُشتی آپ کے لئے بے اثر ہو جاتی تھی اور آپ کے مبارک پاؤں کو پتھر پر چلنے سے تکلیف نہیں پہنچتی تھی ان دونوں معانی کا احتمال ہے اگر روایات سے پتھر پر قدم شریف کا نشان ثابت ہوتا ہے تو دوسری صورت متعین ہے کیونکہ حضرت شیخ نے تمام صحیح واقعات کو اپنے قصیدہ میں ذکر کیا ہے، غیر صحیح واقعہ کا ذکر نہیں کیا ہے سمجھنے والے نے اگر ان کا شعر نہ سمجھا ہو اور اس کا غیر صحیح مطلب نکالا ہو تو اس میں ان کا کیا قصور ہے جس طرح پر کہ آپ نے اس قصیدہ میں فرمایا ہے

سَمَّتَهُ الْأَمْلَاقُ إِذْ دَضَعَتْهُ
وَسَفَفْنَا بِقَوْلِهَا الشِّفَاءَ

یعنی جب آپ کی ولادت شریف ہوئی فرشتوں نے آپ کو بَرَحْمَكَ اللَّهُ کہا شفاء والدہ عبد الرحمن بن عوف نے یہ واقعہ روایت کر کے ہمارے دلوں کو خوش کیا ہے۔

والدہ عبد الرحمن کی روایت اس طرح پر ہے کہ جب آپ تولد ہوئے اور آپ نے آواز کی اس وقت میں نے کسی کو بَرَحْمَكَ اللَّهُ کہتے سنا، یعنی فرشتہ کا یہ کہنا آپ کے آواز کرنے کے بعد تھا اس روایت میں یا کسی دوسری روایت میں قطعاً نہیں آیا ہے کہ آپ نے ولادت شریف کے بعد چھینک لی اور سَپَرَا الْحَمْدُ لِلَّهِ فرمایا اور اس کے جواب میں فرشتوں نے آپ کو بَرَحْمَكَ اللَّهُ کہا ہو چونکہ لفظ سَمَّتَتْ تَشْبِيحاً کا استعمال چھینک کے بعد بَرَحْمَكَ اللَّهُ کہنے پر ہوتا ہے اس لئے بعض لوگ اس شعر سے یہ سمجھے کہ ولادت کے بعد آپ نے چھینک لی اور چونکہ شرعاً بَرَحْمَكَ اللَّهُ اس وقت کہا جاتا ہے کہ چھینکنے والا پہلے الحمد للہ کہے اس لئے بعض لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ آپ نے ولادت

شریف کے بعد چھینک لی اور سچر الحمد للہ کہا اور اس کے جواب میں فرشتہ نے یرحمک اللہ کہا، یہ سب باتیں اسی شعر کی شرح میں بیان کی گئی ہیں۔ حالانکہ خود حضرت شیخ کہہ رہے ہیں کہ شرفار نے روایت کی ہے اور شرفار کی روایت دلائل النبوه وغیرہ میں مذکور ہے چاہیے تھا کہ مطابق روایت کے شعر کی شرح کرتے نہ یہ کہ امور زوائد ذکر کر کے شعر کو بھی متضمن امور غیر ثابتہ بنا دیا۔

پتھر نقش قدم ثابت کرنے کے لئے ان علما نے علامہ امام حافظ علی ابوالحسن تقی الدین سبکی رحمہ اللہ کے شعر کو بھی پیش کیا ہے۔ ان کا انتقال ۱۰۵۶ھ میں ہوا ہے وہ قصیدہ تائیدہ در مدح خیر البریہ میں لکھتے ہیں۔

وَأَثَرِي فِي الْأَجَارِ مَشِيكَ لَمْ
يُؤْتِرْ بِرَمْدٍ أَدْبِي طَحَاءَ دَطْبِيَّةِ

یعنی آپ کے چلنے نے پتھروں میں اثر کیا اور ریت پر یاد دہی کی گیلی زمین پر اثر نہیں کیا بطوریہ پہاڑوں کی وادی کو کہتے ہیں جہاں سیلاب گزرتا ہے اور اس وادی میں کنکر، بجر، اور بالو ہوتا ہے علامہ سبکی کی جلالت علم اور علوم مرتبت محتاج بیان نہیں، ایسا شخص اگر کوئی بات کہے یقیناً وہ قابل استشہاد ہے۔ لہذا ایسے عالم شخص کے شعر کو بھی روایات کی روشنی میں دیکھنا چاہیے اور اس کو جامہ صحت پہنانا چاہیے کیونکہ جو شخص کسی تحریر یا تقریر میں غیر ثابتہ اور غیر مصدقہ امور کا ذکر نہ کرے تو وہ شعر میں کس طرح کر سکتا ہے، پتھر پر قدم شریف کے نشان کا ذکر چھٹی صدی میں قاضی ابوبکر نے کیا ہے اور وہ بھی صرف صحزہ شریفہ پر اور وہ بھی ایک مشہور بات کو بیان کیا ہے اور چوتھی صدی کی ایک مشہور بات کو حافظ ابونعیم نے ذکر کیا ہے کہ مکہ میں ایک پتھر پر کہنی اور کلائی کا نشان ہے اور احد کے پہاڑ میں نشان سر مبارک کا ہے، ریت پر قدم شریف کے نشان نہ ہونے کا ذکر تو کسی نے کیا ہی نہیں ہے، ایسی صورت میں علامہ سبکی ان امور کا بیان کس طرح کر سکتے ہیں، جاگ فکرا اور محل خیال ہے۔

علامہ سبکی اپنے شعر میں لفظ أَثَرَاتٍ تَبْرًا لائے ہیں جس کے معنی اثر کرنے یا اثر چھوڑنے کے ہیں اثر ظاہری ہو یا معنوی دونوں میں استعمال ہے اگر شعر میں ظاہری اثر مراد لیا جائے تو ترجمہ اس طرح ہوگا کہ آپ کے چلنے نے پتھروں میں نشان ڈال دیا اور ریت اور کھچڑ میں نہیں کیا لیکن یہ ترجمہ روایات سے قطعاً ثابت نہیں ہوتا اور مٹی پر نشان نہ ہونے کا ذکر تک کسی نے نہیں کیا ہے لہذا لازمی ہے کہ معنوی اثر مراد لیا جائے اور کہا جائے کہ شعر کا ترجمہ اور مدعا اس طرح پر ہے۔

آپ کے قدم رکھنے نے پتھر پر اثر کیا وہ اپنی سختی اور کھردرا پن کھو بیٹھا آپ کے مبارک پاؤں کو اس سے تکلیف نہیں پہنچتی تھی جب کہ ایک پتھر آپ کا یہ احترام کرے افسوس ہے ان لوگوں پر

جو آپ کو ایذا پہنچائیں اور تکلیف دیں اور آپ کے قدم رکھنے نے ریت اور کچھڑ میں اثر نہیں کیا کہ آپ کا مبارک قدم اس میں دھنس جاتا اور آپ کو مشقت ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ کے لئے مٹی کی طرح کر دیا کہ آپ بہ آسانی اس پر چلتے تھے۔

تعجب ہے بعد کے علماء نے یہ بات کس طرح لکھی کہ مٹی اور ریت پر قدم شریف کا نشان نہیں ہوتا تھا حالانکہ جب آپ غار ثور شریف لے گئے اور حضرت ابو بکر آپ کے ساتھ تھے تو کھفار مکہ آپ دونوں کے نقش قدم کو لیتے ہوئے غار ثور تک پہنچ گئے اور قائف نے یعنی نقش قدم پہچاننے والے نے کافروں سے کہا اس غار سے آگے نشان قدم کا نہیں گیا ہے اس پر اُمیہ نے کہا غار میں کون ہو سکتا ہے یہ دیکھو جھاڑی میں کبوتر کا گھونسلہ رکھا ہے اس میں انڈے ہیں اور یہ مگرڑی کا جالا ہے جو محمد کی ولادت سے بھی پہلے کا ہے۔

حافظ ابو نعیم جن کا انتقال ۳۱۳ھ ہجری کو سو سال کی عمر میں ہوا ہے دلائل النبوة میں لکھتے ہیں فان قيل فقد لين الله تعالى لداود الحديد حتى سرد منه الدرع السوط

قلنا - قد لينت محمد صلى الله عليه وسلم الحجارة وصم الصخر وعادت له عاراً استتر بها من المشركين يوم اُحد ما صلى الله عليه وسلم برأسه الى الجبل ليجفى شخصه عنهم فلين الله له الجبل حتى ادخل فيه رأسه وهذا اُعجب لأن الحديد تليسه النار ولم

تترى النار تلين الحجر ذلك بعد ظاهراً بقايا الأثر في بعض شعاب مكة من جبل اصم استروح في صلواته اليه فلان له الحجر حتى اترفيه بذراعيه وساعدته ذلك مشهور بقصده الحجاح ويرورنه دعادت الصخرة بيت المقدس يسلة اسرى

به كهية الحجين فربط به دابته البراق يلجسه الناس الى يومنا هذا باق، انتهى
یعنی اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے واسطے لوہے کو اتنا نرم کر دیا تھا کہ وہ اس سے بڑی فراخ زرمیں بناتے تھے ہم کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پتھر اور سخت چٹانیں نرم کر دی گئیں تھیں چنانچہ مشرکوں سے چھیننے کے لئے اُحد کے دن آپ نے اپنا مبارک سر پہاڑ کی طرف مائل کیا

اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے واسطے لوہے کو اتنا نرم کر دیا تھا کہ وہ اس سے بڑی فراخ زرمیں بناتے تھے ہم کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پتھر اور سخت چٹانیں نرم کر دی گئیں تھیں چنانچہ مشرکوں سے چھیننے کے لئے اُحد کے دن آپ نے اپنا مبارک سر پہاڑ کی طرف مائل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے

اس پہاڑ کو آپ کے واسطے اتنا نرم کر دیا کہ آپ نے اپنے مبارک سر کو اس میں داخل کر دیا وہ نشان اب تک ظاہر اور باقی ہے اور خلقت اس کو دیکھتی ہے، پتھر کا اس طرح نرم ہونا بہت ہی عجیب ہے لوہے کو تو آگ نرم کر دیتی ہے لیکن یہ کہیں نہیں دیکھا گیا کہ آگ نے پتھر کو نرم کیا ہو اور اسی طرح

مکہ کی بعض گھاٹیوں میں سخت پہاڑ کا ایک ٹپھر ہے جہاں آپ دُور ان عبادت میں استراحت فرماتے تھے یہ ٹپھر آپ کے لئے اتنا نرم پڑ گیا کہ آپ کی کلائی اور کہنی کا نشان اس میں ہو گیا وہ مشہور ہے اور حجاج اس کی زیارت کو جاتے ہیں اور بیت المقدس میں شب معراج کو صخرہ شریفیہ آپ کے واسطے گوندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم ہو گیا آپ نے اپنی سواری کو اس سے باندھا یعنی براق کو، لوگ برائے برکت اس کو چھوتے ہیں اور وہ ہمارے زمانہ تک باقی ہے۔ انتہی

مشہور ہے کہ صخرہ شریفیہ کے ایک سرے میں حضرت جبریل نے انگوٹھے سے چھید کیا اور اس سے براق کو باندھا اور بعض نے کہا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے دروازہ میں ایک ٹپھر ہے اس کو حضرت جبریل نے چھید کیا ہے۔

قاضی امام ابو بکر محمد بن عبد اللہ معروف بہ ابن العزلی نے جن کا انتقال ۵۴۲ھ ہجری کو ہوا ہے موطا امام مالک کی شرح میں بیت المقدس میں صخرہ اللہ کے متعلق لکھا ہے صخرہ بیت المقدس من عجائب اللہ تعالیٰ فانها صخرة قائمة شتتاء فی وسط المسجد الاقصیٰ قد انقطعت من کل جهة لا یستکھا الا الذی یمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ، فی اعلاھا من جهة الجنوب قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین ركب البراق وقد مالت من تلك الجهة لهیبتہ صلی اللہ علیہ وسلم و فی الجهة الاخریٰ اصابع الملائکة التي امسکتها لہا مالت الخ یعنی بیت المقدس کا صخرہ شریفیہ (بڑا مبارک ٹپھر) اللہ تعالیٰ کے عجائبات میں سے ہے یہ بڑا ٹپھر جو منفرد واقع ہے مسجد اقصیٰ میں چاروں طرف سے زمین سے منفصل قائم ہے اس کو زمین پر گرنے سے اسی ذات پاک نے روکا ہے جس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکا ہے (صخرہ شریفیہ کے نیچے غار ہے) اس کے جنوب کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف کا نشان ہے، یہ نشان اس وقت کا ہے جبکہ آپ نے براق پر سوار ہونے کے لئے اس پر قدم مبارک رکھا وہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے اس طرف جھک گیا اور دوسری طرف فرشتوں کی انگلیوں کے نشان ہیں کیونکہ انھوں نے اس ٹپھر کو گرنے سے روکا جبکہ وہ آپ کے قدم شریف رکھنے سے جھکا۔ الخ

علامہ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے ابن العزلی کے ذکر کردہ واقعہ کو صحیح معراج نامہ میں اس طرح بیان کیا ہے ثم توجهوا اور ایک کتاب میں ہے ثم توجه نحو صخرہ بیت المقدس و عباھا - فصعد من جهة الشرق اعلاھا -

فاضطربت تحت قدم نبینا ولاننت + فامسکتھا الملائکة لہا تحرکت مالت الخ یعنی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبریل بیت المقدس صخرہ شریفیہ کو روانہ ہوئے، یا

آپ بیت المقدس صخرہ شریفہ کو روانہ ہوئے اور وہاں پہنچے، آپ شرقی جانب سے صخرہ پر چڑھے وہ آپ کے مبارک قدم کے نیچے حرکت میں آگیا اور نرم پڑ گیا۔ جب وہ حرکت میں آیا اور جھکا تو فرشتوں نے اس کو تھاما۔

حافظ ابن کثیر صخرہ شریفہ پر نقش قدم مبارک کے بائیں لکھتے ہیں ان رحله الکریمہ غامت فی الصخرۃ فصارت علی قدر قدمہ حافیہ لا منتعلہ الخ یعنی آپ کا مبارک پاؤں صخرہ شریفہ میں گھس گیا اور اس میں ننگے پاؤں کے مقدار میں نشان پڑا، جوتی پہنے ہوئے کے مقدار میں نشان نہیں پڑا الخ

حافظ ابن کثیر نے اس طرح پر لکھ کر ایک اشکال کو رفع کیا ہے کیونکہ معراج شریف میں آپ کا جوتی اتارنا کسی جگہ ثابت نہیں ہوا ہے بلکہ لکھا ہے کہ خاص حضوری کے وقت عرش بریں پر آپ نعلین شریفین پہنے ہوئے تھے براق پر سوار ہوتے وقت آپ نے جوتی کب اتاری ہے جو صرف برنبہ پا کاشان تھیں پر آیا ہے۔ چاہیے تھا کہ آپ کی نعل مبارک کاشان ہوتا لیکن حافظ ابن کثیر نے اس طرح پر لکھ کر یہ ثابت کیا کہ یہ بھی حق تعالیٰ کی ایک قدرت ہے۔ اور آپ کا ایک معجزہ ہے کہ باوجود جوتے پہنے ہوئے کے نشان صرف قدم شریف کا آیا ہے۔

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ کے باب فی ما اوتی داود علیہ السلام میں لکھا ہے قال ابو الخلیم و اوتی تسبیح الجبال و نظیر ذلک لبینا صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح الحصى و الطعام کہا تقدم فی بابہ داود تسخیر الطیر وقد تقدم تسخیر سائر الحیوانات له صلی اللہ علیہ وسلم داودی الا انہ الحدید وقد لیت الحجارة لبینا صلی اللہ علیہ وسلم و صم الصخر و استر من المشرکین یوم أحد مال براسہ الی الجبل لیحفی شخصہ عنہم فلین اللہ له الجبل حتی ادخل فیہ راسہ و ذلک ظاہر بان یراہ الناس و کذلک فی بعض شعاب مکة حجر اعصر استروح الیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلاتہ فلان له الحجر حتی انثر فیہ بذراعیہ و ساعدیہ و ذلک مشہور و هذا أعجب لان الحدید تلینہ النار و لم تر النار تلین الحجر هذا کلام ابو الخلیم۔ انتہی) یعنی البرنیم نے کہا ہے کہ داود علیہ السلام کو پہاڑوں کے تسبیح پڑھنے کا معجزہ عنایت ہوا اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو، اس کے مقابلہ میں کنکریوں کا اور کھانے کا تسبیح کرنا عنایت ہوا۔ جیسا کہ اس کا بیان پہلے کیا جا چکا ہے اور داود علیہ السلام کے واسطے پرندوں کو مسخر کیا۔ اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر پاؤں اور مطیع تمام حیوانات تھے جس کا بیان پہلے کیا جا چکا ہے اور داود علیہ وسلم کو لوہے کے نرم ہونے کا معجزہ عنایت ہوا اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پتھر اور بڑی سخت چٹانیں

نرم ہو جاتی تھیں چنانچہ مشرکوں سے چھپنے کی وجہ سے اُحد کے دن آپ نے اپنا سر مبارک پہاڑ کی طرف مائل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کو آپ کے واسطے اتنا ملائم کر دیا کہ آپ نے اپنے مبارک سر کو اس کے اندر داخل کر دیا اور وہ نشان اب تک ظاہر اور باقی ہے جس کو خلقت دیکھتی ہے اور اسی طرح مکہ کی بعض گھاٹیوں میں ایک سخت پتھر ہے آپ نے عبادت کے دوران میں اس پر استراحت فرمائی تھی یہ پتھر اتنا نرم ہوا کہ آپ کی کلائی اور کہنی کا نشان اس میں ہو گیا اور وہ پتھر مشہور ہے، پتھر کا اس طرح نرم ہونا بہت ہی عجیب ہے لوہے کو آگ نرم کر دیتی ہے لیکن کہیں کہیں دیکھا گیا کہ آگ نے پتھر کو نرم کیا ہو، یہ سب ابو نعیم کا کلام ہے۔ انتہی

یہ ہیں وہ اقوال جن کو پتھر پر نشان ثابت کرنے کے لئے پیش کیا جاتا ہے، سب سے قدیم سند حافظ ابو نعیم کی ہے ان کی ولادت ۳۳۰ھ ہجری کو ہوئی ہے انھوں نے چوتھی صدی کا بڑا حصہ پایا ہے انھوں نے اپنے زمانہ کی مشہور بات کا تذکرہ کیا ہے اور صرف تین پتھروں کا ذکر کیا ہے مکہ مکرمہ میں کسی گھاٹی میں ایک سخت پتھر ہے جس پر آپ کی کہنی اور کلائی کا نشان بتایا گیا ہے اور جبل احد میں سر مبارک کا نشان اور صحرہ شریفہ میں صرف براق ماندھنے کی جگہ انھوں نے صحرہ شریفہ پر قدم شریف یا ملائکہ کی انگلیوں کے نشان کے بائے میں کچھ نہیں لکھا ہے معلوم ہوتا ہے ان دونوں نشانات کے بائے میں ان کے زمانہ تک لوگوں میں چرچا نہ تھا، ان کے بعد قاضی ابو بکر ابن العربی کی عبارت ہے، ان کی ولادت ۶۸۰ھ ہجری کو ہوئی ہے یہ اشبیلیہ سے تقریباً ۹۰۰ھ ہجری کو بیت المقدس آئے اور انھوں نے نشان قدم شریف اور نشان انگشتان ملائکہ کو صحرہ شریفہ پر دیکھا نشان قدم شریف کے ثابت کرنے کے لئے یہ سب سے قدیم قول ہے انھوں نے بھی اپنے زمانے کی مشہور بات کا تذکرہ کیا ہے، ان کے بعد حافظ دمشقی نے قاضی صاحب کے بیان کو معراج نامہ میں مسجح کر کے لکھ دیا ہے اور حافظ ابن کثیر نے اتنا ہی کہا ہے کہ یہ نشان برمنہ یا کاہے غلام سیوطی نے ابو نعیم کے قول کو نقل کیا ہے اور اخیر میں پھر کہہ دیا ہے کہ یہ سب کچھ ابو نعیم کی کہی بات ہے چار صدیاں گزر جائیں اور صحرہ شریفہ پر نشان قدم شریف کا علم لوگوں کو نہ ہو اور پانچویں صدی کے اخیر میں لوگوں کو پتہ چلے یہ نہایت ہی غریب بات ہے، معراج شریف کے وقت بیت المقدس سلطنت روم کی سلطنت کا ایک حصہ تھا، حضرت عمر کے دور خلافت میں یہ شہر فتح ہوا بلکہ آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا ہے۔ اس وقت کسی نے بھی اس نقش مبارک کے بائے میں نہ کچھ کہا اور نہ کچھ بتایا سیکڑوں برس بعد لوگوں کو اس کا علم کیسے ہوا۔

یہاں پر بعض اشخاص کو یہ خیال ہوا ہے کہ میں آثار کو حافظ ابو نعیم نے اپنی کتاب میں عوام کی زبانی نقل کیا ہے اور حافظ سیوطی نے ابو نعیم کے نقل کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور قاضی

صاحب نے دو آثار کے بارے میں شہرت یافتہ بات کو ذکر کیا ہے اور دو حافظوں نے ان کے قول کو نقل کیا ہے اگر ان شہرت یافتہ آثار میں صحت کا پہلو نمایاں نہ ہوتا تو یہ اکابر ان کا ذکر کیوں کرتے اور اگر ابو نعیم اور قاضی ابن العزلی نے لکھ بھی دیا تھا تو دوسرے حافظ نے ان کے کلام کو نقل کیوں کیا۔

حقیقتاً ان اشخاص کا خیال بڑی حد تک درست ہے ان حافظ کے ذکر کرنے کی وجہ سے اور خاص کر خصائص کبریٰ میں جلال الدین سیوطی کے نقل کرنے کی وجہ سے اس واقعہ کا ذکر سبب شریف میں متاخرین میں سے ایک بڑی جماعت نے کیا ہے مع ذلک متاخرین کو چاہیے تھا کہ وہ ان آثار کے بیان کرنے کے طریقہ پر توجہ دیتے ان کو دیکھنا چاہیے تھا کہ ان کی سند بھی ذکر کی گئی ہے یا نہیں اور پھر ان کو جلال الدین سیوطی کی اس عبارت پر دھیان دینا چاہیے تھا کہ یہ سب ابو نعیم کا کلام ہے۔

حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الخادی للفتاویٰ میں ان آثار کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فتویٰ دیا ہے اور حقیقت کا اظہار کیا ہے میں اس سوال اور جواب کو نقل کرتا ہوں دیکھو اس کتاب کے دوسرے جز کے صفحہ ۱۰۶، ۱۰۸ کو لکھا ہے۔

مسألة في ما هو جار على السنة الحامدة وفي المدائح النبوية ان النبي صلى الله عليه وسلم لان له الصخر واثر قدمه فيه وانه كان اذا مشى على التراب لا توثق قدمه فيه هل له اصل في كتب الحديث أولا وهل اذا ورد فيه شئ من خرجه وصحيح هو او ضعيف وهل ما ذكره الحافظ شمس الدين بن ناصر الدين الدمشقي في معراجہ الذي الفه مسجداً ولفظه ثم توجه نحو صخرة بيت المقدس وعماها فصعد من جهة الشرق اعلاها فاضطربت تحت قدم نبينا ولانت فامسكتها الملائكة، لها تحركت ومالت - ألهذا ايضا اصل في كتب الحديث صحيح او ضعيف أولا - وهل هذا لاثر الموجود الآن لصخرة بيت المقدس المعروف هناك بقدم النبي صلى الله عليه وسلم صحيح أولا وهل ورد في كتب الحديث ان سيدنا ابراهيم على نبينا وعليه افضل الصلاة والسلام اثرن قدماه في الحجر الذي كان بيني عليه البيت الذي هو الآن بالمسجد الحرام بالمكان المعروف بمقام ابراهيم هل هو صحيح او ضعيف اوليس له اصل وهل ما قال لبعضهم انه لم يخط بني معجزة الا حصل لبني ابي الله عليه وسلم مثلها اذ لا احد من امته صحيح ذلك أولا ومن هو قائل ذلك وهل صح ان النبي صلى الله عليه وسلم لما جاء الى بيت أبي بكر الصديق بهكته ووقف ينتظره الرق منكبه ومرقته بالحائط فخاص

المرفق فی الحجر واثروہ وبہ سُمی الزقاق بہکۃ زقاق المرفق أو لیس لذلک اصل وہل ما ذکرہ الثعلبی والطروشی فی تفسیر بیہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما حفر الخندق وظهرت الصخرۃ وعجرت الصحابة عن کثرہا نزل صلی اللہ علیہ وسلم الی الخندق وضربہا ثلاث ضربات وانہا لانت له وتفتت صحیح ذلک ارضعیف ادریس لہ اصل معتد وہل اذ اثبت ان الصخر لان لہ صلی اللہ علیہ وسلم واثرت قدمہ فیہ یکن ذلک محجرۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم اولا۔

الجواب، أما حدیث الصخرۃ التي ظهرت فی الخندق وعجز الصحابة عن کثرہا وضربہا ثلاث ضربات فکثرہا فاندہ صحیح ودر من طرق بالفاظ متعدده فاخرجه البیهقی وابو نعیم محافی دلائل النبوة من حدیث عمرو بن عوف المزنی ومن حدیث سلمان الفارسی ومن حدیث البلاء بن عازب واصلہ فی الصحیح من حدیث جابر قال انا یوم الخندق نحفر عرضت کدیة شدیدة فجاء والی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ہذہ کدیة عرضت فی الخندق فاخذ المحول فضرب فغاد کثیرا اھیلہ وأما قولہ هل ودر فی کتاب الحدیث ان سیدنا ابراہیم علی نبینا علیہ افضل الصلوة والسلام اثرت قدمہ فی الحجر الذی کان بینی علیہ البیت وهو المقام فنعم وورد اخرجہ الارزقی فی تاریخ مکة من طریق ابی سعید الخدری عن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہما موثوقا علیہ سند صحیح واخرجه عبد بن حمید فی تفسیرہ عن قتادة واخرجه ایضا عن عکرمہ وبقیة ما ذکر فی الاسئلة کم أقف لہ علی اصل ولا سند ولا رأیت من خرجه فی شیء من کتب الحدیث انتھی۔

یعنی ان باتوں کے متعلق جو عوام کی زبان پر بلائح نبویہ میں جاری ہیں دریافت کیا گیا ہے کہ سیدنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پتھر نرم پڑ گیا اور آپ کے قدم شریف کا اس میں نشان ہو گیا (۲) اور جب آپ مٹی پر تشریف لے جاتے تھے تو اس پر آپ کے قدم شریف کا نشان نہیں ہوتا تھا۔ کیا احادیث کی کتابوں میں ان کی کچھ اصل ہے یا نہیں اور اگر ہے تو پھر اس کو کس نے روایت کیا ہے اور پھر وہ صحیح ہے یا ضعیف ہے۔ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے اپنے مسجع معراج نامہ میں بہ اس لفظ ذکر کیا ہے، آپ بیت المقدس صخرہ شریفہ کو روانہ ہوئے اور وہاں پہنچے آپ شرقی جانب سے صخرہ پر چڑھے وہ آپ کے مبارک قدم کے نیچے حرکت میں آگئی اور نرم پڑ گیا جب وہ حرکت میں آیا اور جھکا تو فرشتوں نے اس کو تھاما، کیا حدیث کی کتابوں میں اس کے متعلق کوئی صحیح یا ضعیف روایت ہے یا نہیں۔ بیت المقدس کے صخرہ

شریفیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف کا جو نشان ان دونوں موجود ہے کیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟
 ۱۵ کیا حدیث کی کتابوں میں کہیں وارد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اقدام شریفیہ کا بیت اللہ
 شریف کے بنائے وقت اس پتھر پر نشان ہو گیا جس پر آپ کھڑے تھے اور جو کہ مسجد حرام میں اس
 جگہ برتو مقام ابراہیم کے نام سے مشہور ہے رکھا ہے اور یہ خبر صحیح ہے یا ضعیف ہے یا بالکل
 ہی بنے بنیاد ہے؟ بعض نے کہا ہے جو بھی کوئی معجزہ کسی نبی کو عطا ہوا ہے اس کا مثل ہماری
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا آپ کی امت میں سے کسی فرد کو عنایت ہوا ہے کیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور
 اس بات کا کہنے والا کون ہے؟ کیا یہ صحیح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ابو بکر صدیق کے گھر
 تشریف لائے اور آپ نے کھڑے رہ کر ان کا انتظار کیا اور آپ نے اپنی کلامیوں اور کہنی کو دیوار
 پر ٹیک دیا تو پتھر میں آپ کی کلامیاں اور کہنیاں گرا گئیں اور اس میں نشان پڑ گیا اور اسی وجہ سے
 وہ گلی مکہ مکرمہ میں کلامی والی گلی کے نام سے مشہور ہو گئی یا یہ خبر بے بنیاد ہے؟ امام شعبی اور
 طوطشی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خندق بنایا تو کھودتے وقت
 ایک سخت پتھر ظاہر ہوا صحابہ اس کو توڑنے سے عاجز رہے چنانچہ آپ خندق میں اترے اور
 آپ نے تین مرتبہ اس پر چوٹ ماری وہ نرم پڑ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کیا یہ خبر صحیح ہے یا
 ضعیف ہے یا اس کی کوئی مستند قابل اعتماد اصل نہیں ہے؟ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ
 پتھر آپ کے واسطے نرم پڑا اور آپ کے قدم شریف کا اس میں نشان ہوا تو یہ آپ کا معجزہ
 کہلائے گا یا نہیں۔

الجواب (آٹھوں سوال) پتھر کا واقعہ جو خندق میں ظاہر ہوا اور صحابہ اس کے توڑنے
 سے عاجز آگئے اور آپ نے اس کو تین مرتبہ چوٹ مار کر توڑ دیا صحیح ہے وہ چند طریقوں سے
 مختلف الفاظ سے وارد ہے یہی اور ابو نعیم دونوں نے دلائل النبوه میں اس کو عمر بن عوف
 مزنی اور سلمان فارسی اور برار بن عازب سے روایت کیا ہے اور صحیح میں اس کی اصل جابر کی
 حدیث ہے، جابر نے کہا ہے ہم خندق کے دن خندق کھود رہے تھے ایک جگہ سخت زمین آگئی
 صحابہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ خندق میں یہ سخت حصہ آگیا ہے آپ نے کدال لے کر
 ایک ضرب اس پر ماری اور وہ ریت کی طرح بہنے لگا (پانچواں سوال) کیا حدیث کی کتابوں میں کہیں
 وارد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اقدام شریفیہ نے اس پتھر پر نشان ڈال دیا جس پر
 کھڑے ہو کر آپ نے بیت اللہ شریف بنایا تھا اور وہ مقام ابراہیم ہے ہاں اس کے متعلق
 حدیث کی کتابوں میں وارد ہے ازرقی نے تاریخ مکہ میں ابو سعید خدری کے طریقہ سے عبد اللہ
 بن سلام سے نقل کیا ہے جو کہ حدیث موقوف ہے یعنی صحابی پر رکی ہوئی ہے صحابی نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نسبت نہیں کی ہے اور اس حدیث کی سند صحیح ہے اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں اس کو قنادہ اور عکرمہ سے روایت کیا ہے اور سوال میں دریافت کئے گئے باقی اہل کے متعلق کسی اصل کا پتہ مجھ کو نہیں چلا ہے اور نہ مجھے کوئی سند ملی ہے اور نہ میں نے کسی کو کسی حدیث کی کتاب میں ان کی تخریج کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حافظ سیوطی کا انتقال ۱۰۹۰ھ ہجری کو ہوا ہے ان کے زمانہ تک مکہ مکرمہ کے شہر میں ایک دوسرے پتھر کا بھی چرچا ہو گیا تھا اور اس پر بھی آپ کی کہنی اور کلائیوں کے نشان بتائے جاتے تھے، حافظ سیوطی کا جواب بالکل واضح ہے۔ انھوں نے ان تمام اشتہار یافتہ آثار کو بے بنیاد اور بلا سند کے بتلایا ہے چاہے ان کو ابو نعیم نے ذکر کیا ہو چاہے قاضی ابو جبر ابن العربی نے اور چاہے علامہ سبکی کے شعر سے سمجھے گئے ہوں کہ پتھر پر نشان پڑ جاتا تھا اور ریت پر نشان نہیں ہوتا تھا اور چاہے بعد میں کسی دوسرے نقش کا ذکر کسی نے کر دیا ہو ان سب کے بائے میں ان کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ سب بے اصل ہیں، بعض اشخاص نے علامہ سیوطی پر اعتراض کیا ہے کہ وہ اپنے فتویٰ میں ان سب امور کو بے بنیاد قرار دیتے ہیں لیکن خود انھوں نے فصائیں کبریٰ میں ابو نعیم سے نقل کیا ہے۔

بعض اشخاص نے جواب دینے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ ممکن ہے خصائص کبریٰ کی تالیف اس فتویٰ کے بعد ہوئی ہو اور جس وقت انھوں نے فتویٰ دیا ہو ان کو ابو نعیم کے لکھنے کا علم نہ ہو یا حافظ سیوطی لکھتے وقت ابو نعیم کے لکھنے کو اور اپنے نقل کرنے کو قبول گئے ہوں۔ لیکن ہے اس اعتراض اور جواب کی تابید اور تحسین سبھی کسی نے کی ہو لیکن ان لوگوں نے اگر ذرا بھی فکر سے کام لیا ہوتا اور اصطلاحی الفاظ پر دھیان دیا ہوتا تو اعتراض اور اس کے جواب کے چکر میں نہ پھرتے۔

علامہ سیوطی نے خرّج کا لفظ استعمال کیا ہے یہ فعل ماضی کا صیغہ ہے اور اس کا مصدر تخریج ہے باب افعال سے سبھی اس مادہ کا استعمال ہے ماضی آخرج ہو گا اور مصدر اخرج استعمال میں دونوں یکساں ہیں معانی بھی ایک ہیں لغت میں اس لفظ کے معنی نکالنے کے ہیں اسی مناسبت سے اصطلاح میں تین طرح پر اس کا استعمال ہوا ہے۔

۱۔ جو حدیث سند کے ساتھ بیان کی جائے چاہے وہ حدیث صحیح ہو چاہے ضعیف، اس کے بائے میں کہا جائے گا کہ أَخْرَجَهُ فُلَانٌ یا خَرَجَهُ فُلَانٌ یعنی فلان امام نے اس حدیث کو سند کے ساتھ نقل کیا ہے یہاں پر یہ لفظ روایت کرنے کے ہم معنی ہے اسی لئے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ تعلیقات بخاری کے بیان میں یعنی ان احادیث کے بارے میں جن کو بخاری نے

بے سند کے ذکر کیا ہے نہ کہا جائے کہ اس کی تخریج یا اخراج یا روایت بخاری نے کی ہے بلکہ ذَکَر یا اُورَدَ کا لفظ استعمال کیا جائے یعنی بخاری نے اس کو ذکر کیا ہے یا اپنی کتاب میں اس کو لائے ہیں۔

۲۔ بعض علماء نے اپنی کتابوں میں صرف احادیث کو لکھا ہے ان کے اسناد کو ذکر نہیں کیا ہے ان کے بعد بڑے بڑے علماء نے ان احادیث کے مصادر اور اسناد کا پتہ نکالا ہے اس کو تخریج کہتے ہیں جیسے احبارِ معلوم کی احادیث کی تخریج حافظ عراقی نے کی ہے

۳۔ ایک اصل کی وجہ سے دوسری پیدا شدہ امر کا اثبات کیا جائے اس کو بھی تخریج کہتے ہیں جیسے محفل مبارک میلاد شریف کی خوشی خاص یوم ولادت شریف کو کرنے کی تخریج حافظ ابن حجر عسقلانی نے حدیث یوم عاشورار سے کی ہے اور حافظ سیوطی نے حدیث عقیقہ سے کی ہے اور دوسرے علماء نے حدیث نزول آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُم دِیْنَکُمْ سے کی ہے۔ یہ ہیں تخریج کے اصطلاحی معانی، حافظ سیوطی نے ان آثار کے بائے میں کہا ہے کہ میں نے کسی کو کسی حدیث کی کتاب میں ان کی تخریج کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے اور نہ مجھ کو ان کے اصل کا پتہ چلا ہے اور نہ مجھ کو ان کی سند دستیاب ہوئی ہے۔

حافظ سیوطی صرف ذکر کرنے کے بائے میں یہ نہیں لکھ رہے ہیں جو ان پر اعتراض کیا جا رہا ہے اور پھر جوابات کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے وہ تو اس ذکر کے بائے میں لکھ رہے ہیں جو کہ خود مستند اور بادل ہو یا دوسرے ائمہ نے اس کے سند اور آخذ کا پتہ لگالیا ہو اور جس کو تخریج کہتے ہیں۔

حافظ ابو نعیم یا ابن العزلی یا کسی اور نے اگر عوام کے بعض اقوال لکھ دئے ہیں اور اس کی سند کا نہ خود ان کو علم تھا اور نہ ان کے بعد دوسرے علماء کو علم ہوا ہے اور پھر ان کی عبارت کو برسبیل حکایت اگر سیوطی نے نقل کر دی ہے اس سے قطعاً کوئی شے ثابت نہیں ہوتی اور نہ کوئی حکم شرعی ایسے بلا اصل اور بلا سند اقوال سے ثابت ہو سکتا ہے اور نہ کوئی معجزہ اس طریقہ سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔

ممکن ہے یہاں پر یہ خیال پیدا ہو جبکہ یہ آثار بلا اصل اور بے سند تھے تو ایسے حلیل القدر حفاظ نے ان کو کس طرح ذکر کیا ہے کیا ان آثار کا شمار موضوعات کے زمرہ میں نہیں ہوتا جن کا بیان کرنا اور روایت کرنا ممنوع اور محظور ہے یہ خیال درست نہیں ہے کیونکہ موضوعی تو بالکل جھوٹی حدیث ہے جس کی نسبت بالکل غلط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی ہے، جب علم ہو جائے کہ یہ حدیث موضوعی ہے تو اس کا بیان کرنا اور روایت کرنا ناجائز ہے اور وہ حدیث جس کی نسبت

آپ کی طرف کی گئی ہو لیکن اس کی سند کو ذکر نہ کیا ہو یا اس کی سند میں کوئی راوی مطعون ہو یا سند میں سے کسی راوی کو ذکر نہ کیا ہو تو اس حدیث کو اصطلاح میں مردود کہتے ہیں یعنی یہ حدیث غیر مقبول ہے اور ناقابل عمل ہے، ان آثار کی بھی یہی کیفیت ہے ان کی نسبت آپ کی طرف کی گئی ہے ان کے اسناد کا علم نہیں ہے لہذا یہ غیر مقبول ہیں ائمہ نے جس طریقہ سے ان کو لکھا ہے بالکل درست ہے۔

ابونعیم اور ابن العزلی نے ایک مشہور بات نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ نشان اب تک موجود ہیں سیوطی نے ابونعیم کی عبارت نقل کر کے لکھ دیا کہ یہ ابونعیم کا کلام ہے اب اگر کسی کو ان آثار کے اسناد کا پتہ چل جائے اور سند بھی درست ہو تو ان کا شمار معجزات میں ہو جائے گا ورنہ نہیں ہوگا جیسا کہ سیوطی نے اپنے فتوے میں ان کا شمار معجزات میں نہیں کیا اور ان آثار کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ کسی نے ان کو نبایا ہے اور آپ کی طرف ان کی نسبت بالکل غلط طریقہ پر کی ہے تو پھر یہ موضوعات میں سے ہیں اور اس صورت میں ان کا بیان کرنا اور نقل کرنا ناجائز ہے لیکن موجودہ صورت میں جبکہ نہ تو ان کی صحت کا پتہ ہے اور نہ موضوعیت کا ثبوت ملتا ہے بلکہ عوام میں شہرت یافتہ بات ہے لہذا اس کا ذکر بھی اسی طرح پر کر دینے میں مضائقہ نہیں ہے اس کا خیال رہے یہ مبارک آثار جو صد ہا سال سے مزاح خلایق بنے ہوئے ہیں اور جن کو شاہان اسلام نے عزت کے ساتھ محفوظ کر رکھا ہے ہرگز شاہان استخفاف و توہین نہیں ہیں کیونکہ ان کی نسبت بارگاہ نبوت کی طرف کی گئی ہے، اس سلسلہ میں ہمارے سامنے علامہ اجمل علماء الدین علی مشہور بہ متقی فرزند حسام الدین مہاجر مکہ مکرمہ متوفی شب شنبہ ۲ جمادی الاولیٰ ۹۷۰ھ کی کتاب "منتخب کثر النعمان" ہے جو مسند امام احمد حنبل کے حاشیہ پر مصر کے مطبع یمنیہ میں ۱۳۱۳ھ کو پانچ جلدوں میں چھپی ہے، چوتھی جلد کے صفحہ ۱۵۲ میں یہ روایت ہے۔

"عن جابر قال دخلنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة فبقي البيت وحول البيت ثلاثمائة وستون صنماً تعبد من دون الله فامر بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فكبته كلها لوجوهها. ثم قال جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً ثم دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم البيت فصلى فيه ركعتين، فرأى فيه تمثال ابراهيم واسماعيل واسحاق، قد جعلوا في يد ابراهيم الا زلام يستقسم بها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قاتلهم الله ما كان ابراهيم يستقسم بالزلام ثم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم برفران فلعنه بذلك التاميل" حضرت جابر سے روایت ہے کہ (فتح مکہ کے دن) ہم مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داخل ہوئے اور بیت اللہ میں اور اس کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے جن کی

اللہ کے سوا پرستش کی جاتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کیا، وہ سب کے سب منہ کے بل اوندھے گرے آپ نے فرمایا "آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ، بے شک جھوٹ نکل بھاگنے والا ہے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز وہاں پڑھی آپ نے وہاں (حضرات) ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق (علیہم السلام) کے نقوش دیکھے (حضرت) ابراہیم کے ہاتھ میں تیر تھے جس سے فال دیکھی جاتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک کرے ان کو اللہ، ابراہیم تو تیروں سے فال نہیں دیکھا کرتے تھے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران منگائی اور اس سے نقوش کو تھپڑ دیا۔

اس روایت سے یہ بات پوری طرح ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فرضی اور نقلی تصادیر کی توہین نہیں کی، آپ نے ان پر کچھ پراگور نہیں تھپڑائی بلکہ حضرات انبیاء سے نسبت کی وجہ سے آپ نے زعفران سے ان شکلوں کو مٹایا۔

یہ آثار مبارکہ جن کی نسبت صد ہا سال سے بارگاہ نبوت کی طرف کی جاتی رہی ہے اگرچہ وہ فی الواقع مصنوعی ہوں۔ لیکن اس نسبت مبارکہ کی وجہ سے محترم ہیں ان کی بے ادبی کرنی بڑی گستاخی ہے۔ ہَذَا مَا ظَهَرَ لِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

سخن از حاجت افزوں ترضولی است
وما علم را ازیں بوہا خبر نیست
اصول رقص سبیل می نگارم
دگر از ہر چہ گویم اتفاتی است
دماغ قصتہ خوانی ہم نہ دارم
کنوں سر می کنم حرفے و آہے

دگر لب و اکمن منظر فضولی است
ز تحریرم غرض غرض ہنر نیست
طلپیدن واری از دل می نگارم
ہمیں خوں گریم در بزم ساتی است
خیال کن ترانی ہم نہ دارم
دلے دارم خزینے داد خواہے



جب اللہ کی مدد پہنچ گئی اور فتح و کامیابی حاصل ہو گئی اور تم نے اللہ کے دین میں فوج در فوج لوگوں کو داخل ہوتے دیکھ لیا، تو اب اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہوئے اس سے مغفرت طلب کرو بے شک وہ معاف کرنے والا ہے۔

مقاتل بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہ سورت سنائی اس وقت ابو بکر، عمر، سعد بن وقاص بھی تھے سب خوش ہوئے لیکن عباس روئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، اے چچا، کس بات نے تم کو رولایا، انہوں نے کہا، آپ کو آپ کے انتقال کرنے کی خبر دی گئی ہے، آپ نے فرمایا، بات یہی ہے جو تم کہتے ہو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ دن بہ حیات رہے اور اس عرصہ میں ہنستے ہوئے یا تبسم فرماتے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔

اللہ تعالیٰ اس سورت میں اپنے حبیب سے فرماتا ہے اِسْتَحْفِرْهُ یعنی اللہ سے مغفرت طلب کرو اس کا بیان نہیں ہے کہ اپنے واسطے مغفرت طلب کرو یا اپنی امت کے واسطے مغفرت طلب کرو، بعض علماء کرام نے فرمایا ہے کہ مغفرت کی طلب آپ کی اپنے واسطے ہے یہ استغفار عاجزی اور بندگی کے اظہار کا ذریعہ ہے اور یہ تعبّد ہے یعنی عبادت ہے اور درجات کے بلندیوں کے ذریعہ ہے۔

اور بعض بلذمراتب علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو آگاہ کیا ہے کہ وہ استغفار کرنے میں کوتاہی اور غفلت نہ کرے وہ دیکھے کہ اللہ اپنے حبیب سے استغفار کرنے کو کہہ رہا ہے اور بعض علماء اعلام نے فرمایا ہے کہ اللہ سے مغفرت اپنی امت کے واسطے طلب کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اِسْتَحْفِرُ اللَّهَ دَاوُبُّ اِلَيْهِ بہ کثرت پڑھتے دیکھا، میں نے آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا، آپ نے فرمایا میرے رب نے مجھ کو خبر دی ہے کہ میں عنقریب اپنی امت میں ایک آیت اور نشانی دیکھوں گا اور جب وہ آیت دیکھ لوں تو سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، اِسْتَحْفِرُ اللَّهَ دَاوُبُّ اِلَيْهِ بہ کثرت پڑھوں، چونکہ میں نے وہ آیت دیکھ لی کہ اللہ کی مدد پہنچی اور مکہ فتح ہوا اور لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوئے تو اب میں اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اسی سے مغفرت کا طالب ہوتا ہوں بے شک وہ معاف کرنے والا ہے۔

اب جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام نعمت ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلانے کا ارادہ فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو موہبہ سے روایت ہے کہ ماہ صفر ۱۱ھ ہجری کی آخری تاریخوں میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا کر فرمایا اے ابو موہبہ مجھ کو تم ملے ہے کہ میں اہل بقیع کے واسطے دعا کروں تم میرے ساتھ چلو، چنانچہ میں آپ کے ساتھ گیا

قیح پہنچ کر آپ نے اہل قبور پر سلام پڑھا اور ان کے واسطے دعائے مغفرت فرمائی پھر مجھ سے ارشاد کیا کہ مجھ پر دو باتیں پیش کی گئیں اور مجھ کو اختیار دیا گیا کہ ان دو باتوں میں سے جس کو چاہوں پسند کر لوں ایک دنیا کا قیام اور اس کے خزانوں کی کنجیاں، دوسرے جنت اور اللہ کا لقا، ابو موسیٰ یہ کہتے ہیں یہ سن کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں پہلے آپ دنیا کا قیام اور اس کے خزانوں کی کنجیاں پسند فرمائیں اور پھر جنت کا قیام اور لقائے الہی کو اختیار کر لیں آپ نے ارشاد کیا، نہیں اے ابو موسیٰ میں نے اللہ کا لقا اور اس کی جنت کو پسند کر لیا ہے، پھر آپ نے اہل بقیع کے واسطے دعائے مغفرت فرمائی اور گھر تشریف لے آئے اور اس کے بعد آپ کو وہ مرض لاحق ہوا جس میں آپ نے رحلت فرمائی۔

ان ہی ایام میں آپ نے اُسامہ فرزند زید بن حارثہ کو ایک نیرے پر کپڑا باندھ کر برف بن کر عنایت کیا اور ارشاد کیا جاؤ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو، ابوبکر، عمر، عثمان اور دوسرے اکابر صحابہ کو حکم دیا کہ وہ اُسامہ کے ساتھ ان کی فوج میں جائیں۔

ماہ ربیع الاول کی دس تاریخ تھی آپ کے سبب اور در دوسرے میں غلبہ ہوا، گیارہ کو اُسامہ رخصت لینے حاضر ہوئے مرض کی شدت کی وجہ سے آپ کو کلام فرمانے کی طاقت نہ تھی آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا فرمائی اُسامہ رات کو جا کر لشکر میں سقیم ہوئے۔ پھر بارہ تاریخ کی صبح کو آتانہ علیا پر حاضر ہوئے اس وقت آپ کے مرض میں فی الجملہ تخفیف تھی آپ نے اُسامہ کو دعا دے کر رخصت فرمایا کہ جاؤ اللہ کی برکت کے ساتھ جہاد کرو، اُسامہ رخصت ہو کر لشکر گاہ گئے اور کوچ کی تیاری میں مصروف ہوئے ابھی وہ تیاری کر رہے تھے اور کوچ کرنے کو تھے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ اپنی فوج کو لے کر روانہ ہو چکے تھے کہ ان کی والدہ اُمّ المین نے ان کو خبر بھیجی کہ مزاج اشرف علیہا ہے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر اُسامہ کی بیوی فاطمہ بنت قیس نے بھیجی تھی، اس خبر کے پہنچتے ہی اُسامہ اپنی فوج کو لے کر لوٹ آئے، اور جلیل القدر اصحاب نے مراجعت فرمائی۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن مسعود سے اپنے انتقال کی خبر فرمادی تھی، آپ نے فرمایا تھا ہر سال رمضان شریف میں قرآن مجید کا ایک دُور حیرل میرے ساتھ کیا کرتے تھے لیکن اب کے سال دو مرتبہ دُور کیا ہے معلوم ہوتا ہے اس جہاں سے عنقریب انتقال کروں گا اور آپ نے علی سے فرمایا تھا کہ اللہ نے مجھ کو دُنوی اور اُخروی حیات میں مختیر کیا، میں نے لقا الہی اور اُخروی حیات کو اختیار کر لیا۔

ایک روایت میں ہے بدھ کے دن آپ عباس اور علی پر تکیہ فرما کے مسجد شریف تشریف لگئے

آپ نے اللہ کی ثنا اور صفت بیان فرمائی اور ارشاد کیا، اے لوگو! میں عنقریب اس دنیا سے سفر کرنے والا ہوں اگر کسی کا کوئی حق میرے ذمہ ہے وہ کہدے۔ ایک شخص نے عرض کیا آپ نے تین اوقیہ مجھ کو دینے کا وعدہ فرمایا تھا، آپ نے اس شخص کو تین اوقیہ دلوائے، پھر آپ جمعہ کو مسجد شریف میں رونق افروز ہوئے آپ نے خطبہ پڑھا، احکام شریفیہ کی تبلیغ فرمائی اس دن آپ بی بی میونہ کے گھر تشریف لے گئے وہاں مرض نے شدت اختیار کی، آپ نے دریافت فرمایا میں کل کہاں ہوں گا، ازواج مطہرات نے آپ کی مرضی ملاحظہ کر کے عرض کیا کہ آپ بی بی عائشہ کے گھر قیام فرمائیں چنانچہ آپ نے بی بی عائشہ کے گھر تشریف لے جا کر بسترِ ناتوانی پر استراحت فرمائی۔

گرے بس فرشِ رنجوری پہ اک بار
طبیبِ جاں ہوئے ہائے یوں بیمار

ابوبکر نے تیمارداری کا شرف حاصل کرنے کے لئے عرض کیا، ارشاد ہوا یہ امر ازواج پر شاق ہوگا آپ مرض کی شدت کی وجہ سے بے قرار تھے، بی بی عائشہ نے عرض کیا، اگر یہ حالت ہم میں سے کسی کی ہو تو اس کا کبہا حال ہو، آپ نے فرمایا آئے جدیہ یہ سخت مرض ہے اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں پر سخت بلا نازل فرماتا ہے اور اس کے عوض میں بڑے بڑے مراتب عنایت کرتا ہے ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ایامِ مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے آپ نے ارشاد کیا اللہ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا ہے جس کو چاہے اختیار کرے، اس بندے نے اللہ کے لقا کو اختیار کر لیا ہے، یہ سن کر ابوبکر رونے لگے اور کہنے لگے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، ابوبکر پر ہم سب کو تعجب ہوا کہ آپ تو اللہ کے کسی بندے کا ذکر فرماتے ہیں اور یہ رورہے ہیں اور بیقرار ہو رہے ہیں لیکن بعد میں ہم کو انہی غلطی کا احساس ہوا اور ہم کو معلوم ہو گیا کہ ابوبکر ہم سب سے زیادہ سمجھدار اور فہیم تھے کیونکہ اللہ کے جس بندے کا آپ نے ذکر فرمایا تھا وہ آپ ہی کی ذاتِ بابرکات تھی۔

دورانِ مرض میں آپ نے ایک دن امّ الدردار سے دریافت فرمایا میرے مرض کو لوگ کیا تشخیص کرتے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا، ذاتُ النجیب بتاتے ہیں آپ نے فرمایا ان کی تشخیص درست نہیں، یہ مرض اس زہر کا اثر ہے جو گوشت میں ملا کر خیبر میں ایک یہودیہ نے مجھ کو مھلایا تھا، آپ پر اس زہر کا اثر مرضِ دُفانت میں ظاہر ہوا تاکہ آپ کو درجہ شہادت بھی حاصل ہو جائے۔

ابوسعید خدری کہتے ہیں علالت کے دوران میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ چادر اوڑھے لیٹے تھے حرارت معلوم کرنے کی غرض سے میں نے چادر کے اوپر سے آپ کے جسم شریف پر ہاتھ رکھا، تپ کی گرمی اس قدر تھی کہ میرا ہاتھ جل گیا۔

عرب میں ارتداد کی وبا پھیلی تو اس وقت سوائے عباس کے کسی نے بھی ابو بکر کی رائے کی تائید نہ کی اور نہ عباس کی طرح کسی دوسرے نے ان کی مدد کی نہ اس حال میں عباس کی طرح کسی نے ان کی معاونت کی، اللہ کی قسم ہے کہ تمام اہل زمین کی عقل اور دور اندیشی ان دونوں کی عقل اور دور اندیشی کے برابر نہ تھی بلکہ ان دونوں کی عقل اور دور اندیشی سب سے زائد تھی۔ انتہا۔

مرض کی شدت کے ایام میں جبریل نے آکر عرض کیا کہ جناب الہی نے مزاج اقدس پوچھا ہے فرمایا نہایت علیل ہے اسی طرح دوسرے دن جبریل مزاج پرسی کرنے آئے تیسرے دن ان کے ساتھ اسماعیل اور عزرائیل بھی حاضر ہوئے، جبریل نے مزاج پرسی کے بعد عرض کیا، عزرائیل در اقدس پر حاضر ہے آنے کی اجازت طلب کرتا ہے اس نے آج سے پہلے کسی سے بھی اجازت طلب نہیں کی ہے اور نہ آج کے بعد وہ کسی سے اجازت طلب کرے گا، آپ نے اجازت عطا فرمائی، ملک الموت نے حاضر ہو کر تحیہ سلام کا ادا کر کے عرض کیا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کا فرمانبردار کیا ہے، اگر آپ کی رائے عالی ہو تو آپ کی روح مبارک کو قبض کر کے عالم بالا کو پہنچا دوں اور اگر آپ فرمائیں تو مراجعت کروں، آپ نے جبریل کی طرف دیکھا جبریل نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کی لقائے عالم آرائے کا مشتاق ہے یہ سن کر آپ نے عزرائیل سے فرمایا جس کام کا تم کو حکم ملا ہے اس کو بجالاؤ، ملک الموت روح قبض کرنے میں مشغول ہوئے سگرات موت کی وجہ سے چہرہ نازنین کا رنگ کبھی سرخ اور کبھی زرد ہوتا تھا اور جبین مبین پر پسینہ آتا تھا۔

بی بی عائشہ کہتی ہیں وفات شریف کے قریب میرے بھائی عبدالرحمن حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں آپ کو سہارا دے بیٹھی تھی میں نے دیکھا کہ آپ مسواک کو دیکھ رہے ہیں میں نے عرض کیا، کیا آپ کو مسواک دوں، آپ نے اشارہ سے ہاں فرمایا۔ میں نے بھائی سے مسواک لے کر آپ کو دی وہ سخت تھی، آپ کو اس کے استعمال کرنے میں دشواری ہوئی میں نے آپ سے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے نرم کی اور پھر آپ کو پیش کی آپ نے اس کو استعمال فرمایا، پھر آپ نے لگن میں جو پانی سے بھرا آپ کے پاس رکھا تھا اپنے دونوں ہاتھ ڈال کر ارشاد کیا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ موت کی تکلیفیں ہیں پھر آپ نے مبارک ہاتھ اٹھا کر فرمایا میں نے رفیق اعلیٰ کو اختیار کیا اس کے بعد آپ کا دست مبارک جھک گیا اور آپ نے انتقال فرمایا
إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ -

فَإِنْ قَالَ لِي مَتِّمْ مَتِّمْ سَمِعًا وَطَاعَةً

دَقَلْتُ لِدَاعِي الْمَوْتِ أَهْلًا وَرَحَبًا

یعنی اگر وہ مجھ سے فرمائے مرجا میں فرماں برداری اور اطاعت گزاری کرتے ہوئے مرجاؤں گا

اور میں ملک الموت کو ان کے آپرے چھے آئے اور خوش آمدید کہوں گا
 جنازہ دوش پر اپنے وہ رکھ کر لے چلا میرا
 گماں ہے تختہ تابوت پر تختِ سلیمان کا
 اس وقت بی بی فاطمہ نے کہا، اے میرے باپ بہشت بریں تمہاری جگہ ہوا اے میرے باپ اللہ تعالیٰ
 نے تم کو بلایا اور تم اللہ کے پاس چلے گئے۔

منگر کہ دل ابن میں پر نوح شد | منگر کہ ازیں سر اے فانی چوں شد
 مصحف بہ کف دیا بہ رہ و دیدہ بدو | باپیک اجل خندہ زناں بیرون شد
 صحابہ اس حادثہ جاں گداز سے مشلوب النوح اس ہو گئے۔ عمر نے اپنی تلوار نیام سے نکال کر کہتے
 شروع کیا جو کوئی کہے گا کہ حضرت نے رحلت فرمائی میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔

قطلانی ابن زبیر سے لکھتے ہیں کہ آپ کے انتقال سے صحابہ کی عقلوں میں خلل آ گیا۔ بعض پر جنوں
 کی کیفیت طاری ہو گئی انہی میں سے ایک عمر تھے اور بعض بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے وہ کھڑے نہ ہو سکتے
 تھے ان ہی میں سے ایک علی تھے۔ بعض کی قوت گویائی سلب ہو گئی تھی وہ چلتے پھرتے تھے لیکن بات
 نہ کر سکتے تھے، ان ہی میں سے ایک عثمان تھے بعض بیمار پڑ گئے۔ ان ہی میں سے ایک عبداللہ بن انیس
 تھے جو ایسے بیمار پڑے کہ شدت رنج و غم سے جاں بزنہ ہو سکے اور انتقال کر گئے سب سے مستقیم
 ابو بکر تھے ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں وہ آہوں پر آہیں بھر رہے تھے وہ حزن و ملال کے
 گھونٹ پر گھونٹ پی رہے تھے وہ حجرہ شریفہ نبوی میں داخل ہوئے وہ آپ کے حبابِ اطہر پر
 جھکے اور انہوں نے آپ کے تہرہ مبارک پر سے کپڑا مٹا کر کہا۔ آپ حیات اور ممات میں پاکیزہ رہے
 آپ کی وفات ہونے سے وہ تھے منقطع ہو گئی۔ جو آپ کے پہلے انبیاء میں سے کسی نبی کی وفات پر منقطع
 نہیں ہوئی تھی۔ یعنی آپ کی وفات سے نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا، آپ پر تعریف سے بالاتر ہیں اور
 ہر رونے سے بلند تر ہیں اگر آپ کی موت اختیاری ہوتی ہم اپنی جانوں کو آپ کی وفات پر قربان
 کر دیتے یا محمد اپنے پروردگار کے پاس ہم کو یاد رکھو اور ہمارا خیال آپ کو رہے۔

جو محفل بستہ باعزم سفر جانال برول آمد

بہ ہمراہی او صد کا روان جاں برزل آمد

پھر ابو بکر حجرہ شریفہ سے باہر آئے انہوں نے عمر کو نصیحت کی اور کہا اے عمر کیا تم اس آیت شریفہ
 کو بھول گئے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَمِيَّتُونَ یعنی اے پیغمبر یقیناً تم کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی
 مرنا ہے۔

بخاری کی روایت اس طرح پر ہے کہ ابو بکر نے عمر سے بیٹھے کو کہا وہ نہ بیٹھے لوگ عمر کو چھوڑ کر

الوجہ کی طرف متوجہ ہوئے، ابو بکر نے حمد و ثنا اور سلام و درود کے بعد کہا تم میں سے جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا تو محمد یقیناً انتقال فرما گئے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ اور نہ مرنے والا ہے اور پھر آپ نے یہ آیت شریفہ پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَصُرَ اللَّهُ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ - یعنی محمد تو اللہ کے رسول ہیں یقیناً ان سے پہلے بہت سے رسول گزرے ہیں اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل کر دئے جائیں تو کیا تم اپنے پہلے دین کی طرف لوٹ جاؤ گے اور جو شخص اللہ سے کفر سے گریز کرے گا یعنی اپنے پہلے دین کو اختیار کرے گا وہ اللہ جل شانہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا اور قریب ہے اللہ شکر کرنے والوں کو اجر عنایت کرے گا، ابو بکر سے اس آیت کو سن کر سب کو ہوش آیا اور ان کو اس آیت کا دھیان ہوا۔

عمر کہتے ہیں اس آیت کو سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی شک اور شبہ کے رحلت کر گئے ہیں اس کے بعد میں اہل بیت کے پاس تعزیت کے واسطے گیا اور میں نے ان سے کہا کہ غسل کا سامان کرو۔

اہل بیت نے غسل کی تیاری کی اس وقت غیب سے آواز آئی السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أَجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، یعنی اے اہل بیت تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور پورا پورا اجر تم کو قیامت ہی کے دن دیا جائے گا یہ سن کر علی نے کہا خضر علیہ السلام تعزیت سے رہے ہیں۔

اس کے بعد عباس اور ان کے دو فرزند قثم، فضل اور علی اور اسامہ امّ ثمن اور زید بن حارثہ کے فرزند اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سقران نے آپ کو غسل دیا، کھن پھنایا، اور کھن کو خوشبودار کیا، پھر آپ کو حجرہ شریفہ میں رکھ کر سب باہر چلے گئے کیونکہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھ کو تجھنیر و تکفین کے بعد حجرہ میں اکیلا چھوڑ دینا پہلے پروردگار میرے جنازہ کی نماز پڑھے گا پھر جبریل باقی ملائکہ کے ساتھ نماز پڑھیں گے اور پھر تم نماز پڑھنا۔

من مردہ و دوست در نمازم

سبحان اللہ بخود بنام

ایک گھڑی کے بعد غیب سے آواز آئی، اندر آؤ، اور نماز پڑھو چنانچہ ایک ایک شخص اندر جاتا تھا اور نماز پڑھ کر باہر آتا تھا دو دن تک صحابہ نماز پڑھتے رہے سب نے الگ الگ نماز پڑھی جماعت

سے نماز نہیں ہوئی۔

شواہد النبوة میں لکھا ہے کسی نے علی مرتضیٰ سے ان کے حافظہ کا سبب دریافت کیا آپ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل شریف دینے کے بعد جو پانی آپ کی ہلکوں میں جمع ہو گیا تھا میں نے اس کو پی لیا یہ برکت اسی کی ہے۔

چاشت کے وقت، پیر کے دن، بارہ ماہ ربیع الاول سن گیارہ سہری کو پورے تریسٹھ سال کی عمر میں سرور کائنات افضل مخلوقات حبیب خدا رسول کبریا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دارِ پللاں سے انتقال فرمایا اور بدھ کے دن تیرہ ماہ ربیع الاول کو عائشہ صدیقہ کے حجرہ شریفیہ میں آپ کے جدِ اطہر کو سپرد خاکِ پاک کیا، آپ کی قبر مبارک نبلی تھی، ابو طلحہ زید بن سہل انصاری نے قبر مبارک کھودی تھی اور محمد شریف بنائی تھی قبر شریف میں آپ کو عباس اور ان کے مرد و فرزند قثم اور فضل اور علی نے اتارا سب سے آخر میں محمد شریف میں نو کچی اینٹیں لگا کر قثم باہر آئے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

رہتے کہ چو آفتاب بکت باشی | در پر تو خویش عالم آرا باشی
ناشاد گروہے کہ تو زانجا بروی | آبا دردیایے کہ تو آں جا باشی

سیوطی نے طبرانی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اے لوگو، اگر میرے بعد تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے وہ میری جدائی کی مصیبت کو یاد کر کے اپنی پیش آمدہ مصیبت سے تسلی حاصل کرے کیونکہ میری امت کے لئے میری جدائی کی مصیبت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

ابو الجوزار اؤس بن عبداللہ ربعی بصری تابعی کہتے ہیں، آپ کی رحلت کے بعد مدینہ منورہ میں اگر کسی کو کوئی صدمہ پہنچتا تھا تو اس کے عزیز اور اقربا مصافحہ کرنے کے بعد اس سے کہتے تھے اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈرو اور صبر کرو یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے اچھا نمونہ اور بہتر مثال ہیں۔

إصْبِرْ لِكُلِّ مُصِيبَةٍ وَتَحَدَّدْ | وَأَعْلَمَ بَانَ الْمَرْءِ غَيْرُ مُحَمَّدٍ
وَأَصْبِرْ كَمَا صَبَرَ الْكِرَامُ فَإِنَّهَا | تَوْبُ تَنْزُوبِ الْيَوْمِ تَكْشِفُ فِي عِنْدِ
وَإِذَا أَتَتْكَ مُصِيبَةٌ شَيْءٌ بِهَا | كَأَذْكَرِ مَصَابِكِ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

یعنی مصیبت واقع ہونے پر صبر سے کام لو، اپنے میں قوت برداشت پیدا کرو اور خوب سمجھ لو کہ آدمی پائدار نہیں ہے، مصیبت پڑنے پر گرامی قدرائشخاص کی طرح صبر اور ضبط سے کام لو کیونکہ نوبت بہ نوبت مصیبت ہر ایک پر آتی ہے آج آئی اور کل گئی، جس وقت تم پر کوئی مصیبت واقع ہو

جس سے تم کو رنج اور طلال پہنچے تو اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اہلیمہ کو یاد کر لو۔
 جب تک آپ کے جد شریف کو خاکِ پاک کے سپرد نہیں کیا تھا حضرت بلال بن رباح مؤذنِ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر اذان دیتے رہے جس وقت وہ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کہتے تھے
 صحابہ بے اختیار موجاتے تھے ان کے رونے سے مسجد شریف گونج اٹھتی تھی لیکن جب آپ کا
 جد شریف حضرت بلال کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اور ان کا باپ سہر لبریز ہو گیا اور ان کو اذان
 دینے کی تاب نہ رہی پھر انھوں نے اذان نہ دی، یقیناً احباب کی جدائی سے حیات تلخ ہو جاتی ہے
 پھر ایسے حبیب کے فراق کا کیا کہنا جس کی رُویتِ حیاتِ اُولیِّ الْاَبَابِ شَمٰی صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ
 عَلَیْہِ

حضرت عمر کو جب ہوش آیا اور ان کو یقین ہو گیا کہ آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں تو انھوں نے
 رو کر کہنا شروع کیا، یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں کھجور کا وہ تنہ جس کا سہارا لے کر آپ
 خطبہ پڑھتے تھے اور جب لوگ زیادہ ہونے لگے اور آپ نے منبر بنوایا تاکہ سب آپ کا خطبہ سن
 سکیں اور کھجور کے اس تینہ سے آپ کی ڈوری واقع ہوئی وہ آپ کے فراق کی تاب نہ لاسکا اور
 رو دیا یہاں تک کہ آپ کے دست مبارک نے اس کو خاموش کیا، آپ کی اُمت بہ نسبت اس کھجور
 کے تنہ کے زیادہ حقدار ہے کہ آپ کے فراق میں روئے یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر خدا
 ہوں آپ کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا عالی قدر ہے کہ باوجود سب انبیاء کے بعد آپ کو
 بھیجنے کے آپ کا ذکر سب سے پہلے کیا ہے وہ فرماتا ہے۔ **وَ اِذَا خَذْنَا مِنَ النَّبِیِّیْنَ مِیثَاقَهُمْ
 وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوحٍ (الایۃ) یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں آپ کی فضیلت اللہ کے
 نزدیک اتنی زیادہ ہے کہ اہل نار و دوزخ کے اطباق میں تمنا کریں گے کہ انھوں نے آپ کی اطاعت
 کی ہوتی وہ عذاب کی حالت میں کہیں گے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور اللہ کے رسول
 کی اطاعت کی ہوتی۔**

حضرت ابو بکر صدیق نے آپ کی رحلت فرمانے پر کہا۔

وَدَعَانَا نُوْحًا اِذْ وَاٰتَتْ عَنَّا | قَوْلًا عَنَّا مِنَ اللّٰهِ الْكَلَامُ
 سَوِيًّا مَا قَدْ تَرَكْتَ لَنَا رَهِيْنًا | تَضَمَّنَهُ الْقَرَاتِيْسُ الْكِرَامُ

یعنی جب آپ ہم کو چھوڑ کر تشریف لے گئے ہم نے اللہ کے وحی کو الوداع کہی اور اللہ کے کلام نے
 ہم کو الوداع کہی جب اس کلام پاک کے جس کو آپ ہمارے پاس چھوڑ گئے ہیں اوردہ مبارک کا غدو
 پر جو لکھا ہوا ہے۔

آپ کو سپردِ خاک کرنے کے بعد قبر شریف میں مٹی ڈالی، قبر شریف زمین سے ایک بالشت بلند

رکھی گئی، حضرت بلال نے مشکیزہ سے پانی چھڑکا، ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے سرہانے کی طرف سے ابتدا کی اور سرخ و سفید کنکریاں قبر شریف پر پھیلا دیں۔

بَاخِرٍ مِّنْ دُفْنَتِنِ فِي التُّرْبِ أَعْظَمُهُ | وَطَابَ مِنْ طَلِيهَتِ الْقَاعِ وَالْأَكْمُ
نَفْسِي الْفِدَاءِ لِقَبْرَانَتِ سَاكِنُهُ | فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ

یعنی اے بہتر ان سب سے جن کے اجساد شریفہ خاک میں مدفون ہوئے ہیں اور ان کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں میری جان اس پاک قبر پر فدا ہو جس میں آپ سکونت فرما ہیں اسی قبر شریف میں پرینرگاری ہے اور اسی میں جوڑ اور کرم ہے۔ جب صحابہ آپ کو دفن کر چکے تو بی بی فاطمہ مزار شریف پر تشریف لائیں انھوں نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا، تمہارے دلوں نے کس طرح گوارا کیا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالی، آپ کے رنج دالم کا اندازہ لگاتے ہوئے اور آپ کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے صحابہ بالکل خاموش رہے لیکن سان حال سے عرض کر رہے تھے کس بد بخت کو گوارا تھا کہ آپ پر خاک ڈالے لیکن اللہ کے حکم سے کسی کو چارہ نہیں، مجبوراً وہ کرنا پڑا جو کسی کو گوارا نہ تھا۔ پھر بی بی فاطمہ نے ذرا سی خاک پاک اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگائی اور اس وقت آپ نے یہ دو شعر پڑھے۔

مَاذَا عَلِيٌّ مِنْ شَمِّ تَرْبَةِ أَحْسَدٍ | أَنْ لَا يَشُمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَمًّا يَا
صَبَّتْ عَلَيَّ مَصَابٌ لَوْ أَنَّهَا | صَبَّتْ عَلَيَّ الْآيَامَ صَحْرَتَ لَيَا بِيَا

یعنی جو شخص حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقدِ اطہر کی پاک مٹی کو سونگھ لے اس کو پھر عمر بھر کسی اعلیٰ خوشبو سونگھنے کی ضرورت نہیں ہے مجبوراً ایسے آلام اور مصائب توڑے گئے ہیں اگر ایسے آلام اور مصائب روز ہائے روشن پر توڑے جاتے تو وہ اندھیری راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔ حضرت بی بی فاطمہ آپ کے بعد صرف چھ ماہ حیات رہیں اس عرصہ میں ایک مرتبہ بھی وہ نہ نہیں، عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت فرمانے کے بعد سے حضرت ابو بکر کا جسم گھٹنا رہا یہاں تک کہ آپ ہی کے حزن و غم میں ان کا انتقال ہوا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ کی اونٹنی جس کا نام عضبار تھا اور جو آپ سے کلام کیا کرتی تھی درمناقت کی تاب نہ لاسکی اس نے نہ کچھ اور نہ پیا یہاں تک کہ مر گئی ہے

در سحر تو صبر نائیکیا شدہ است | بے روئے تو شہر رو لبو شدہ است
تنہا نہ نمم کہ بے تو تنہا شدہ ام | یک شہر ز رفتن تو تنہا شدہ است

انس کہتے ہیں مدینہ منورہ میں کوئی دن روشن تر اس دن سے نہ تھا جس دن آپ مدینہ میں داخل ہوئے اور کوئی دن اس دن سے زیادہ بے نور نہ تھا جس دن کہ آپ نے اس جہاں سے انتقال فرمایا ہے۔

سراج النبوه میں لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا تھا کہ اگر آپ کی رائے عالی ہو تو آپ کے مدفن فیض مخزن کو روضہ رضواں میں ترتیب دیا جائے اور اگر آپ چاہیں تو زاویہ خاک میں استراحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، دل نہیں چاہتا کہ امت کو چھوڑ کر باغ رضواں کو چلا جاؤں جب تک میں اپنی امت میں رہوں گا وہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَجْزِبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ یعنی جب تک آپ ان میں رہیں گے یہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

خیال امت کی راحت کا دم رحلت بھی ان کو ہے
یہ ہے الطاف بے پایاں عنایت اس کو کہتے ہیں
خصائص کبریٰ میں سیوطی نے لکھا ہے وہ خاک پاک جو آپ کے جد اشرف سے لگی ہوئی ہے وہ
کعبہ معظمہ اور عرش بریں سے بھی افضل ہے۔

بِسْرَاجِ الْمُرْسَلِيْنِ يَا مُحَمَّدَ
تَوْبَةَ شُكِّ نَارِ نَبِيِّ يَا مُحَمَّدَ
تَوْبَةَ رَوْعِ زَمِيْنِي يَا مُحَمَّدَ



اِمَامِ اَهْلِ دِيْنِي يَا مُحَمَّدَ
بِهٖ دُرِّ كَاهِتِ نِيَا زِ اَهْلِ عَالَمِ
طَوَافَتِ مِي كُنْتِ اَهْلِ سَمَاوَاتِ

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا دَسْفِيْنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔



تعالی اللہ زہے شانِ محمدیہ خد خود ہے ثنا خوانِ محمد

یا قَدْ وَسَّ

نظرِ شمائل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَحْفَلِ مِیْلادِ شَرِیْفِ كِ اَدَابِ

فضائلِ سنودل سے خیر الوریٰ کے
خدا کی رضا کے جاؤ کما کے
رہے چشمِ تر ذکر میں مصطفیٰ کے
مزے خوب لے لے کے وصلِ علیٰ کے
سنودل سے غفلت کے پردے ہٹا کے

ادب سے ذرا بیٹھو اب سر جھکا کے
یہ محفل ہے میلاد کی تم یہاں سے
محبت کا جذبہ کزودل میں پیدا
سنو نام نامی کرو نذرِ تحفے
یہ آداب اس مجلسِ پاک کے ہیں

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض فضائل کا بیان

رسولِ مکرم ہیں وہ کبریا کے
ہیں مرکز وہی دائرے میں قضا کے
درخشندہ کو کتب وہی اصطفیٰ کے
خدائی عیاں دم سے ہے حق نما کے
کہ انوار ظاہر ہوں بدر الدجہ کے
کہ ہم ہوتے سپرو نبی الہدیٰ کے
غلاموں کی صف میں کیا نہ لقا کے
گرم بے بہا ہے بغیر امیرا کے

سمجھتے ہو کچھ مرتبہ ان کا کیا ہے
وہ بے مثل ہیں عالم کنزِ نکال میں
فلک پر رسالت کے وہ مہر تاباں
اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا
خدائی کو اپنی کیا اس نے ظاہر
تمتار ہی ہے سدا انبیا کو
یہ ہم پر خدا کی عنایت ہے کیسی
کریں جتنا بھی شکر مولیٰ کا کم ہے

۱۔ عالم کنزِ نکال یعنی عالمِ آفرینش۔ ۲۔ دائرے میں یعنی قضا و قدر کے دائرے میں محور ہیں۔

۳۔ بے بہا یعنی انمول جس کی کوئی قیمت نہ لگا سکے ۴۔ بغیر امیرا یعنی بلا شک۔

آپ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے از سر نو حنبت کو سجایا۔ ہم کو چاہیے کہ ہم آپ کے یوم ولادت شریف کو عید کا دن سمجھیں۔ مولود شریف کی محفل کو بتیوں اور پھولوں سے آراستہ اور پیراستہ کریں اور آپ کا ذکر شریف کر کے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کریں اور آپ کے احترام اور محبت میں قیام کریں۔

فرشتے بھی جنت کو اعزاز میں جب ہماری زبان پر پوچھ کیوں نہ جاری کریں منعقد کیوں نہ ہم بھی محافل سجاوٹ کریں کیوں نہ گلہائے تر سے کھڑے کیوں نہ ہوں آپ کا ذکر سن کر	سجائیں شہزادہ بزم قلاؤ ابلی کے ترانے مسرت سے یا مہربان کے پڑھیں کیوں نہ مولود خوشیاں منا کے جلا میں نہ کیوں نہ قہر با کے محبت سے کچھ اپنے آنسو گرا کے
--	---

نصیحت

نصیحت سنو کان کھولو خدارا محمد کی الفت ہے سرمایہ دیں کا نصیبے کا اچھا وہی ہے عزیزو زبیاں کار عقیبی میں جانو اسی کو تقرب کرو اپنے مولیٰ سے حاصل	نہ تم او کہنے میں ماوشما کے حفاظت سے رکھو دلوں میں دبا کے جو امیاں کی دولت کو رکھے بڑھا کے گیا جو بھی دنیا سے دولت گنوا کے نبی کی محبت کے گن زید گا کے
--	--

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں کس محبت سے آپ کو یاد کرتا ہے اور آپ کے اوصافِ اعلیٰ بیان کرتا ہے اور تمام انبیاء سے عہد لیتا ہے کہ ان میں جو آپ کے زمانہ کو پائے وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ اپنی امت کے واسطے براق کا انتظام فرما کے بہشت برس پہنچانے کا بندوبست فرماتے ہیں۔

لہ شہزادہ بزم الخ میثاق ازل کی طرف اشارہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم کی ارواح کو جمع کر کے اپنی خدائی کا اقرار لیا، سورہ اعراف آیت ۱۷۲ میں کہتا ہے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ہاں آپ اس محفل کے سردار تھے لہ یا مہربان کلمہ تمہیں ہے جو خوشی کے وقت کہا جاتا ہے لہ تمہارے معنی تہی اور کھربا یعنی بجلی یعنی بجلی کی کپیاں لکھ زبیاں کار یعنی نقصان والا۔

فضائل تو دیکھو شہد دوسرا کے
وہ الفاظ لاتا ہے کیسے ثنا کے
معانی کو سمجھو ذرا والضحیٰ کے
تعمُرک بھی اشکِ محبت لٹا کے
مری جاں ہو قربان اُس لڑبا کے
جو پائے زمانے کو اُس مرتضیٰ کے
وہ رہیں بیشک ہر اک مقتدا کے
زمانے میں بھیجا ہے رحمت بنا کے
مٹے سارے افکار روزِ جزا کے
نہ لے جائیں عصیاں کو کیونکر بہا کے
سوئے خلد بھیجیں گے اس پرٹھا کے

ذرا چشمِ حق میں سے مصحف اٹھا کے
خدا ان کی تعریف کرتا ہے کیا کیا
تلاوت کرو فتح و تجسم و قمر کی
پڑھو سورہ نون و اُسری و شرح
نزالی تم ہے یہ اللہ اکبر
یاعنہ سب انبیا سے کہ تم میں
پوچھو ایمان لائے پڑھے ان کا کلمہ
رونی رحیمی کا پہنا کے خلعت
یہ رحمتِ خدا کی وہ رحمتِ نبی کی
یہ رحمت کے دریا شفاعت کی مہلین
بِراق اپنی امت کو محشر میں دے کر

معراج شریف کا بیان

وہ اک ساتھ جانا شہدِ القوی کے
افق پر نمایاں ہوئے فاستوی کے
سفر لامکاں کا ہوا بے عننا کے
اڑے دوش پر کوئی برق و ہوا کے
قریب ہو گیا سدرۃ المنتہیٰ کے
کریں آپ نظر اے اب ماوریٰ کے

وہ معراج کی شب وہ سیرِ عجائب
وہ اُسری بعبدہ سے اسرارِ پنہاں
براق نکو تھا سواری میں شہ کی
چلائے کے جس دم تو رفتار جیسے
ہوا برق کیا ہے وہ اک آن ہی میں
ادب سے کیا عرض روح الایں نے

۱۔ تعمُرک انہم فی سکرۃ ہم یعمہون سورہ حجرات ۲، ۳۔ وَاِذَا خَذَلْتُمْ مِثْقَالَ النِّبْتِ لَمَّا اَتَيْتُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَحَكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتَسْمَعُنَّ بَدْوًا لِّمَنْصُورًا سورہ آل عمران آیت ۸۱ ۳۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَخٌ سُوْرَةُ تُوْبَةِ آيْتِ ۱۲۹۔ ۴۔ شَهِيدُ الْقُوٰی یعنی حضرت جبریل ۵۔ فَاَسْتَوٰی وَاُتُوْا بِالْاَفْقِ الْاَعْلٰی سورہ نجم آیت ۶، یعنی جبریل امین اہلی صورت میں اُفُقِ الْاَعْلٰی پر ظاہر ہوئے ۷۔ بے عننا یعنی بلا مشقت ۸۔ ماوریٰ یعنی ما بعد۔

پروں کو جلا دیں شرارے ضیا کے
منازل کریں آبِ طے ارتقا کے
مزے خوب جا کر لئے مستوی کے
جہاں سے چلائے کے زفرن اڑا کے
ذرا میں ہوئے طے مدارجِ دنی کے
تَقَرُّب میں تھے پھر وہ رب العلا کے
زباں بند ہے وصف میں مدعا کے
تھلے راز سائے فنا و بقا کے
یہ اسرار ہیں ان کو رکھو چھپا کے
بتادو مسائلِ رَوَانَا رَوَا کے
سناد و سب احوال پوئے بقا کے
سُنئے گا اسے کون ساتھ اَعْتِنَا کے
پڑو تم نہ خچر میں ہاں اور نا کے
سنو گے نہ الفاظِ چون و چرا کے
وہ تھے پشت پر پھر اسی بادِ پیا کے

اگر ایک بھی قدم آگے رکھ دوں
نگہاں ہو مولیٰ مبارک سفر ہو
وہاں سے چلے دیکھتے سب مناظر
وہاں سے وہ پھر عالمِ نور پہنچے
بہت سے مقامات گزرتے نظر سے
تَدْنٰی کو پھر اور پھر تَابِ تَوْسِن سے
وہاں کیا سنا اور دیکھا وہاں کیا
غسایت ہوا وصل کا جامِ شیریں
ہوا حکم جو کچھ یہاں راز دیکھے
بیاں میں تم احکام لے آؤ سائے
بتادو حقیقت سبھی نعمتوں کی
یہ سن کر کیا عرض شاہِ زَمَن نے
ہوا اُن کو ارشاد رب العدا کا
کریں گے ابو بکر تصدیق ان سے
ہوئے پھر مُرْتَضٰی وہاں سے مگر م

صبح کو آپ کا کافروں سے معراج شریف کا واقعہ بیان فرمانا اور ان کا حضرت ابو بکر کے پاس جا کر بطور استہزا ذکر کرنا اور حضرت ابو بکر کا ان کو جواب دینا اور نصیحت کرنی اور اس دن سے آپ کو صدیق کا مبارک خطاب ملنا۔

کئے شب کے احوال سائے جتنا کے
بڑے ٹھاٹ سے اپنی بغلیں سجا کے

بیاں صبح کو آپ نے کافروں سے
وہ سن کر ابو بکر سے جا کے بولے

۱۲۱ سیر کی کتابوں میں ان مقامات کا ذکر ہے دیکھو سعید البیان کو ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰

یہ لو ایک سی رات میں دیکھ آئے
 بہت ان کی تعریف کرتے تھے تم بھی
 ابو بکر حبیب بن چحے ان کی باتیں
 خدا را کروں کیا کہہ رہے ہو
 یہ جو کچھ بھی تم سے کہا تھا وہ سچ ہے
 تمہاری بھلائی کو کہتا ہوں تم سے
 کرو بس رسالت کی تصدیق دل سے
 عداوت میں ان کی سراسر ضرر ہے
 کہاں کی خوشی اور کیسی مسرت
 ذرا دیکھ لو حال تم بولہب کا
 نصیحت جو کرتا ہوں تم کو وہ سن لو
 وہ حق کے مکر تم پیر میں بے شک
 امین اور صادق میں سب جانتے ہیں
 خبز جو بھی دی ہے بلا ریب سچ ہے
 تمہیں خاک آئے نظر آنکھ پر جب
 تماشا تے وحدت نظر آئے فوراً
 یہ سن کر اڑے ہوش سب کافروں کے
 پھر ان کی ساری امیدوں پہ پانی
 تماشا تو دیکھو ذرا دیر پہلے
 مگر قسمت بد کا کہنا ہی کیا ہے
 جناب ابو بکر نے کافروں کے
 وہ تائب کرتے تھے ہر دم نبی کی

تمہارے پیسے عجائب سما کے
 بڑے صدق دل سے بڑے چھپا کے
 جواب ان کو فوراً دیا مسکرا کے
 ذرا ٹھنڈے دل سے سنو سراٹھا کے
 میں اب پھر یہ کہتا ہوں تم کو سنا کے
 نہ ٹالو مری بات کو سنس ہنسا کے
 نہ ہرگز بنو مستحق تم سزا کے
 پھلا ہے نہ کوئی نبی کو سنا کے
 دھھی ہو گے تم ان کے دل کو دکھا کے
 بنو تم نہ مصداق تبت یدا کے
 یہی کام دے گی تمہیں آگے جا کے
 خدا ان کا شیدا وہ شیدا خدا کے
 نہیں آتے ان کو طریقے دغا کے
 نواز ہے ان کو خدا نے بلا کے
 پڑے ہوں عداوت کے پڑے بلا کے
 اگر چھوڑ دو تم طریقے جفا کے
 کھڑے ہو گے یک بیک بوجھلا کے
 وہ بھاگے وہاں سے بہت سٹٹا کے
 وہ آئے تھے سنتے ہوئے کھل کھلا کے
 کہ پلٹے وہ اندوہ سے منہ کھلا کے
 مٹا ڈالے جتنے بنائے تھے خاک کے
 بہت دل لگا کے بہت جی کھپا کے

لے سما یعنی آسمان سے نبوت سے پہلے آپ کی امانت داری کی وجہ سے امین اور راست گفتاری کی وجہ سے
 صادق کے خطاب سب آپ کو یاد کرتے تھے لے اندوہ یعنی رنج لے خاک کے معنی منصوبے۔

محبت میں رکھا ہے کیسا جمائے کے
نبی کی محبت سے دل کو بسا کے
ہوئے وہ مگر یہ اعزاز پا کے
وہ افسر ہیں بے شک تمام اولیا کے
نہ پھٹکے کوئی پاس کبر و ریا کے

یہ سچا ہے اخلاص دیکھو قدم کو
خدا ان سے راضی ہوا وہ خدا سے
اسی دن سے صدیق پایا لقب ہے
بشر میں وہ افضل ہیں بعد نبیا کے
یہ اخلاص کا پھل ملا ان کو رب سے

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

مجھے مست کر جام الفت پلا کے
رہوں گا مزین رہ یہ صدق و صفا کے
مزے لے اڑوں میں بھی زہد و وفا کے
عنایت کر اوصاف صبر و عنایت کے
کھلیں راز سربتہ علم و ذکا کے
مجھے نفس و شیطان سے رکھ لے بچا کے
گرفت ہو اور ہوس سے چھڑا کے
نہ لے جا مجھے پاس جرم و خطا کے
طریقے پہ چلتا رہوں اصفیا کے
جو سردار ہڑے تمام اتقیا کے
نئی راہ پر لے گئے وہ چلا کے

الہی طفیل نبی مکرم
طفیل ابو بکر صدیق اکبر
طفیل عمر شاہ فاروق اعظم
طفیل قتیل ستم شاہ عثمان
طفیل علی کرم اللہ وجہہ
طفیل کل اصحاب و آل پیغمبر
طفیل کل اتباع اے استقامت
طفیل مشائخ جو اعلام دین تھے
طفیل صفائش پیران والا
طفیل ابوالحسن پیر طریقت
کیا و لو کہ تیری الفت کا پیدا

طریقہ شریفہ نقشبندیہ کا بیان

جو افضل طریقوں میں اہل تقا کے

وہ مشکل کث کا مبارک طرفت

اے ذکا، ذال کے فتح سے یعنی سرعت فہم و تیزی فکر اے مشکل کث حضرت امام الطریقہ خواجہ بہار الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
کو کہتے ہیں اہل تقا یعنی اصحاب تقویٰ در پر سیزگاری۔

نزلے معالِم سب اس مُلتقی کے
مخاسن میں سارے اسی انتہا کے
طریقے میں کتنے بھلے ابتدا کے
تصور میں ڈوب رہے آشنا کے
مخافیل میں رہتے ہوئے انزوا کے
مبارک معالِم سبھی ابتدا کے
لئے ابتدا میں مزے انتہا کے

شرعیّت کا خادم حقیقت کا حامل
جناب ابو بکر کو مُنتہی ہے
سدا ہوش دزدوم نظر بر قدم ہو
عمل بازگشت و بگداشت پر ہو
مزے پھر تو لمبی چشم بصیرت
مبارک تو اعد مبارک ضوابط
مبارک طریقہ یہ ایسا بتا یا

حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

گیا نفس آمارہ کو جو سدھا کے
کیا زندہ دل نوش دار و کھلا کے
نئی چاشنی معرفت کی چٹا کے
شرعیّت روی کی ریاضت کرا کے
پڑھا کے لکھا کے سدھا کے سکھا کے
بس اللہ کا اک نقش رکھا لگا کے
گئے یاد اپنے خدا کی دلا کے
پھر انوار سے اس کو رکھا سجا کے
گئے جو سبق معرفت کا پڑھا کے
کرشمے دکھائے نئی کیمیا کے

سنو اب کچھ احوال اس پار سا کے
مئے بخودی سے خودی جس نے کھوئی
ابھی تک ہے دل میں مزا اور گئے وہ
کھڑا کر دیا لا کے راہ ہدی پر
محبت سے گرویدہ اپنا بنایا
انردل سے زائل کیا ماسوی کا
کئے چاک غفلت کے پردے ہزاروں
کیا قلب عاجز کو خانہ خدا کا
موا نور وحدت سے مسمور سینہ
نرالی الف باکی تختی پڑھائی

۱۔ معالِم یعنی علامات و نشانات ۲۔ مُلتقی یعنی مقام اتصال جہاں پر راستہ آکر ملے ۳۔ مُنتہی یعنی منسوب ۴۔ ابتدا یعنی نسبت
یعنی یہ طریقہ شریف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا کر ملا ہے اور آپ سے منسوب ہے یہ ساری خوبیاں اسی نسبت شریفیہ کی ہیں
۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔

میں دل کو گنڈن بنایا گلا کے
 بہت کچھ سکھایا دلوں کو سبھا کے
 گئے اپنی فرقت میں آخر رُلا کے
 گئے وہ ہدایت کی مشعل سبھا کے
 طریقوں سے اب کون واقف خفا کے
 رہی یاد مولیٰ کی دل میں سما کے
 خدا یاد آتا ہے وہ یاد آ کے
 گئے ہیں سمیپ جو ہم کو بتا کے
 خدا تھے سلاطین ان کے گدا کے
 وہ پھر خواب کیوں دیکھے طلہ ہما کے
 دئے کام جس نے ہزاروں دوا کے
 ہے کسیر قربان اس خاک پا کے
 وہ تڑپا گئے دل کو اہل و لا کے
 ہوا خاک جب میکہ جل جلا کے
 نہ اب مست رندوں کے نغمے بکا کے
 نہ شیریں کرشمے وہ ناز و ادا کے
 کھلے راز سب عرش و تحت الثریٰ کے
 در فیض آقدس کی گنڈی پلا کے

ق

ق

توجہ سے روشن کئے سب لطائف
 بہت کچھ پڑھایا عنایات کر کے
 بہت کچھ سنسایا مگر بائے قسمت
 اندھیرا نہ کیوں کر زمانے میں چھائے
 تصور میں ان کے مزا جان جاں کا
 محبت نے ان کی اثر یہ دکھایا
 عزیز وہ کیا تھے بیاں کیا کروں میں
 یہی اولیاء کی نشانی ہے سُن کو
 گدائی میں ان کی سعادت تھی مخفی
 ملی جس کو ان کی غلامی وہ شہ سٹھا
 در فیض النور کا وہ خاک ریزہ
 نہ سمجھو اسے خاک کسیر ہے وہ
 وہ کیسے بدھائے خدا ان پہ جاں ہو
 کہاں سے ملے اب وہ ہما بے عرفاں
 نہ اب دورے ہے نہ مینا نہ ساقی
 نہ وہ رقص کبیر نہ شور حریفان
 نہ وہ نغمہ ہوں کہ جس کے اثر سے
 گزرتا تھا اک دم میں عرش بریں سے

حضرت مُرشد کی یاد اور ان کے واسطے دعا خیر

بہاتا ہوں آتش بہت تہلکا کے

مجھے یاد آتی ہے جس دم وہ صحبت

۱۔ خدا یاد آتا ہے الخ یہ حدیث شریف کا مضمون ہے اس حدیث شریف کو ائمہ نے چند طریقوں سے روایت کیا ہے طبرانی کی معانی
 میں ہے ہم الذین اذراؤا ذکر اللہ ابن ماجہ کی روایت میں ہے خیار کم الذین اذراؤا ذکر اللہ بغوی کی روایت میں ہے ادیبائی من عبادی
 الذین یندکرون بذکری واذکر بکم ادرام احمد کی روایت میں ہے ان ادیبائی من عبادی واجہائی من خلقی الذین یندکرون بذکری واذکر بکم
 ۲۔ دلا یعنی محبت اللہ مینا یعنی صراحی دہوتل لہ بکا رونا ۳۔ حریف یعنی ہم پیشہ وہم مشرب و دمساز و رفیق ۱۲

اٹھاتا ہوں پھر ہاتھ اپنے دعا کے
بصد شوق و اخلاص بعد التجا کے
دُرِ خلد میں اپنے جلوے دکھا کے
رہیں ساتھ وہ انبیا اصدقا کے

مستاہوں رہ رہ کے قلبِ حزیں کو
یہ کرتا ہوں پھر عرض اُس بارگہ میں
کہ یارب مرا تب کو اُن کے بڑھا تو
رہے روحِ فردوس میں اُن کی شاداں

عاجز کی دُعا بارگاہِ بے نیاز میں

مُقَدَّر میں آجائے مجھ بے نوا کے
میں مجھ کو اوصافِ حلم و حیا کے
مزرے میں بھی لے لوں بقا و فنا کے
بُھلا دوں میں قصے بھی ماسوئی کے
شرابِ محبت کی لذت چکھا کے
کھلیں مجھ پہ البوابِ تیری رضا کے
گناہوں کو رکھ دے کرم سے مٹا کے

الہی جو تو نے نظر اُن پہ کی ہے
صفاتِ رزلیہ نہ پاس آئیں میرے
نہیں دُور کچھ بھی یہ تیرے کرم سے
تری یاد باقی رہے دل میں ہر دم
عبادت میں رکھ اپنی مشغول یارب
تو راضی رہے مجھ سے میں تجھ سے راضی
نہیں تابِ آتش کہ میں ناتواں ہوں

حرمین شریفین کا مبارک سفر مکہ کا سفر اور حج کا بیان

ہوں اسبابِ خود اس رہ جانفزا کے

الہی حرم کا سفر ہو میرے

لہ دُر کے معنی بیچ۔

لہ رہیں ساتھ وہ انبیا اصدقا کے۔ اشارہ ہے اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

مَعَ النَّبِيِّْنَ الْاٰيَةِ كِي طَرَف۔

ترے گھر کے چاروں طرف پھر پھر کے
 گھڑا ہوں کبھی رُکن سے دل بلا کے
 کروں عرض احوال سب ماضی کے
 بہادوں گناہوں کو اپنے نہا کے
 بنوں مست اک ڈول اس کا چڑھا کے
 پھروں سر کے بل جا کے سر رصفا کے
 کبھی میں مزے لوٹوں غارِ حرا کے
 کبھی جا کے گلیوں میں لوٹوں منیٰ اللہ کے

وہاں جا کے ارماں نکالوں میں دل کے
 کبھی سنگِ اسود کو جا کر میں چوٹوں
 گھٹسوں تیری چوکھٹ پر اپنی جبین کو
 گھڑا ہوں کے نیزابِ رحمت کے نیچے
 کروں آبتِ زمزم سے سیراب خود کو
 محبت میں مڑوہ کے چکر لگاؤں
 کبھی کوہِ رحمت کی چوٹی پہ جاؤں
 کبھی شوق میں شکرِ حقیق پہنچوں

دیارِ حبیب کا سفر

رہ شوق میں اپنی پلکیں بچھا کے
 منازل ہوں طے اس رہِ دلکشا کے

چلوں چشم سے جانبِ طیبؐ گا ہے
 بہ اخلاص و شوق وہ صدقہ دمانی

لہ چاروں طرف الخ یعنی طواف بیت اللہ کروں لہ سنگِ اسود یعنی حجرِ اسود جو بیت اللہ شریف کے مشرقی کونے میں لگا ہوا ہے اس کو چھونا اور بوسہ دینا سنت ہے لہ رکن سے مراد رکن یمینی ہے جو بیت اللہ کا جنوبی کونہ ہے اس کو چھونا مستحب ہے لہ گھسوں الخ یعنی طواف کے بعد دو رکعت پڑھوں جن کا پڑھنا واجب ہے لہ کروں عرض یعنی دو رکعت کے بعد دعائوں یہ دعا کرنی مستحب ہے لہ ماضی یعنی گزرا ہوا لہ نیزابِ رحمت یعنی پرنا لہ بیت اللہ شریف کے پرنا لہ کو نیزابِ رحمت کہتے ہیں جو شمالِ غربی جانبِ حطیم میں گرتا ہے لہ دعا کے بعد چاہِ زمزم پر جانا اور اس کے پانی سے اپنے کو سیراب کرنا سنت ہے لہ بہتر ہے کہ ڈول سے پانی پیے اور خود پانی نکالے اور جو بچے اس کو اپنے اوپر ڈال لے لہ مڑوہ اور صفا دو پہاڑیاں ہیں طواف کے بعد ان دو پہاڑیوں کے مابین سعی کرتی واجب ہے، ابتدا صفا سے کی جاتی ہے لہ کوہِ رحمت میدانِ عرفات کی پہاڑی ہے نویں ذی الحجہ کو اس پہاڑی کے پاس وقوف کرنا حج کا رکن ہے وہاں دعا کرنی چاہیے لہ غارِ حرا مکہ کے پاس وہ مبارک غار ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے اور آپ پر پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئی اس مبارک غار کی زیارت کا تعلق حج سے نہیں ہے بلکہ محبتِ نبوی سے ہے اور یہ زیارت مستحب ہے لہ شکر سے مراد شکرِ حرام ہے جو مژدلفہ کی پہاڑی کا نام ہے اس کا نام قزح ہے عرفات سے واپسی پر دوسری ذی الحجہ کی شب یہاں گزارنی سنت ہے اور سعودی دیر قیام کرنا واجب ہے لہ خیف سے مراد مسجد خیف ہے جو اس جگہ بنائی گئی ہے جہاں رسول اللہ نے نماز پڑھی تھی لہ منیٰ میں دو رات قیام کرنا سنت ہے یعنی گیارہویں بارہویں ذی الحجہ کی شب کو اور تیرہویں شب کا قیام کرنا بہتر ہے لہ مدینہ منورہ کا نام شریف تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام طیبہ اور طابہ رکھا جو طیب اور طاب کی تائید یعنی طیب اور اچھے کے ہے شہرت مدینۃ الرسول کے نام سے ہوئی اور پھر صرف مدینہ ہی نام پڑ گیا۔

کبھی دیکھو آؤں مناظرِ قُبَّہ کے
 کبھی جا پڑوں در پہ دارِ الشفا کے
 پھر اُس در پہ مانگوں دعا گرا کے
 اٹھائے ہوئے ہاتھ اپنے رجا کے
 پھر گرو اُس روضۂ ذواللوی کے
 بہ صد شوق و اخلاص اُس محبتی کے
 فدا ہوں الہی اسی پیشوا کے
 تماشے وہ پھر دیکھے دل کی جلا کے
 ہاں سائے کرشمے یہ آہِ رسا کے
 امیدوں کے غنچے کھلیں لہلہا کے
 دکھائے کرشمے تو اپنی سخا کے

پہنچ کر مدینے اُٹھ جا کے دیکھوں
 کبھی دور سے قُبَّہ نور دیکھوں
 پڑھوں گاہ مسجد میں جا کر دو گانہ
 حضوری میں جاؤں پھر اُس بادشاہ کے
 فرشتے زیارت کریں جس کی آ کے
 کر دوں تذبذب حد درودِ مبارک
 مری جان و اولاد ماں باپ سب کچھ
 جیسا جس نے اے زید اس در پہ گھسلی
 کہاں تو کہاں یہ شرفِ حاضر کا
 مری التجاؤں کو سن لے الہی ،،
 کرم پر ہی تیرے نظر زید کی ہے

اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے واسطے دعا

وہ اب جا لگے ہیں کنائے رُدا کے
 ہاں آخر ترے نام لیوا سدا کے
 بنیں تختہ مشق اہل عدا کے
 نہ دیکھیں شداؤں کو پھر انجلا کے
 ہستم ہو گئے بے حساب استقبار کے
 گریں منہ کے بل ٹھوکریں خوب کھا کے
 بہت جلد یارب گریں اڑا کھڑا کے

ترے نام لیوا پریشیاں ہیں بے حد
 عملِ گرجہ ناکارہ ان کے رہے ہیں
 نہیں اہل یارب وہ ظلم و ستم کے
 کرم کر مصائب سے ان کو بچا لے
 اٹھایا ہے سر کافروں نے بہت کچھ
 غرور ان کا ٹوٹے نکل جائے کس بل
 یہ ظلم و ستم کی فلک بوس تعمیر

لہ اُحد مدینہ سے شمال کی جانب ڈھائی میل کے فاصلہ پر واقع ہے، اس پہاڑ کی زیارت کرنی مستحب ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے اُحد حبیب
 یحسنا و نجبہ یعنی اُحد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اس پہاڑ کی تلبیٰ میں حضرت حمزہ کا مزار پر انوار
 ہے جس کی زیارت کو رسال کے شروع میں آپ جاتے تھے لہ قبا مدینہ سے جانب غربتین میں ہے اس مسجد کی زیارت مستحب ہے لہ رجا
 یعنی امید لہ ذواللوی یعنی صاحبِ علم و فدا و نذیر چونکہ قیامت کے دن حمد کا بئیرق آپ کے ہاتھ میں ہوگا اس لئے آپ کا لقب
 مبارک ذواللوی ہے لہ بقیعہ را یعنی ہلاکت لہ سد یعنی ہمیشہ لہ اہل عدا یعنی اہل عداوت لہ انخلا خالی ہونا یعنی جلا وطنی لہ کس بل
 یعنی دم ختم۔

نکل جائیں سب دور سے ابتلا کے
 نہ بھٹکائے شیطان پھر روزِ غلا کے
 زمانے سے نابود ہوں گھٹ گھٹا کے
 مٹیں سب جراثیم ہر اک و با کے
 نکلنے مچھلیں دوستی کی فضا کے
 پھیلے اور پھولے نیارنگ لا کے
 کہ قربان ہو جائیں سب اس صدا کے
 ہو گرویدہ عالم تمام اس ندا کے

سلامت روی حاصل زندگی ہو
 رہ راستی پر ہر اک گامزن ہو
 یہ جو روحِ جفا کی بھیانک گھٹائیں
 تروتازہ ہو باغِ پھر آستی کا
 صبا پھر پیام امن کالے کے آئے
 ہو اسلام سرسبز و شاداب پھر سے
 صد گوئیے اللہ اکبر کی ایسی
 ہو اسلام کابل بالاجہاں میں

تمنائیں برائیں زینِ حسرت کی
 بہادری الہی خسرا نے عطا کے

۱۰ ابتلا یعنی آزمائش، یعنی فتنہ و فساد کا دور

میرا وحیدی کرمانی گفتہ

خوش آں کہ بندم در زہت بر ناکہ محمل از وطن
 خیزم چو گرد، اُنتم چو آشک، آیم بہ سر غلظم بہ تن
 چوں پانہسم در راہ تو، باشد پیے قطع زہم
 پارا حلد، کف آبلہ چشم قدم، غم زار دامن
 آیم بریں دار الشفا، گویم بہ زاری دہم بہ دم
 کائے شمع دین، ختم رسل، مطلوب حق، فخر زامن
 شاہِ سیر سلطنت، سلطانِ آردنی لقب
 نکی نسب، امی حسب، بطنی مکان، شرب وطن
 از گفتن نعتت بود ساعت بہ ساعت تازہ تر
 باغِ اہل، شاخِ طرب، گل زار جان، نخل بدن
 بعد و فاقم بس بود، گردے ز راہِ مقدمت
 زاد سفر، زیب عمل، شمعِ لوح، عطر کفن
 دارم امیدِ مغفرت از دولتِ نعتِ شما
 با این عمل، با این گنہ، با این جفا، اے ذوالمنن

جَبَّ كَسَى كَيْ يَهَا كَمَّهَانَا كَمَّهَائِ تَوِيْدُ عَا يُرْطِطِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ

نیکیوں نے تمہارا کھانا کھایا ،

وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ

اور فرشتوں نے تمہارے واسطے دعا کی

وَنَزَلَتْ عَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ

اور نازل ہوئی تم پر رحمت

بَارِكْ اللّٰهُ لَكُمْ فِي رِزْقِكُمْ

اللہ نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں باریک بینی سے



حضرت شاہ ابوالخیر اکادمی کی مطبوعات

۲۰/۰۰	مقامات اخیار	سوانح حیات ابوالخیر (فارسی) آفٹ	۱
۲۰/۰۰	مقامات خیر	سوانح ہادی کامل شاہ ابوالخیر (اردو) ۲۶x۲۰	۲
۲۵/۰۰	مقامات خیر	سوانح ہادی کامل شاہ ابوالخیر (اردو) ۲۲x۱۸	۳
۲۵/۰۰	حضرت مجدد اوران کے ناقدین	آفٹ	۴
۲۵/۰۰	تاریخ القرآن	از مفتی عبداللطیف برنی آفٹ	۵
۱۰/۰۰	مجموعہ خیر البیان	خیر المورد، نظم شمس آفٹ	۶
۲۰/۰۰	بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید	آفٹ	۷
۱۰/۰۰	علامہ ابن تیمیہ اوران کے معاصر علماء	آفٹ	۸
۲۰/۰۰	الْمَجْمُوعَةُ السَّنِيَّةُ	(۱) رد ورفض از حضرت مجدد (فارسی) آفٹ (۲) الْمُعْقَلَمَةُ السَّنِيَّةُ از شاہ ولی اللہ (عربی) (۳) مکتوب بہ محمد امین از شاہ ولی اللہ (فارسی)	۹
۲۰/۰۰	مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان	آفٹ	۱۰
۲۰/۰۰	مدارج الخیر ترجمہ مناہج السیر (سلوک کے بیان میں)	آفٹ	۱۱
۲۰/۰۰	معمولات خیر	از مولانا محمد نعیم اللہ خیالی آفٹ	۱۲
۲۰/۰۰	مناہج السیر و مدارج الخیر (فارسی)	۰۰ آفٹ	۱۳
۲۰/۰۰	مسئلہ ضبط ولادت		۱۴
۲۰/۰۰	فیصلہ پنج مسئلہ	(اردو) آفٹ	۱۵
۲۰/۰۰	منہج الأباء فی السلام علی الانبیاء و الرضاء عن الأولیاء		۱۶
۲۰/۰۰	امام اعظم ابوحنیفہ (ازیرتالیف)		۱۷

میلنے کا پتہ =

حضرت شاہ ابوالخیر اکادمی۔ درگاہ شاہ ابوالخیر شاہ ابوالخیر مارگ دہلی ۱۱۰۰۰۱



